پیام امام زمانہ علیہ السلام

آیت اللہ العظمی وحید خراسانی مدظلہ العالی

کی حضرت امام زمانہ علیہ السلام

کے مقام بالا کے بارے میں

تین تقاریر

مؤسسہ الامام المنتظر قم

خیابان انقلاب کوچہ ۱۷ مقابل مسجد گزرقلعہ قم

پیام امام زمانہ علیہ السلام

آیت اللہ العظمی وحید خراسانی مدظلہ العالی
کی حضرت امام زمانہ علیہ السلام
کے مقام بالا کے بارے میں

تین تقاریر

مؤسسہ الامام المنتظر قم
خیابان انقلاب کوچہ ۱۷ مقابل مسجد گزرقلعہ قم

پیام امام زمانہ علیہ السلام

اور آیۃ اللہ العظمیٰ شیخ وحید خراسانی کے تین خطبے

تالیف	:	سید جمال الدین حجازی
ترجمہ	:	نصرت حسین
ناشر	:	موسسہ الامام المنتظر
تعداد	:	۱۵۰۰
کمپوزنگ	:	محمد رضا نجفی (الغدیر گرافکس)
چاپ	:	اوّل ۱۴۲۲ ہجری، ۲۰۰۱ عیسوی
قیمت	:	

بارالہا! ہم تیری بارگاہ میں اپنے پیامبر کے رحلت کر جانے کی شکایت کرتے ہیں اور اپنے امام کے غائب ہونے کی شکایت کرتے ہیں اپنے اوپر زمانے کی سختیوں کی اور آفات و آشوبات کے واقع ہونے اور ہمارے خلاف دشمنوں کے اکٹھ کرنے کی شکایت کرتے ہیں۔ اپنے دشمنوں کی زیادتی اور اپنی تعداد کے کم ہونے کی شکایت کرتے ہیں۔

بارالہا! اس غم واندوہ سے ہمیں جلد نجات دے اور ظہور امام زمانہ کے ذریعہ اپنی جناب سے ہماری باعزت مدد فرما۔ اے معبود برحق ہماری دعا قبول فرما۔

اهداء

قطب عالم امکان دونوں جہانوں کے امام۔ ناموس بھر۔ مدار زمانہ۔ ولی امر مسلمین آقا صاحب الزمان حضرت قیۃ اللہ حجۃ بن حسن صلوات اللہ وسلامہٗ علیہ کی خدمت اقدس میں ان کی ولادت باسعادت کی ایک ہزار ایک صد وپچاسویں مبارک سالگرہ کی مناسبت سے ھدیہ کرتا ہوں۔

آنجنابؑ کے تابناک چہرے کے دیدار کی امید کے ساتھ۔ آنجنابؑ کی غیبت کے پرآشوب زمانہ کے اختتام کی آرزو کے ساتھ۔ اور اس کے مقدس ظہور کے دن کے انتظار کے ساتھ۔

فصل اوّل

پیام امام زمانہ علیہ السلام

عناوین	صفحہ نمبر

۱۔ پیمان ولایت	۵
۲۔ غیبت کے محرکات	۱۰
۳۔ غیبت کا مفہوم	۱۶
۴۔ زمانہ غیبت میں آنحضرت (عج) کے حضور شرفیابی	۲۵
حضرت حجۃ علیہ السلام سے محبت	۳۷
امام زمانہ (عج) کے حضور شرف یاب ہونے کا عظیم راز!	۴۰
شیخ علی حلاوی کا دیدار حضرت حجۃؑ سے مشرف ہونا	۴۶
حضرت حجۃ (عج) کے مقام بالا کی معرفت	۵۱
راہ معرفت	۵۷

فصل دوم

امام زمانہ علیہ السلام کی معرفت

عناوین	صفحہ نمبر
اولین مخلوق	۶۹
اعمال و عبادات کے قبول ہونے کی شرط	۷۲
جہانوں کیلئے واسطہ فیض و رحمت	۷۸
تمام انبیاء علیہم السلام کے کمالات کے مالک	۹۰
عقول کو کمال تک پہنچانا	۱۰۵
شدت زہد و پرہیزگاری	۱۰۹
کثرت دعا و عبادت	۱۱۲
خداشناسی اور خدا پرستی	۱۲۱
میثاق ولایت	۱۲۴
حضرت عیسٰی علیہ السلام پر امامت	۱۲۸
انبیاء و آئمہ علیہم السلام کے ارمانوں کو زندگی بخشنے والا	۱۳۷
پیغمبر اسلام اور آئمہ علیہم السلام کی قائم آل محمد سلام اللہ علیہ کی تعظیم و احترام	۱۴۳

فصل سوم

آیت اللہ العظمی وحید خراسانی مدظلہ العالی

کی حضرت امام زمانہ علیہ السلام

کے مقام بالا کے بارے میں

تین تقاریر

صفحہ نمبر	عناوین
۱۵۴	امام زمان علیہ السلام
۱۷۰	نور خدا
۱۹۱	ولی امر

فصل اول

پیام
امام زمانہ علیہ السلام

"وَلَوْ اَنَّ اَشْيَاعَنَا ، وَفَّقَهُمُ اللّٰهُ لِطَاعَتِهِ ، عَلَى اجْتِمَاعٍ مِنَ الْقُلُوبِ فِي الْوَفَاءِ بِالْعَهْدِ عَلَيْهِمْ ، لَمَا تَاَخَّرَ عَنْهُمُ الْيُمْنُ بِلِقَائِنَا ، وَلَتَعَجَّلَتْ لَهُمُ السَّعَادَةُ بِمُشَاهَدَتِنَا ، عَلَى حَقِّ الْمَعْرِفَةِ وَصِدْقِهَا مِنْهُمْ بِنَا ، فَمَا يَحْبِسُنَا عَنْهُمْ اِلَّا مَا يَتَّصِلُ بِنَا مِمَّا نَكْرَهُهُ وَلَا نُؤْثِرُهُ مِنْهُمْ ، وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ وَ هُوَ حَسْبُنَا وَنِعْمَ الْوَكِيلُ وَصَلَوَاتُهُ عَلَى سَيِّدِنَا الْبَشِيرِ النَّذِيرِ مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ الطَّاهِرِينَ وَ سَلَّمَ". (۱)

اگر ہمارے شیعہ۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی اطاعت کی توفیق عنایت فرمائے۔ ایک دل اور متحد ہو کر ہمارے ساتھ باندھے گئے عہد و پیان کو وفا کرتے تو ہمارا احسان اور ہماری ملاقات کا شرف و فیض ان سے ہرگز موخر نہ ہوتا۔ اور بہت جلد کامل معرفت اور سچی پہچان کے ساتھ ہمارے دیدار کی سعادت ان کو نصیب ہوگی۔

پس ہمیں شیعوں سے صرف اور صرف ان کے ایک گروہ کے کردار نے پوشیدہ کر رکھا ہے جو کردار ہمیں پسند نہیں اور ہم ان سے اس کردار کی توقع نہیں رکھتے تھے۔ خداوند تعالیٰ ہمارا یاور و مددگار ہے اور وہی ہمیں کافی ہے اور بہترین سرپرست ہے۔ ہمارے سرور

---

(۱) احتجاج طبرسی۔ جلد۲ ص ۳۲۵

کائنات بشارت دینے والے اور ڈرانے والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی پاکیزہ آل پر درود وسلام ہو۔

☆☆☆☆☆

یہ پیغام امام زمانہ (عج) کے اس نامہ مبارکہ کا آخری حصہ ہے جو آپ نے اپنے سچے یاور اور مخلص دوست فداکار شیخ مفیدؒ قدس سرہ کو لکھا تھا۔ ہم نے حضرت امام عصر روحی و ارواح العالمین لہ الفداء کے اس گرانقدر تعمیری فرمان کو پیام حضرت حجۃ (عج) کے طور پر نقل کیا ہے کیونکہ اس کا پہلا حصہ یکم شوال ۴۱۲ھ کو حضرت حجۃ عجل اللہ فرج کی طرف سے صادر ہونے والی توقیع مبارک ہے جو آنجناب کی املاء سے صادر ہوئی تھی۔ وہ یہ ہے۔

" هٰذٰا كِتٰابُنٰا اِلَيكَ اَيُّهَا الْوَلِيُّ الْمُلْهَم لِلْحَقِ الْعَلِى ، بِاِمْلائِنٰا وَ خَطِّ ثِقَتِنٰا ، فَاخْفِهِ عَنْ كُلِّ اَحَدٍ ، وَاطْوِه ، وَاجْعَلْ لَهُ نُسْخَةً تَطَّلِعُ عَلَيْهٰا مَنْ تَسْكُنُ اِلٰى اَمٰانَتِهِ مِنْ اَوْلِيٰائِنٰا ، شَمَّلَهُمُ اللّٰهُ بِبَرَكَتِنٰا اِنْ شٰاءَ اللّٰهُ ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰاةُ عَلٰى سَيِّدِنٰا مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ وَ آلِهِ الطّٰاهِرِينَ ".

ترجمہ:۔ اے حق تعالی سے الہام پانے والے دوست یہ ہمارا خط تمہاری طرف ہے جو کہ ہماری املاء اور ہمارے قابل اعتماد شخص کے خط سے تحریر پایا ہے۔ اس کو لپیٹ کر تمام لوگوں سے پنہاں رکھ اور ہمارے دوستوں میں اس گروہ کی اطلاع کے لئے کہ جن کے ایمان پر تمہیں اطمینان ہو اس توقیع سے ایک نسخہ نقل کر کے انہیں دے دیں۔ اللہ تعالی انشاء اللہ ہماری برکات وعنایات ان کے شامل حال فرمائیگا۔ تمام تعریف اللہ تعالی کے لئے اور درود وسلام خدا تعالی ہمارے سرور محمدؐ اور ان کی پاکیزہ آل پر۔

یہ فرمان شاہی اس بات کا پتہ دیتا ہے کہ اس نامہ کی حضرت حجۃ (عج) کے مورد اعتماد دوستوں اور سچے ساتھیوں کے لئے نسخہ برداری ہوئی ہے۔ اور اسی طرح سے یہ پیغام امام زمانہ (عج) کی طرف سے آپ کے مخلص وفادار شیعوں تک پہنچایا گیا ہے۔

یہ قیمتی پیغام نہایت اہم مقاصد اور دقیق نکات کا حامل ہے اور اس کی تفصیلی شرح کی گنجائش اس مختصر رسالے میں ممکن نہیں ہے۔ لہذا اس رسالے میں اس عظیم پیغام کی مختصر اور جامع تشریح پیش کی جائیگی۔

☆☆☆

۱- پیمان ولایت

"وَلَوْ اَنَّ اَشْیاعَنا - وَفَّقَهُمُ اللّٰهُ لِطاعَتِهِ - عَلٰی اجْتِماعٍ مِنَ الْقُلُوبِ فِی الْوَفاءِ بِالْعَهْدِ عَلَیْهِمْ ."

مطلب اول:۔ حضرت حجۃ (عج) کی کلام والا کے اس حصے میں اس عہد و پیمان کی وفاء کے بارے میں بحث ہے جو عہد و پیمان شیعوں کی گردن پر ہے اور یہ وہی پیمان ولایت اور اہلبیت عصمت وطہارت علیہم السلام کی اطاعت وحمایت کا وعدہ ہے۔ جو اس جہاں میں اور اس دنیا سے پہلے جہاں "عالم ارواح واشباح" میں اللہ تعالی نے اپنی اطاعت وربوبیت اور رسول پاک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت اور رسالت اور اہلبیت علیہم السلام کی اطاعت و ولایت کا عہد و پیمان تمام لوگوں سے لیا ہوا ہے۔

بہر حال اللہ تعالی نے لوگوں سے اس جہان میں اہل بیت علیہم السلام کی اطاعت ومحبت کا جو عہد لیا ہے اس سے متعلق قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

یا اَیُّهَا الَّذینَ آمَنُوا اَطیعُو اللّٰهَ وَ اطیعُو الرَّسُولَ وَ اُوْلِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ

(سورہ النساء۔ آیہ۔۵۹)

یعنی اے وہ لوگو جو ایمان لے آئے ہو خدا کی اطاعت اور پیغمبر کی اطاعت کرو اپنے میں سے اولی الامر کی اطاعت کرو۔ رسول اکرمؐ نے بھی لوگوں سے عہد لیا ہے کہ اس

کی اطاعت اوراس کے بعد آئمہ معصومینؑ کی اطاعت کریں اور قرآن وعترت پاک سے ہرگز جدا نہ ہوں۔

بہرحال وہ عہد جو عالم میثاق اور اس دنیا سے پہلے والے جہان میں لیا گیا ہے قرآنی آیات اور فراوان اخبار و روایات کی بنا پر یہی ہے کہ اللہ تعالی نے لوگوں سے معصومین علیہم السلام کی اطاعت کا وعدہ لیا ہے۔اوراس کے اثبات کے لئے دو آیات اور چند ایک روایات جو اس ضمن میں وارد ہوئی ہیں آپ کے لئے پیش کرتے ہیں۔

ا۔ سورہ اعراف ﴿آیہ۔ ١٧٢﴾

" وَاِذْ اَخَذَ رَبُّکَ مِنْ بَنِی آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰی اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ قَالُوا بَلٰی شَهِدْنَا اَنْ تَقُولُوا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اِنَّا کُنَّا عَنْ هٰذَا غٰافِلِینَ ' اَوْ تَقُولُوا اِنَّمَا اَشْرَکَ آبَاؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَ کُنَّا ذُرِّیَّةً مِنْ بَعْدِهِمْ اَفَتُهْلِکُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُونَ ".

ترجمہ :۔ اور جب تیرے رب نے بنی آدم کی پشتوں سے ان کی ذریت کولیکر انہیں خود ان کے اوپر گواہ بنا کر سوال کیا کہ کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں تو سب نے کہا بے شک ہم اس کے گواہ ہیں۔ یہ عھد اس لیے لیا کہ روز قیامت یہ نہ کہہ سکو کہ ہم اس عھد سے غافل تھے یا یہ کہ کہہ سکو کہ ہم سے پہلے ہمارے بزرگوں نے شرک کیا تھا اور ہم صرف ان کی اولاد میں تھے۔تو کیا اہل باطل کے اعمال کی بناء پر ہم کو ہلاک کردے گا۔

تفسیر عیاشی کی دوسری جلد کے ص ٢٤١ پر اس آیہ مبارکہ کے ضمن میں حضرت علیؑ سے مفصل حدیث نقل ہوئی ہے۔اس میں ایک حصہ یوں ہے۔

"فَقَالَ لَهُمْ إِنِّي أَنَا اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنَا الرَّحْمٰنُ الرَّحِيمُ فَاقَرُّوا لَهُ بِالطَّاعَةِ وَالرُّبُوبِيَّةِ، وَمَيَّزَ الرُّسُلَ وَالْأَنْبِيَاءَ وَالْأَوْصِيَاءَ وَأَمَرَ الْخَلْقَ بِطَاعَتِهِمْ وَالرُّبُوبِيَّةِ، وَمَيَّزَ الرُّسُلَ وَالْأَنْبِيَاءَ وَالْأَوْصِيَاءَ وَأَمَرَ الْخَلْقَ بِطَاعَتِهِمْ فَاقَرُّوا بِذٰلِكَ فِي الْمِيثَاقِ"

ترجمہ:۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا تحقیق میں خدا ہوں کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ میں بخشنے والا اور مہربان ہوں تو سب نے اس کی اطاعت و ربوبیت کا اقرار کیا پھر انبیاء و رُسل اور اوصیاء کو الگ کیا اور تمام مخلوقات کو ان کی اطاعت کا حکم فرمایا پھر سب نے عالم میثاق میں اس کا اقرار کیا۔

۲۔ سورہ احزاب ﴿آیہ ۔ ۷﴾

" وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَ مِنْكَ وَ مِنْ نُوحٍ وَ إِبْرَاهِيمَ وَ مُوسٰى وَ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَ أَخَذْنَا مِنْهُمْ مِيثَاقًا غَلِيظًا ".

ترجمہ:۔ اور جب ہم نے پیغمبروں سے عہد لیا اور تجھ سے عہد لیا اور نوح سے اور ابراہیم سے اور موسیٰ اور عیسیٰ بن مریم سے عہد لیا اور ان سے بہت سخت عہد لیا۔

تفسیر البرہان کی تیسری جلد کے ص ۲۹۴ پر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیہ مبارکہ کے ذیل میں مفصل حدیث نقل ہوئی ہے۔ فرماتے ہیں۔

" كَانَ الْمِيثَاقُ مَأْخُوذاً عَلَيْهِمْ لِلّٰهِ بِالرُّبُوبِيَّةِ وَلِرَسُولِهِ بِالنُّبُوَّةِ وَلِأَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ وَالْأَئِمَّةِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ بِالْإِمَامَةِ، فَقَالَ : أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ وَ مُحَمَّدٌ" صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَسَلَّمَ نَبِيُّكُمْ وَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِمَامُكُمْ وَ أَئِمَّةُ

اُلْهَادِینَ عَلَیْهِمُ السَّلامُ اَئِمَّتُكُمْ؟ قَالُوا : بَلٰی ".

ترجمہ:۔ جو عہد و پیمان ان حضرات سے لیا گیا تھا وہ خدا تعالیٰ کی ربوبیت کا عہد اور اس کے رسول پاکؐ کی نبوت اور امیر المومنینؑ اور آئمہ علیہم السلام کی امامت کا عہد تھا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں؟ اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے نبی اور علی علیہ السلام تمہارے امام نہیں ہیں؟ اور کیا ہدایت کرنے والے آئمہؑ تمہارے امام نہیں ہیں؟ سب نے یک زبان کہا: ہاں"۔

مرآۃ العقول کی جلد پنجم کے ص ۱۶۶ پر نویں حدیث ہے جو امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہوئی ہے۔

"اِنَّ اللّٰهَ اَخَذَ مِیثَاقَ شِیعَتِنَا بَالْوَلَایَةِ لَنَا وَهُمْ ذَرٌّ ' یَوْمَ اَخَذَ الْمِیثَاقَ عَلَى الذَّرِّ بِالْاِقْرَارِ لَهُ بِالرُّبُوبِيَّةِ وَ لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ سَلَّمَ بِالنُّبُوَّةِ".

ترجمہ:۔ تحقیق اللہ تعالیٰ نے ہمارے شیعوں سے اس وقت اپنی ربوبیت اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا اقرار لیا جب وہ عالم ذر میں تھے۔

☆☆☆☆☆

تمام آیات اور ان متواتر اخبار و احادیث سے جو "عہد و میثاق" "عالم ذر" "عالم اظلہ و اشباح" کے بارے میں وارد ہوئی ہیں کہ ہم چند ایک بطور نمونہ آپکے سامنے پیش کرتے ہیں ان میں ذات اقدس رب العزۃ جل جلالہ نے تمام مخلوقات سے حتی پیغمبروںؑ سے بھی رسول پاکؐ اور آپ کے اہل بیت اطہار علیہم السلام کی اطاعت اور محبت و

ولایت کا اقرار لیا ہے۔اس دنیا میں رسول پاکؐ نے نیز کئی مرتبہ آئمہ اطہار علیہم السلام کا تعارف کروایا اور ان عظیم ہستیوں کے بارے میں گفتگو فرمائی اور حضرت علیؑ سے لے کر مہدی آخرالزمان اروحنالہ الفداء تک بارہ معصوم اماموں کی تعیین فرمائی ہے کہ یہ ہستیاں میرے بعد یکے بعد دیگرے منصب امامت پر فائز ہونگیں اور ان کی عصمت و ولایت کی تاکید فرمائی اور لوگوں سے اس پاکیزہ ذریت سے محبت اور ان کی اطاعت پر ہمیشہ برقرار رہنے کا عہد لیا اور یہ کہ ان کو اپنے ولی اور اولی بنفس جانیں۔

لیکن صرف شیعوں نے پیمان الٰہی، عہد نبوی اور ولایت علوی کو قبول کیا اور اس عظیم میثاق کا بوجھ اٹھایا۔بس شیعوں کو چاہیے کہ وہ اس عہد و پیمان کو نبھائیں۔اس وقت خلیفہ رسول امام عصر حضرت حجۃ بن الحسن سلام اللہ علیہ کی اطاعت اور آنجناب کی محبت کے عہد پر باقی رہنے کے لئے متحد ہو جائیں۔

☆☆☆

۲۔ غیبت کے محرکات

لَما تأَخَّرَ عَنهُمُ الیُمنُ بِلِقائِنا وَ لَتعجَّلَتْ لَهُمُ السَّعادَةُ بِمُشاهَدَتِنا".

حضرت حجۃ (عج) کے پوشیدہ ہونے کے اسباب میں ایک مہم سبب حضرت ولی عصرؑ کے غیبت کے رازوں میں مہم راز یہ ہے کہ لوگوں نے آنجناب کی اطاعت وحمایت کے لیے قیام نہیں کیا۔ حضرت سے جو عہد ولایت کیا تھا اس کو وفا کرنے کے لئے متحد اور اکٹھے نہ ہوئے یعنی آنحضرت کی غیبت کی اساسی علت کو خود لوگوں میں تلاش کرنا چاہیے اور غیبت کی تمام تر ذمہ داری لوگوں پر عائد ہونا چاہیے۔ کیونکہ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ جب معاشرہ حجت الہی کو قبول کرنے سے انکار کر دے اور اس کے فرمان کی اطاعت نہ کرے تو حجۃ خدا خانہ نشین ہو جائیں گے اور اگر گھر میں سکھ کا سانس نہ لینے دے اور ان کی جان کے در پے ہو تو وہ ناچار غائب ہو جائیں گے۔ جب تک ان کے ظہور کے شرائط کامل نہ ہوں اور لوگ دل وجان سے آپ کے احکامات پر عمل درآمد نہیں کرتے آپ پوشیدہ زندگی گذاریں گے

اسی سلسلے میں حضرت امیر المومنینؑ نے مسجد کوفہ کے منبر پر ارشاد فرمایا۔

وَاعلَمُوا انَّ الاَرضَ لاَ تَخلُو مِنْ حُجَّةٍ لِلّهِ عَزَّوَجَلَّ وَ لٰكِنَّ اللّهِ سَيُعمي خَلْقَهُ عَنها بِظُلمِهِم وَ جَورِهِم وَ اسرافِهِم عَلى انفُسِهِم". (۳)

۳۔ غیبت نعمانی۔ باب دہم ص ۱۴۱

ترجمہ:۔ تم جان لو کہ زمین حجۃ خدا سے خالی نہیں رہ سکتی لیکن عنقریب (لوگوں کے) اپنے ظلم و ستم اور اپنے نفوس پر اسراف یعنی گناہوں کی وجہ سے خدا لوگوں کو ان کی زیارت سے محروم کردے گا یعنی اپنی حجت کو لوگوں کی آنکھوں سے اوجھل کر دیگا۔

عظیم محقق اور بلند مرتبہ فقیہہ علامہ حلی قدس اللہ روحہ الزکیہ۔ شیخ نصیر الدین طوسیؒ کے جملہ "وُجُودُهُ لُطفٌ وَ تَصَرُّفُهُ لُطفٌ آخَرَ وَعَدَمُهُ مِنّا". (۴)

کی شرح میں لکھتے ہیں کہ

" لُطفُ الاِمامَةِ یَتمُّ بِاُمُورٍ ".

یعنی لطف امامت کا تمام اور کامل ہونا چند امور پر موقوف ہے (وہ تین ہیں) (۵)

۱۔ وہ چیز جو خدا تعالیٰ پر لازم ہے وہ امام کو ہستی سے نوازنا اور اس کو اولی بالتصرف قرار دینا ہے۔ اور اس کو قدرت اور علم عطا کرنا اور اس کے نام و نسب کا تعارف کرانا ہے یہ سب امور اللہ تعالیٰ نے انجام دے دیئے ہیں۔

۲۔ جو چیز امام پر واجب ہے وہ عہدہ امامت کو قبول کرنا اور اس عظیم منصب کا بوجھ اٹھانا ہے۔ امام نے بھی اپنے وظیفے کو انجام دے دیا ہے۔

۳۔ جو چیز لوگوں پر واجب اور لازم ہے وہ یہ ہے کہ امام سے تعاون کریں اور ان کی مدد کریں کہ ان کے احکامات کو قبول کریں اور ان کے فرامین کی اطاعت کریں لیکن لوگوں

۴۔ یعنی امام معصوم کا وجود مبارک لطف ہے اور ان کی قیادت (مال و جان) تمام امور میں ان کا حق تصرف دوسرا لطف ہے اور ان کا عدم (یعنی ہم میں نہ ہونا) ہماری وجہ سے ہے

۵۔ شرح تجرید الاعتقاد ص ۲۸۵

نے اس ذمہ داری پر عمل پیرا ہونے میں کوتاہی کی امام سے متعلق اپنے فرائض انجام نہ دیے پس لطف امامت کے کامل نہ ہونے کا سبب ہم ہیں۔نہ خدا متعال ہے اور نہ ہی امام۔

پس اس بنا پر اگر لوگ اپنے حسن اختیار سے اس ذمہ داری کے بوجھ کو کندھوں پر اُٹھائیں اپنے امام زمانہ (عج) کی اطاعت اور حمایت کریں تو لطف امامت کامل ہو جائیگا اور حجۃ خدا معاشرہ کے امور کی باگ دوڑ سنبھالیں گے اور ملت کو سعادت و خوش بختی سے ہمکنار کریں گے۔لیکن اگر وہ اپنے سوء اختیار سے امام کو چھوڑ دیں اور ان کے احکامات پر عمل نہ کریں تو وہ لطف امامت کے پایہ تکمیل کو پہنچنے سے مانع ہونگے تو زمام اقتدار نااہل اور جاہل لوگوں کے ہاتھ لگے جس کی وجہ سے لوگ بے راہ روی اور گمراہی کا شکار ہونگے اور اگر صرف اسی پر اکتفاء نہ کریں بلکہ امام معصوم کے قتل کے درپے ہو جائیں تو حجت خدا غائب ہو جائیگی۔

مرحوم سید مرتضی رضوان اللہ تعالی علیہ جنہوں نے غیبت کبری کے اوائل میں زندگی کی ہے اور شیعہ کے قابل فخر عالم اور کئی گراں قدر تصنیفات کے مصنف ہیں وہ مسئلہ غیبت کے بارے لکھے گئے اپنے ایک مختصر کتابچے میں حضرت مہدیؑ کی غیبت کے سبب کے بارے یوں لکھتے ہیں۔

" السَّبَبُ فِی الْغَیْبَةِ هُوَ اخافَةُ الظّالِمینَ لَهُ وَ مَنْعُهُمْ یَدَهُ مِنَ التَّصَرُّفِ فِیهِ ، لِأَنَّ الاِمامَ اِنَّما یُنْتَفَعُ بِهِ النَّفْعُ الکُلِیُّ اِذا کانَ مُتَمَکِّناً مُطاعاً مُخَلّیً بَیْنَهُ وَ بَیْنَ اَغْراضِهِ لِیَقُودَ الجُنُودَ وَ یُحارِبُ البُغاةَ و یُقیمُ الحُدُودَ وَیَسُدُّ الثُّغُورَ وَ یُنْصِفُ المَظْلُومَ وَ کُلُّ ذلِکَ لایَتِمُّ اِلاّ مَعَ التَّمَکُّنِ ، فَاِذا حیلَ بَیْنَهُ وَبَیْنَ

اَغْراضِہِ مِنْ ذٰلِکَ سَقَطَ اِسْتَتَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہِ وَسَلَّمَ فِی الشِّعْبِ وَ اُخْرٰیٰ فِی الْغَارِ ' وَ لَا وَجْہَ لِذٰلِکَ اِلَّا الْخَوْفُ وَالتَّحَرُّزُ مِنَ الْمَضَارِّ ''.

ترجمہ:۔ یعنی امام (عج) کے غیب ہونے کی وجہ اور انگیزہ یہ ہے کہ ظالم ستمگروں نے حضرت کو (قتل کی دھمکی) کے ذریعہ ڈرایا اور جن امور کی باگ ڈور کا حضرت کے ہاتھ ہونا ضروری تھا (جیسے تصرف و مداخلت در امور عوام) ان سے حضرت کو روک کر دیا گیا۔ کیونکہ آنحضرت کے وجود مسعود سے پوری طرح فائدہ حاصل کرنا اس سے مشروط ہے کہ حضرت قدرت مند اور اقتدار پر کاملاً مسلط ہوں اور زمام حکومت آپ کے ہاتھ میں ہو۔ آپکے احکامات پر عمل درآمد ہوتا ہو۔ اور آنحضرت کی اپنی پاکیزہ اھداف و مصادر تک رسائی میں کوئی ہی رکاوٹ نہ ہو۔ تاکہ وہ خود لشکر تیار کریں استعمار گروں سے جنگ کریں۔ حدود الٰہی کو قائم کریں سرحدوں کی حفاظت کریں ظالم کے خلاف مظلوم کی دادرسی کریں۔

اس سب کچھ کا انجام پانا قدرت اور تسلط کامل کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ پس اگر آپ کے اور آپ مقاصد کے درمیان کوئی حائل ہو جائے اور ان کو امور حکومت سے روک دے تو امام سے معاشرے کی رہنمائی اور سرپرستی کا وجوب ساقط ہو جاتا ہے۔ اور اگر انہیں اپنی زندگی خطرے میں نظر آئے اور ظالموں سے ان کی جان امان میں نہ ہو تو ان پر لوگوں کی آنکھوں سے غیب کو پوشیدہ ہو جانا واجب ہو جاتا ہے کیونکہ آنے والے خطرہ سے بچنا عقلاً بھی واجب اور نقلاً بھی۔ جیسا کہ خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کچھ عرصہ غیب ہونے کا سبب جان کے خوف اور ضرر سے حفاظت کے علاوہ کچھ نہیں تھا۔

فقیہ عالیقدر شیعہ اور عالم برجستہ مرحوم شیخ طوسی اعلی اللہ مقامہ غیبت حضرت حجۃ

اور آنحضرت کے ظہور سے مانع اسی علت کے بارے میں لکھتے ہیں۔

لاعِلَّةَ تَمنَعُ مِنْ ظُهُورِهِ اِلاّ خَوفه عَلٰی نَفسِهِ مِنَ الْقَتْلِ، لِاَنَّهُ لَوْ کَانَ غَیْرَ ذٰلِکَ لَمَا سَاغَ لَهُ الاِسْتِتَار وَ کَانَ یَتَحَمَّلُ الْمَشَاقَّ وَ الاَذیٰ، فَاِنَّ مَنَازِلَ الْاَئِمَّة وَ کَذٰلِکَ الْاَنْبِیَاء عَلَیْهِمُ السَّلامُ اِنَّمَا تعظم لِتَحَمُّلِهِمُ الْمَشَاقَّ الْعَظِیمة فِی ذَاتِ اللّٰهِ تَعَالٰی"۔

ترجمہ:۔ یعنی حضرت کے ظہور سے رکاوٹ کا سبب صرف اور صرف اپنے آپ کے قتل ہونے کا خطرہ ہے۔ کیونکہ قتل کے علاوہ اگر کسی اور ضرر کا احتمال ہوتا تو آنحضرت کے لئے کسی صورت میں مخفی اور غائب ہونا روا نہ ہوتا۔ اور آپ تمام سختیوں اور اذیتوں کو برداشت کر لیتے۔ کیونکہ آئمہ اطہار اور انبیاء عظام کا مرتبہ خدا کی راہ میں سختیوں کے برداشت کرنے اور دشواری کے جھیلنے سے ہی عبارت ہے۔

اور اسی سے ان کے مرتبہ میں ترقی ہوتی ہے۔ عظیم شیعہ مفکر اور دانشور شیخ الطائفہ قدس سرہ الشریف۔ اس فرمائش کے بعد کچھ اخبار نقل کرتے ہیں جو اسی معنی پر دلالت کرتی ہیں اور ان تمام علل واسباب کو مخدوش اور کمزور قرار دیتی ہیں جن میں سے بعض سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ غیبت کا سبب شیعوں کا امتحان واختبار ہے۔

وَاَمَّا مَا رُوِیَ مِنَ الْاَخْبَارِ مِنْ اِمْتِحَانِ الشِّیعةِ فِی حَالِ الْغَیْبَةِ وَ صُعُوبَةِ الاَمْرِ عَلَیْهِمْ وَاخْتِبَارِهِمْ لِلصَّبْرِ عَلَیْهِ، فَالْوَجْهُ فِیهَا، الإِخْبَارُ عَمَّا یَتَّفِقُ مِنْ ذٰلِکَ مِنَ الصُّعُوبَةِ وَالْمَشَاقِ، لا اَنَّ اللّٰهِ تَعَالٰی غَیَّبَ الإِمَامَ لِیَکُونَ ذٰلِکَ"۔

ترجمہ:۔ یعنی وہ روایات جن میں غیبت حجۃ کے دوران شیعوں کی آزمائش و امتحان اور اس زمانے میں دشواریوں کے وارد ہونے اور اس کی سختیوں کے امتحان کو تحمل کر کے ان پر صبر کرنے کے بارے میں وارد ہوئی ہیں یہ اخبار غیبت کے زمانے میں واقع ہونے والے حوادث کی نشاندھی کرتی ہیں کہ غیبت کے زمانہ میں شیعوں کے لئے نامساعد حالات سختیوں سے دوچار ہونا پڑیگا نہ یہ کہ اللہ تعالی امام زمانہ (عج) کو اس لئے غائب کیا ہے کہ ان پر یہ دشواریاں سختیاں آئیں۔

☆☆☆

۳۔ غیبت کا مفہوم

" عَلٰی حَقِّ الْمَعْرِفَةِ وَ صِدْقِهٰا مِنْهُمْ بِنٰا ".

غیب کا کیا معنی ہے اور وجود ذی جود حضرت مہدی علیہ السلام کے پنہاں ہونے کا مفہوم کیا ہے؟

آیا غیبت کا معنی آنحضرت کا غیر مرئی ہونا اور غیبت کا مفہوم جسم مبارک امام زمان (عج) کا آنکھوں سے دکھائی نہ دینا ہے؟ بایں معنی کہ ان کو کوئی دیکھ نہیں سکتا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ کبھی آپ کسی جگہ موجود ہیں درحالانکہ وہ مکان آپ کے جسم مقدس سے خالی دیکھائی دیتا ہے؟

اگر چہ غیبت اس معنیٰ میں نہ صرف ذاتی طور پر محال اور واقعی طور پر ناممکن ہی نہیں ہے۔ بلکہ معجزات و کرامات کی تاریخ میں پیغمبران اور آئمہ و اولیاء خدا سے بارہا واقع بھی ہوا ہے۔ اور حضرت صاحب الزمان روحی وارواح العالمین لہٗ الفداء کے بارے میں غیبت اس معنی کے ساتھ صادق آتی ہے یعنی ممکن ہے کسی وقت کسی جگہ پر آنحضرت موجود ہوں اور آنکھوں سے اوجھل ہوں اور آپ کا جسم اقدس دکھائی نہ دے رہا ہو۔

لیکن اخبار و روایات کے دقیق مطالعہ اور اس مسئلہ کی تمام پہلوؤں سے تحقیق و بررسی سے یہ واضح ہوتا ہے کہ غیبت "ناشناس" کے معنی میں ہے اور اختفاء کا معنی آپکے

ایڈریس کا مخفی ہونا ہے۔ اس بنا پر آنحضرت کی شخصیت کی زیارت اور آپکے جسم مبارک کا دیدار ممکن ہے۔ لیکن آپکی حقیقی شخصیت کا ایڈریس اور واقعی نام پنہاں اور پوشیدہ ہے۔ یعنی زمان غیبت میں ہوسکتا ہے لوگ آنحضرت کو دیکھتے ہوں لیکن پہچان نہ سکیں۔

غیبت کے اس معنی کی تائید کے لئے امام زمانہ (عج) کے پیام کا یہی جملہ شاہد گویا ہے کہ

" وَ لَتَعَجَّلَتْ لَهُمُ السَّعَادَةُ بِمُشَاهَدَتِنَا عَلٰی حَقِّ الْمَعْرِفَةِ وَ صِدْقِهَا مِنْهُمْ بِنَا ".

ترجمہ:۔ یعنی اگر ہمارے شیعہ اپنے پیمان کی وفاء میں متحد و متفق ہوتے تو ہماری ملاقات کی نعمت اُن سے مؤخر نہ ہوتی۔ اور بہت جلد ہمارے دیدار کی سعادت اُن کو نصیب ہوتی کہ وہ ہمیں پہچان لیتے۔ یعنی صرف ہمارے وجود کی زیارت بغیر شناخت نام ونسب ہی نہیں بلکہ ایسا مشاھدہ جو مکمل معرفت اور حقیقی اور سچی شناخت کے ساتھ ہو۔

بہر حال غیبت بمعنی اول یعنی حضرت مھدیؑ کے جسم کا مخفی اور پنہاں ہونا اس جملہ کے ساتھ موافق و سازگار نہیں ہے۔ کیونکہ اس کیلئے اتنا ہی فرما دینا کافی تھا کہ "ہماری ملاقات کی نعمت ان سے مؤخر نہ ہوتی۔ اور بہت جلد ہمارے دیدار کی سعادت سے بہرہ مند ہوتے۔ اور یہ جملہ کہ "کامل معرفت اور سچی شناخت کے ساتھ" لازمی نہیں تھا۔

اس عبارت کے علاوہ دیگر بہت ساری روایات اور شواہد موجود ہیں جو اس چیز کے مؤید ہیں کہ غیبت کا معنی آنحضرت کا ناشناس ہونا ہے۔ اِن فراوان مؤیدات میں سے اختصار کے ساتھ پانچ کا تذکرہ کرنے پر اکتفاء کرتے ہیں۔

(۱) عظیم دانشور اور باخبر محدث جناب (شیخ نجم الدّین ابن ابراہیم) قدس سرہٗ کتاب الغیبۃ کے دسویں باب میں ص ۱۶۳ پر مسند طور پر سدیر صیرفی سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

" سِمِعْتُ اَبَا عَبْدِ اللّٰہِ الصّادِق عَلَیْہِ السَّلامُ یَقُول : اِنَّ فی صَاحِبِ هٰذَا الْاَمْرِ لَشَبَهاً مِنْ یُوسُف ، فَقُلْتُ : فَكَأَنَّکَ تُخبِرنَا بِغَیْبَةٍ اَوْ حَیْرَةٍ ، فَقَالَ: ما ینکر هذا الخلق الملعون اشباه الخنازیر من ذلک اِنَّ اِخْوَةَ یُوسُف كَانُوا عُقَلاء ألباء أَسْبَاطاً اَوْلادَ اَنْبِیَاء دَخَلُوا عَلَیْهِ فَكَلَّمُوهُ وَ خَاطَبُوهُ وَ تَاجَرُوهُ وَ رَاوَدُوهُ وَ كَانُوا اِخْوَتَهُ وَ هُوَ اخُوهُم لَمْ یَعْرِفُوهُ حَتّی عَرَّفَهُمْ نَفْسَهُ وَقَالَ لَهُمْ : اَنَا یُوسُفُ ، فَعَرَفُوه حینَئِذٍ ، فَمَا تُنْكِرُ هٰذِهِ الْاُمَّةُ الْمُتَحَیَّرَةُ اَنْ یَكُونَ اللّٰهُ جَلَّ وَعَزَّ یُرِیدُ فی وَقْتٍ مِنَ الْاَوْقَاتِ اَنْ یَسْتُرَ حُجَّتَهُ عَنْهُمْ ، لَقَدْ كَانَ یُوسُفُ اِلَیْهِ مُلْکُ مِصْرَ ، وَ كَانَ بَیْنَهُ وَ بَیْنَ اَبِیهِ مَسِیرَةُ ثَمَانِیَةَ عَشَرَ یَوْماً ، فَلَوْ اَرَادَ اَنْ یُعْلِمَهُ بِمَكَانِهِ لَقَدَر عَلیٰ ذٰلِکَ ، وَ اللّٰهِ لَقَدْ سَارَ یَعْقُوبُ وَ وُلْدُهُ عِنْدَ الْبِشَارَةِ تِسْعَةَ اَیّامٍ مِنْ بَدْوِهِمْ اِلیٰ مِصْرَ ، فَمَا تُنْكِرُ هٰذِهِ الْاُمَّةُ اَنْ یَكُونَ اللّٰهُ یَفْعَلُ بِحُجَّتِهِ مَا فَعَل بِیُوسُف ، وَاَنْ یَكُونَ صَاحِبُكُمُ الْمَظْلُومُ الْمَجْحُودُ حَقُّهُ صَاحِبُ هٰذَا الْاَمْرِ یَتَرَدَّدُ بَیْنَهُمْ وَیَمْشی فی اَسْوَاقِهِمْ وَ یَطَأُ فَرْشَهُمْ وَلَایَعْرِفُونَهُ ، حَتّی یَأْذَنَ اللّٰهُ لَهُ اَنْ یُعَرِّفَهُمْ نَفْسَهُ ، كَمَا لِیُوسُف حینَ قَالَ لَهُ اِخْوَتُهُ : أَاِنَّکَ لَاَنْتَ یُوسُفُ؟ قَالَ : اَنَا یُوسُفُ".

ترجمہ:۔ حضرت امام صادق علیہ السلام سے میں نے سنا فرماتے ہیں کہ صاحب الامر کی

حضرت یوسف کے ساتھ بہت ساری شباہت ہے۔میں نے عرض کیا گویا آپ ہمیں غیبت یا کسی حیرت کی خبر دے رہے ہیں۔تو حضرت نے فرمایا یہ خنزیر کی مانند ملعون لوگ کیوں اس مسئلہ (غیبت) کا انکار کر رہے ہیں۔ برادران یوسف اس کے باوجود کہ عاقل اور فہمیدہ لوگ تھے اور انبیاء کی اولاد سے تھے۔حضرت یوسف کے پاس آئے ان سے گفتگو کی اور آنحضرت سے خرید و فروخت اور رفت و آمد کی جبکہ وہ حضرت یوسفؑ کے بھائی اور حضرت یوسفؑ ان کے بھائی تھے لیکن اس سب کے باوجود آنحضرت کے تعارف کروائے بغیر وہ آپ کو نہ پہچان سکے۔آپ کو ناچار کہنا پڑا میں یوسفؑ ہوں۔انہوں نے آپکو نہ پہچانا۔پس یہ امت کیوں سرگردان ہے۔اور اس بات کا کیوں انکار کرتے ہیں کہ اللہ تعالی اپنی حجۃ کو ایک خاص مدت تک سنبھال کے رکھ سکتا ہے۔حضرت یوسفؑ مصر کے فرمانروا تھے اور اپنے والد سے اٹھارہ دن کی مسافت پر تھے۔اگر خدا تعالی چاہتا تو حضرت یعقوبؑ کی حضرت یوسفؑ سے ملاقات کروا سکتا تھا۔

خدا کی قسم، حضرت یعقوبؑ اور ان کے فرزندوں کو جب حضرت یوسفؑ کی بشارت اور نوید زیارت ملی تو انکو گھر سے چل کر اور مصر تک پہنچنے میں (از راہ بیابان) نو دن لگے پس یہ امت کیونکر اس بات کا انکار کر رہی ہے کہ خداوند متعال اپنی حجۃ کے ساتھ وہی کچھ کرے جو اس نے حضرت یوسفؑ کے ساتھ کیا "ہوسکتا ہے" کہ آپ کا مظلوم صاحب الزمان جس کا حق غصب ہوا صاحب الامر لوگوں میں آمد و رفت رکھتے ہوں اور بازاروں میں چلتے پھرتے ہوں اور ان کے فرشوں پر قدم رنجا فرماتے ہوں لیکن لوگ ان کو اس وقت تک نہ پہچان سکیں جب تک اللہ تعالی انہیں لوگوں کے سامنے اپنے تعارف کی اجازت نہ دیں۔جس طرح اللہ

تعالی نے حضرت یوسفؑ کو اپنے تعارف کی اجازت نہ دی اور حضرت یوسفؑ کے بھائیوں نے جب کہا کہ آیا تو یوسف ہے تو حضرتؑ نے فرمایا ہاں میں یوسف ہوں۔

(۲) یہی محدث مذکور اپنی اسی کتاب مذکور کے دسویں باب میں امام صادق علیہ السلام سے نقل کرتے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے مسجد کوفہ کے منبر پر ارشاد فرمایا۔

" وَلَوْخَلَتِ الْاَرْضُ سَاعَةً وَاحِدَةً مِنْ حُجَّةٍ لِلّٰهِ لَسَاخَتْ بِاَهْلِهَا وَ لٰكِنَّ الْحُجَّةَ يَعْرِفُ النَّاسَ وَ لَايَعْرِفُونَهُ ' كَمَا كَانَ يُوسُفُ يَعْرِفُ النَّاسَ وَ هُمْ لَهُ مُنْكِرُوْنَ ' ثُمَّ تَلَا : (يَا حَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَاْتِيهِمْ مِنْ رَسُوْلٍ اِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِؤُنَ)".

ترجمہ:۔ زمین اگر لمحہ بھر کے لئے حجۃ خدا سے خالی ہو جائے تو اپنے باسیوں سمیت دھنس جائے۔ بہرحال حجۃ خدا تعالی لوگوں کو پہچانتے ہیں لیکن لوگ اسے نہیں پہچانتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت یوسفؑ لوگوں کو پہچانتے تھے لیکن لوگ حضرت یوسفؑ کے وجود ذی جود کے منکر تھے اور آپؑ کو نہیں پہچانتے تھے۔ پھر حضرت امیرؑ نے یہ آیہ تلاوت فرمائی کہ "لوگوں پر حسرت و بربادی ہے کہ کوئی پیغمبر نہیں آیا مگر لوگوں نے اس کا مذاق اڑایا۔

(۳) عظیم و بزرگ محدث حضرت شیخ صدوقؒ اپنی کتاب "کمال الدین" کے تنتیسویں ۳۳ باب میں ص ۳۴۸ میں مسند طور پر نقل فرماتے ہیں۔

" عَنْ اَبِي عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنَّهُ قَالَ : كَيْفَ اَنْتُمْ اِذَا بَقِيتُمْ دَهْراً مِنْ عُمْرِكُمْ لَا تَعْرِفُونَ اِمَامَكُمْ ؟ قِيلَ لَهُ : فَاِذَا كَانَ ذٰلِكَ فَكَيْفَ نَصْنَعُ؟ قَالَ : تَمَسَّكُوا بِالْاَمْرِ الْاَوَّلِ حَتّٰى يَسْتَبِينَ لَكُمْ "

ترجمہ:۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل ہوا ہے کہ فرماتے ہیں کہ تمہارا کیا حال ہوگا جب تم اس زمانہ میں زندہ رہو گے جب اپنے امام کو نہیں پہچان سکو گے تو حضرت سے سوال کیا گیا کہ جب یہ صورتحال ہو تو ہم کیا کریں۔تو حضرت نے فرمایا اور پہلے سے مسلم اور آشکار امر کے ساتھ متمسک رہو۔تا کہ حق تمہارے روشن و ہویدا ہو جائے۔

(۴) مذکورہ کتاب کے ص ۲۵۰ پر ابوالبصیر سے نقل ہوا ہے کہتا ہے کہ

" قَالَ اَبُو عَبۡدِ اللّٰهِ عَلَيۡهِ السَّلَامُ : اِنَّ فی صَاحِبِ هٰذَا الۡاَمۡرِ سُنَنُ مِنَ الۡاَنۡبِيَاءِ عَلَيۡهِمُ السَّلَامُ ، سُنَّةٌ مِنۡ مُوسَى بۡنِ عِمۡرَانَ ، وَ سُنَّةٌ مِنۡ عيسٰى ، وَ سُنَّةٌ مِنۡ يُوسُف ، وَ سُنَّةٌ مِنۡ مُحَمَّدٍ صَلَوٰاتُ اللّٰهِ عَلَيۡهِمۡ ، فَاَمَّا سُنَّةٌ مِنۡ مُوسَى بۡنِ عِمۡرَانَ فَخَائِفٌ يَتَرَقَّبُ ، وَ اَمَّا سُنَّةٌ مِنۡ عيسٰى فَيُقَالُ فيهِ مَا قيلَ فى عيسٰى ، وَ اَمَّا سُنَّةٌ مِنۡ يُوسُف فَالسَّتۡرُ يَجۡعَلُ اللّٰهُ بَيۡنَهُ وَبَيۡنَ الۡخَلۡقِ حِجَاباً ، يَرَوۡنَهُ وَ لَا يَعۡرِفُونَهُ ، وَ اَمَّا سُنَّةٌ مِنۡ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَ آلِهِ فَيَهۡتَدى بِهُدَاهُ وَ يَسيرُ بِسيَرَتِهِ ".

ترجمہ:۔ امام صادقؑ فرماتے ہیں: حضرت صاحب الامر میں (حضرت مہدی علیہ السلام) میں انبیاء جیسے' حضرت موسیٰ ابن عمران' حضرت عیسیٰ' حضرت یوسف اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کئی ایک سنتیں پائی جاتی ہیں۔حضرت موسیٰ کی سنت' خوف (قتل کیے جانے کا) اور انتظار میں رہنا اور حضرت عیسیٰ کی سنت یہ کہ جو (حضرت مہدی علیہ السلام کے بارے میں وہی کچھ کہا جائے گا جو حضرت عیسیٰ کے بارے میں کہا گیا) حضرت یوسف علیہ السلام کی سنت پوشیدہ اور مخفی ہونا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے (حضرت حجۃ علیہ السلام) کو لوگوں

سے حجاب اور پردے میں رکھا ہوا ہے کہ لوگ حضرت کو دیکھتے ہیں لیکن پہچانتے نہیں ہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ان میں یہ ہے کہ ''حضرت مہدی علیہ السلام اسی راہ پر گامزن ہونگے جس پر رسول پاکؐ چلتے تھے اور آپ کی روش و رفتار، رسول پاکؐ کی روش و رفتار ہے۔

(۵) محدث، فقیہ اور عالم بزرگوار گرانمایہ کتاب وسائل الشیعہ کے مولف مرحوم شیخ حر عاملی رضوان اللہ تعالی اپنی کتاب ''اثبات الھداۃ'' کی جلد سوم ص ۴۵۸ پر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

" فِي الْقَائِمِ سُنَّةٌ مِنْ مُوسٰى وَ سُنَّةٌ مِنْ يُوسُف وَ سُنَّةٌ مِنْ عيسٰى وَ سُنَّةٌ مِنْ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ ، فَاَمَّا سُنَّةٌ مِنْ مُوسٰى فَخَائِفٌ يَتَرَقَّبُ ، وَ اَمَّا سُنَّةٌ مِنْ يُوسُف فَاِنَّ اِخْوَتَهُ كَانُوا يُبَايِعُونَهُ وَ يُخَاطِبُونَهُ وَ لَا يَعْرِفُونَهُ ، وَ اَمَّا عيسٰى فَالسِّيَاحَةُ وَ اَمَّا سُنَّةُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَالسَّيْفُ ".

ترجمہ:۔ حضرت قائم علیہ السلام میں حضرت موسیٰؑ کی سنت بھی ہے اور حضرت یوسفؑ کی بھی، حضرت عیسیٰؑ کی سنت بھی ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھی، حضرت موسیٰؑ کی خوف (از قتل) اور انتظار ہے۔ حضرت یوسفؑ کی سنت (حضرت مہدی علیہ السلام) میں موجود۔ یہ ہے کہ حضرت یوسف کے بھائیوں نے حضرت یوسف سے لین دین کیا اور گفتگو کی لیکن حضرتؑ کو نہ پہچانا۔ حضرت عیسیٰؑ کی سنت پارسائی اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی سنت (قیام) شمشیر ہے۔

☆☆☆☆☆

ان تمام اخبار میں دقیق نکتہ یہ ہے کہ تمام روایات میں ''عدم شناخت'' پر تکیہ کیا گیا ہے اور امام زمانہؑ کی غیبت کی تفسیر آنحضرت ''ناشناس'' سے کی گئی ہے۔ بہر حال ممکن ہے کہ ان روایات واحادیث کے اس حصہ کو جو آنحضرت سے نفی رویت و دیدار کرتی ہیں اور کہتی ہیں کہ حضرت دکھائی نہیں دیتے ہیں یوں سازگار کیا جائے کہ عدم رویت و دیدار سے مراد عدم شناخت اور ناآشنائی ہے۔ ان کو نہیں دیکھا جا سکتا یعنی وہ بزرگوار پہچانے نہیں جاتے۔ وہ غائب ہیں یعنی حقیقی مشاہدہ جو کہ دیدار بامعرفت و شناخت ہے اس سے وہ جناب پنہاں ہیں۔ خلاصہ یہ کہ حضرت مہدی علیہ السلام غیبت کے زمانہ میں غیر مرئی نہیں ہیں بلکہ ناشناس ہیں۔

اسی مطلب کا ایک اور موید حضرت صاحب الزمان اَرواحنا فداہ کے سفیر دوم کی فرمائش ہے جو کہ مرحوم حر عاملی رضوان اللہ علیہ نے اپنی کتاب اثبات الھداۃ کے ص ۴۵۲ میں یوں نقل فرمائی ہے۔

"عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُثْمَانِ الْعَمْرِی، رَضِیَ اللّٰهُ، قَالَ : وَ اللّٰهِ اَنَّ صاحِبَ هٰذَا الْاَمْرِ لَیَحْضُرُ الْمَوْسِمَ کُلَّ سَنَةٍ، یَرَی النَّاسَ وَ یَعْرِفُهُمْ وَ یَرَوْنَهُ وَ لَا یَعْرِفُوْنَهُ".

ترجمہ: محمد بن عثمان عمریؒ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم صاحب الامر ہر سال موسم حج مکہ میں تشریف لاتے ہیں اور لوگوں کو دیکھتے ہیں اور پہچانتے ہیں اور لوگ بھی حضرت کو دیکھتے ہیں لیکن پہچانتے نہیں ہیں۔

جیسا کہ آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ غیبت صغری کے زمانے میں حضرت بقیۃ اللہ

(عج) کے نائب خاص جناب شیخ محمد بن عثمان عمریؒ جو آنحضرت کے حالات سے بخوبی آگاہ اور آپکی غیبت کے معنی سے پوری طرح واقف ہیں اور اپنی فرمائش کو قسم خدا کے ساتھ مؤکد کر کے فرماتے ہیں کہ حضرت ولی عصر علیہ السلام کے وجود کے پنہاں ہونے کا معنی آنحضرت کا ناشناس ہونا ہے۔ اسی لئے آپ نے فرمایا لوگ آپکو دیکھتے ہیں لیکن پہچانتے نہیں ہیں۔

بنابریں حضرت امام زمانہ (عج) کا وجود مقدس اسی اندام بشری اور قالب جسمانی کے ساتھ دوسرے آدمیوں کی طرح اس کرہ خاکی پر موجود و زندہ ہے۔ شہروں میں اور لوگوں میں آمد و رفت رکھتے ہیں۔ اپنے دوستوں کی محافل و مجالس میں شرکت فرماتے ہیں' مشکلات و ناسازگار حالات میں اپنے شیعہ کی مدد فرماتے ہیں اپنے شیعوں کی دستگیری کرتے ہیں۔ مثلاً شیعیان حق سے گفتگو کرتے ہیں لیکن لوگ آپ کو پہچانتے نہیں ہیں۔

اب یہ چیز معلوم کرنا چاہیے کہ ہم کیونکر آنحضرت کے دیدار یا معرفت کے فیض سے محروم ہیں۔ کیوں ہم اپنے امام عصرؑ کو نہیں دیکھ پاتے اور پہچان پاتے۔ آنحضرت کے دیدار کے لئے ہمیں کیا کرنا چاہیے؟ آیا زمان غیبت میں حضرت بقیۃ اللہ الاعظم ارواحنالہ الفداء کے محضر میں تشرف ہمارے لئے ممکن ہے؟ اگر آنجناب کے حضور شرفیابی ممکن ہے تو اس کا راستہ کیا ہے؟ کس طرح ہم اس بزرگوار کے محضر سے کسب فیض کر سکتے ہیں؟

☆☆☆

۴۔ زمانِ غیبت میں آنحضرت (عج) کے حضور شرفیابی

"فَمٰا یَحْبِسُنٰا عَنْهُمْ اَلاّ مٰا یَتَّصِلُ بِنٰا مِمّٰا نُکْرِهُهُ وَ لاٰ نُوْثِرُهُ مِنْهُمْ".

بلا تردید زمانِ غیبت میں فیض دیدار حضرت مہدی (عج) سے ہمارے محروم ہونے کی مہم وجوہات میں سے ایک وجہ ہماری روح کا آلودہ ہونا اور ہماری اخلاقی برائیاں ہیں۔

حضرت مہدی علیہ السلام کی فرمائش کے اس جملے سے یہ استفادہ ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی خودسازی کرے اور اپنے گناہوں کو جھاڑ پھینکے اور اپنے نفس کا تزکیہ کرے روح کو پاک وخالص کرے۔ اپنے وظائف کو انجام دے تو ممکن ہے کہ وہ آنجناب کی غیبت کے زمانے میں بھی حضرت حجۃ سلام اللہ علیہ کے دیدار کی سعادت سے مشرف ہو اور آپکے حضور پرفیض سے بہرہ مند ہو۔

تاریخ غیبت کے زمانے میں ایسے پاک طینت اور نیکوکار افراد کم نہیں ہیں جو زیارت آنجناب سے مشرف ہوئے ہیں اور کتنے مرد و زن ہیں جنہوں نے خلوص اور نیکی کے سبب امام زمانہ (عج) سے ملاقات کی ہے اور بسا اوقات آنحضرت سے ہم کلام بھی ہوئے ہیں۔ علماء بزرگ شیخ انصاری، سید بحر العلوم، محقق اردبیلی، علامہ حلی رضوان اللہ علیہم اور ایسے دسیوں علماء ہیں جنہوں نے آپ کی زیارت کی اور ہم کلام ہوئے۔ حتی کہ عوام میں سے

پاک دل اور مخلص اسماعیل قلی، سید باقی ابن عطوہ حسنی ایسے صدیوں لوگ ہیں جو دیدار پر فیض حضرت امام سے غیبت کے زمانے میں بہرمند ہوئے ہیں اور حضرت کی زیارت سے شرفیاب ہوئے ہیں۔ یہانتک کہ مسئلہ غیبت سے مربوط کتب میں ایک علیحدہ فصل اس عنوان سے لکھی گئی ہے کہ ''وہ شخصیات جو غیبت کے زمانے میں حضرت بقیۃ اللہ کی زیارت سے مشرف ہوئیں''۔

اور بعض علماء نے اس موضوع پر مستقل کتابیں لکھی ہیں۔ ہمارے زمانے میں نیز ایسی شخصیات کم نہیں ہیں جو آنحضرت کے لطف خاص سے آپکے دیدار سے فیضیاب ہوئی ہیں۔ چونکہ پوشیدہ ہیں اور کوشش کرتے ہیں کہ یہ راز دوسروں سے مخفی رہے اور اس بھید کے دوسروں تک پہنچانے سے گریزاں رہتے ہیں۔ لیکن بعض اوقات یہ یوں آشکار ہو جاتی ہے کہ دوسرے لوگ خود بخود متوجہ ہو جاتے ہیں۔

ریاحین الشریعہ کی جلد چہارم میں ایسے کئی ایک واقعات نقل ہوئے ہیں جن میں ماجرای تشرف بہ زیارت کو نقل کیا گیا ہے۔ ان واقعات میں سے دو واقعات کو کتاب کے صفحہ ۱۳ اور ۱۴ سے نقل کرتے ہیں۔

قزوینی خاتون اور اس کا حضرت امام زمانہ علیہ السلام کی خدمت میں مشرف ہونا۔

ابوالزوجہ مرحوم حجۃ الاسلام میرزا محمد طہرانی مستدرک البحار کی جلد ۱۳ میں آقا میرزا ھادی سے نقل کرتے ہیں کہ وہ سید جلیل القدر سید عبداللہ قزوینی سے روایت کرتے ہیں کہ

گیارہ صفر ۱۳۴۴ھ جمعرات کی صبح کو انہوں نے یہ حکایت میرے سامنے بیان فرمائی۔

"۱۳۲۸ھ میں عتبات عالیہ کی زیارت سے میں مشرف ہوا۔اپنے اھل وعیال کے ساتھ منگل کو مسجد کوفہ میں مشرف ہوا ساتھیوں نے چاہا کہ نجف اشرف جائیں۔میں نے کہا۔چہ بہتر کہ شب چہار شنبہ ہے۔شب چہار شنبہ ادھر ہی رہیں اور کل بروز بدھ نجف اشرف چلیں گے۔ساتھیوں نے میرے مشورہ کو قبول کیا۔پھر ہم نے مسجد کوفہ کے خادم سے کہا کہ (رفقاء کی تعداد کے مطابق) سولہ خچر ہمارے لئے کرایہ پر لے اس نے آمدورفت کا کرایہ بھی لے لیا اور کہا کہ راستہ خطرناک ہے ہم رات کو بیابان میں سفر نہیں کریں اور ہمارے ساتھ تین مستورات تھیں اور ہم مسجد سہلہ جانے کے لئے سوار ہو گئے کہ جلدی سے مسجد سہلہ کے اعمال بجالائیں اور مسجد کوفہ واپس آجائیں۔لیکن قافلہ برداروں نے جب دیکھا کہ ہم اعمال کو طول دے رہے ہیں تو وہ کوفہ واپس آگئے اور ہمیں خبر تک نہ ہوئی۔نماز مغرب وعشاء مسجد سھلہ میں ادا کی اور دعا ومناجات میں مشغول ہو گئے۔ایک دفعہ جب گھڑی دیکھی تو وقت دو سے متجاوز تھا۔مجھ پر انتہائی خوف طاری ہو گیا کہ ہم کس طرح اس تاریک رات میں تین عورتوں کو لے کر ان اجنبی عربوں کے ساتھ کوفہ واپس جائیں گے۔ اس سال عطیہ نامی شخص حکومت کے خلاف خبالہ کئے ہوئے تھا اور عرب راہزنی کیا کرتے تھے۔پس نہایت مضطرب دل کے ساتھ حضرت ولی عصر (اروحنالہ الفداء) کے ساتھ توسل کیا اور سوز وگداز سے پر دل کے ساتھ اس ماہ عالم افروز کو یاد کیا تو اچانک میری نظر حضرت مھدی (عج) کے مقام والا پر پڑی جو مسجد سہلہ کے عین وسط میں ہے۔اس تجلی نور سے اس جگہ کو طور سینا سے بھی منور پایا میں اپنے اہل وعیال کے ساتھ روانہ ہوا۔تو وہاں ایک نہایت

جلیل القدر سید کو دیکھا جو نہایت وقار و تمکنت کے ساتھ قبلہ رخ تشریف فرما تھے اور جگہ پر گویا ہزاروں شمعیں روشن تھیں۔ پھر ہم بھی دعا و مناجات میں مشغول ہو گئے جب (دعاء توسل میں) امام زمانہ (عج) کے اسم مبارک پر پہنچے اور آنحضرت پر سلام کیا تو اس سید بزرگوار نے جواب میں فرمایا۔ وعلیکم السلام۔ اچانک میرے اوسان خطا ہو گئے۔ میں اپنے آپ میں کہا یہ کیا ماجرا ہے؟ میں نے امام عصرؑ کو سلام کیا ہے اور جواب یہ سید دے رہا ہے۔ اچانک یہ مجھ پر غفلت طاری ہوگئی۔ اس دوران دیکھا کہ وہ سید میری طرف آیا اور فرمایا جلد بازی نہ کریں اطمینان کے ساتھ دعا پڑھیں میں نے اکبر کبابیان سے کہا ہے کہ وہ تمہیں کوفہ پہنچا آئے اور آپ جونہی کوفہ پہنچیں انہیں رات کا کھانا دینا۔ میں نے جب ان کی یہ بات سنی تو ان کی دست بوسی کیلئے چاہا کہ اپنی پیشانی ان کے دست مبارک پر رکھوں کہ انہوں نے ہاتھ پیچھے ہٹا لیا۔ میں نے عرض کیا میرے آقا! آپ سے التماس دعا ہے۔ اور میرے اہل و عیال بھی آپ سے التماس دعا کرتے ہیں جو ہماری آرزوئیں ہیں پوری ہو جائیں۔ جب مسجد سے باہر آئے تو میری بیگم نے پوچھا۔ پہچانا ہے یہ سید کون تھا؟ میں نے کہا نہیں تو اس نے کہا۔ یہ امام زمانہؑ حجۃ بن الحسنؑ تھے۔ گویا میں خواب دیکھ رہا تھا جلدی سے اس مقام کی طرف لوٹا۔ دیکھتا ہوں کہ وہ جگہ تاریک ہو چکی ہے اور ایک بے رونق سا فانوس وہاں روشن ہے اور اس نور پر رونق کے وہاں آثار تک نہیں ہیں۔ نہایت افسردہ ہو کر واپس آ گیا جونہی مسجد کے پاس پہنچا تو ایک جوان کو دیکھا جو میری طرف آیا اور کہا کہ جب آپ اعمال سے فارغ ہو جائیں تو میں آپ کو مسجد کوفہ پہنچا آؤں گا۔ میں نے پوچھا کہ آپ کون ہیں تو اس نے جواب دیا میں اکبر کبابیان ہوں۔

میرا گھر ھمدان شہر کے محلّہ کبابیان میں ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ اس بزرگوار کو پہچانتا ہے؟ اس نے جواب دیا نہیں! میں نے کہا وہ امام زمانہؑ تھے وہ جوان وجد میں آ گیا اور ہمیں مسجد کوفہ پہنچایا راستہ بھر ہمارے ساتھ پروانہ وار گھومتا رہا اس کے پاس خچر تھا لیکن اس پر سوار نہ ہوا۔ پا پیادہ ہمارے ساتھ آیا جب ہم مسجد کوفہ پہنچے تو ان پہنچانے والے چاروں مردوں کو کھانا کھلایا۔

ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیهِ مَنْ یَشَاءُ۔ میری بیوی کی تین حاجتیں تھیں جو تینوں حضرت حجۃ کی برکت سے پوری ہوگئیں۔

مکہ میں ایک تہرانی عورت کا زیارت امام زمانہؑ سے مشرف ہونا۔

عظیم عالم عراقی دارلسلام میں فرماتے ہیں کہ

سترہ صفر ۱۳۰۰ھ تقریباً اسی عرصہ میں جب میں اس کتاب کی تالیف کے سلسلہ میں تہران اسماعیل خان نوائی کے گھر تھا۔ اتفاق سے ایسے افراد کا تذکرہ شروع ہو گیا جو زیارت امام زمانہؑ سے مشرف ہوئے ہیں تو اسماعیل خان نے کہا میری والدہ ماجدہ تھیں کہ اس زمانے کی اکثر عورتوں سے کمالات و حالات میں ممتاز تھیں اور اپنا وقت اطاعت الٰہی اور عبادت میں صرف کرتی تھیں اور گناہ ولہو ولعب سے دور تھیں اور اپنے دور کی نیک ترین عورتوں میں سے بے نظیر تھیں اور میری نانی جو کہ اس کی والدہ تھیں نیک پاک اور متمول عورت تھیں ان پر جب حج بیت اللہ واجب ہوا تو وہ اپنے شرعی وظیفہ کی ادائیگی کے لئے عازم مکہ ہوئیں۔ تو انہوں نے میری والدہ کو بھی مستطیع بنا کر ساتھ لے لیا اور سفر حج کے اسباب اس کے لئے فراہم کیئے۔ واللہ اعلم۔ ساتھ لے جانے کی وجہ شاید یہ ہو کہ وہ اپنی بچی

کا فراق برداشت نہ کر سکتی ہو یا یہ کہ وہ بعد میں مستطیع ہو جائے اور اسباب سفر حج فراہم نہ ہو سکیں اور اپنے وظیفہ شرعیہ کو انجام نہ دے سکیں۔ بہرحال وہ بچی کو اپنے ساتھ لے گئیں اور بحمد للہ صحت و سلامتی کے ساتھ واپس بھی آ گئیں۔ والدہ حکایت کرتی ہیں کہ میقات سے پہنچے اور احرام عمرہ تمتع باندھنے کے بعد مکہ معظّمہ میں داخل ہوئے تو طواف کا وقت اتنا کم رہ گیا تھا کہ اگر ذرہ سی تاخیر ہو جاتی تو وقوف عرفات کا اختیاری وقت گذر جاتا اور اضطراری وقت میں وقوف عرفات کرنا پڑتا۔ اسی وجہ سے حجاج میں طواف و سعی صفا و مروہ کے لئے افراتفری کا عالم تھا۔

اس سال حجاج کرام بھی پہلے سالوں کی نسبت بہت زیادہ تھے۔ لہٰذا میں اور والدہ اور دوسری ہم سفر عورتوں نے اعمال کے لئے ایک معلم لیا جلدی سے طواف اور سعی بجالانے کے لئے نکلے افراتفری اتنی تھی کہ گویا قیامت برپا تھی۔ والدہ اور دیگر ساتھی یوں مشغول ہوئے کہ ایک دفعہ مجھے فراموش کر دیا تو دوران راہ متوجہ ہوئی کہ میں والدہ اور کاروان کے ساتھ نہیں ہوں۔ میں جتنا بھی دوڑی اور انہیں پکارا لیکن کسی کو نہ پا سکی تو لوگوں کو اس وقت اپنے کام سے کام تھا۔ ان میں سے کسی کو میری ذرہ بھر پرواہ نہ تھی اور لوگوں کی بھیڑ میں چلنے اور ھمراہیوں کو تلاش کرنے میں رکاوٹ تھی اور لوگوں کے احرام کے کپڑوں کا ایک سا ہونا اپنے ساتھیوں کو پہچاننے میں دشواری بنا ہوا تھا۔ اس سے بڑھ کر یہ کہ راہ سے واقف نہ تھی اور بدون معلم اعمال حج کی انجام دہی بھی میرے لئے ممکن نہ تھی اور اس وقت عمرہ تمتع کے طواف سے رہ جانا اس سال حج تمتع کے چھوٹ جانے کا سبب بن جاتا۔ پھر سال بھر انتظار کی زحمت اور مسافت و سفر کا موجب ہوتی اور حج بھی اگلے سال پر جا پڑتا۔ قریب تھا ان

پریشانیوں کی وجہ سے میرا عقل زائل ہو جائے یا میرا دم گھٹ جائے اور میں مر جاؤں۔

پس جب میں اپنی چیخ و پکار اور گریہ کے نتیجہ آور ہونے سے مایوس ہو گئی تو لوگوں کی گذرگاہ سے ہٹ گئی کہ کم از کم کچلے جانے سے محفوظ رہ سکوں۔ اس حسرت و مایوسی کے عالم میں۔ انوار مقدسہ معصومین علیہم السلام کا میں نے واسطہ دیا اور عرض کیا یا امام عصر (ارواحنا فداہ) اور اپنے سر کو زانوؤں پر رکھ دیا۔ اس توسل امام زمانہؑ کے وقت ایک آواز میں نے سنی کہ کسی نے مجھے میرے نام سے پکارا ہے۔ جونہی میں نے سر بلند کیا تو ایک نورانی شخص کو احرام کے لباس میں اپنے سامنے پایا۔ اس نے فرمایا اٹھو۔ آؤ اور طواف کرو۔ میں نے پوچھا کیا آپ میری والدہ کی طرف سے آئے ہیں؟ اس نے جواب دیا نہیں! پس تو میں نے کہا میں کیسے آؤں اور اعمال طواف انجام دوں میں تنہا ہوں اپنی والدہ اور ساتھیوں کے بغیر اس بھیڑ سے اپنی حفاظت نہیں کر سکتی تو اس نے فرمایا جہاں میں جاؤں تم بھی آؤ اور جو عمل میں انجام دوں تم بھی وہی انجام دو۔ ڈرو مت اپنے دل کو قوی رکھو۔ اس صورتحال کے مشاہدے اور اس کی کلام سننے کے بعد میری پریشانی زائل ہو گئی اور غم جاتا رہا۔ دل و اعضاء میں قوت آ گئی۔ اٹھی اور اس جوان کے ساتھ چل دی تو میں نے اس سے عجیب و غریب حالت کا مظاہرہ دیکھا کہ جس طرف کو جاتا ہے لوگ اس کے سامنے مقہور و مطیع نظر آتے ہیں۔ بے اختیار اس کو راستہ دیتے ہیں اور ایک طرف ہٹ جاتے ہیں کہ میں نے اس انبوہ و اژدھام سے ذرہ بھر زحمت نہ دیکھی۔ یہانتک کہ ہم مسجد الحرام میں داخل ہو گئے۔ تب اس نے فرمایا طواف کی نیت کرو وہ میرے آگے آگے روانہ ہو گیا لوگ اس کیلئے راستہ بناتے رہے۔ یہانتک کہ وہ حجر اسود تک پہنچا اور اس کو بوسہ دیا اور مجھے بھی اشارہ کیا کہ حجر اسود کو

بوسہ دوں۔ میں نے بھی حجر اسود کو بوسہ دیا پھر روانہ ہوا۔ پہلے مقام پر پہنچے تو اس نے تجدید نیت کا اشارہ فرمایا اور دوبارہ بھی حجر اسود کو بوسہ دیا اور اسی طرح سات چکر پورے کیئے اور ہر دفعہ میں حجر اسود کو بوسہ دیا اور مجھے بھی بوسہ دینے کا فرماتے رہے۔اور یہ سعادت ہر کسی کو میسر نہیں ہے۔خصوصاً بغیر کسی مزاحمت کے پھر نماز طواف پڑھنے کے بعد ایک مقام پر تشریف لے گئے میں بھی ان کے ہمراہ ہی تھی نماز طواف کے بعد فرمایا کہ طواف کا عمل پورا ہو گیا ہے۔میرے پاس چند ایک اشرفیاں تھیں میں نے نہایت معذرت کے ساتھ وہ ان کی نذر کرنا چاہیں تو انہوں نے اشارہ فرمایا انہیں اٹھالو۔میں نے یہ کام خدا کے واسطے انجام دیا اور ایک طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ وہ تیری ماں اور ہمراہی کھڑے ہیں ان کے ساتھ مل جاؤ۔جونہی میں نے ادھر منہ کیا دوبارہ پھر کر دیکھا تو اسے نہ پایا۔

پس جلدی اپنی ماں اور ساتھیوں کے پاس آئی جو میرے لئے بہت پریشان تھے وہ مجھے دیکھ کر خوش ہو گئے۔اور میری احوال پرسی کرنے لگے تو میں نے انہیں سارا ماجرا کہہ سنایا تو وہ بہت متعجب ہوئے خصوصاً بغیر کسی مزاحمت کے حجر اسود کو بوسہ دینے۔اس شخص کی زبان سے میرا نام سننے پر وہ بہت حیران ہوئے۔پھر انہوں نے اس معلم سے پوچھا کہ ایسے اندام واوصاف والا کوئی معلم ہے جو یہ لڑکی بتلا رہی ہے۔اس نے جواب دیا ایسا تو کوئی معلم نہیں ہے۔بلکہ یہ تو کوئی ایسی شخصیت ہے جس کو اس نے وسیلہ بنایا ہے اور اس یاس و حسرت میں اس نے اس کی دستگیری کی ہے۔سب نے اس کی ستائش کی اور سب کو یقین ہو گیا کہ وہ شخصیت حضرت حجۃ بن الحسن (ارواحنا فداہ) ہی تھی۔

☆☆☆☆☆

ان دو خواتین کا ماجرا اور دیگر ایسی ہزاروں مثالوں سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ لوگوں کی اکثریت کے امام زمانہؑ کی ملاقات کے فیض سے محروم ہونے کی وجہ ان کا ناشائستہ کردار اور ناپسندیدہ روش ہے۔ اور برے اخلاق اور آنحضرت سے غافل ہونا ان کے غیر سے لو لگانا ہے جیسا کہ خود آنحضرت اپنے اس پیغام میں فرماتے ہیں۔

فَمَا یَحْبِسُنَا عَنْهُمْ اِلاّ مَا یَتّصِلُ بِنَا مِمّا نُكْرِهُهُ وَ لاَ نُؤْثِرُهُ مِنْهُمْ "

ترجمہ:۔ یعنی ہمارے اپنے شیعوں سے مخفی اور پوشیدہ رہنے کا سبب اس کے سوا کچھ نہیں کہ جو ہم تک ان کے برے اور خلاف توقع اعمال پہنچے ہیں۔

امام صادق علیہ السلام اسی مفہوم کے ضمن میں مفضل بن عمر سے فرماتے ہیں۔

اَنَّ اَمیر الْمُؤْمِنینَ عَلَیْهِ السَّلاَمُ قَالَ عَلٰی مِنْبَرِ الْكُوفَةِ : اِنَّ مِنْ وَرَائِكُمْ فِتَناً مُظْلَمَةً ، عَمْیَاءَ مُنْكَسِفَةً ، لاَ یَنْجُوا مِنْهَا اِلاّ النّوَمَة ، قِیلَ : یَا اَمیرَ الْمُؤْمِنینَ وَ مَا النومَة ؟ قَالَ : اَلَّذی یَعرِفُ النّاسَ وَ لاَ یَعْرِفُونَهُ ، وَاعْلَمُوا اَنَّ الْاَرْضَ لاَ تَخْلُوا مِنْ حُجَّةٍ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَ لٰكِنَّ اللّٰه سَیُعْمِی خَلْقَهُ عَنْهَا بِظُلْمِهِمْ وَ جَوْرِهِمْ وَ اسْرَافِهِمْ عَلٰی اَنْفُسِهِمْ "..

ترجمہ:۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے مسجد کوفہ کے منبر پر فرمایا۔ تمہارے سامنے تاریک واندھے فتنے ہیں اس سے تم صرف "نومہ" کے ذریعہ ہی نجات حاصل کر سکتے ہو۔ عرض کیا گیا اے امیر المومنین "نومہ" کیا ہے۔ تو حضرت نے فرمایا وہ شخصیت جو لوگوں کو پہچانے گی مگر لوگ اس کو نہیں پہچانیں گے۔ آگاہ رہیں کہ زمین ہرگز حجۃ خدا سے خالی نہیں ہو سکتی۔ مگر لوگوں کے ظلم وستم اور گناہوں کی وجہ اور لوگوں کو اپنی حجۃ کے دیدار سے محروم اور

اندھا کردے گا۔

ہاں! یہ ہماری تیرگی گناہ اور اعمال کی بدی ہے کہ جس نے ہم سے امام زمانہؑ کے محضر کی سعادت کو سلب کرلیا ہے اور ہم اندھے پن اور تاریکیوں میں بھٹکتے پھر رہے ہیں۔

علامہ خبیر اور محدث بابصارت مرحوم سید ھاشم حسینی بحرانی قدس سرہٗ نے "تبصرہ الولی فی من رائی القائم المھدی علیہ السلام" نامی رسالہ میں ایسے پچاس ہزار پانچ صد اشخاص کا ذکر کیا جو حضرت حجۃ بن الحسن علیہ السلام کے دیدار پر فیض سے مشرف ہوئے ہیں اور امام علیہ السلام سے ہمکلام ہوئے ہیں۔

یہ رسالہ ان کی مشہور کتاب غایۃ المرام و حجۃ الخصام میں چھپ چکا ہے۔ ۴۶ واں واقعہ "علی بن ابراھیم بن مھزیار" کا ہے جو حضرت صاحب الزمان صلوات اللہ وسلامہ علیہ کی تلاش میں مکہ مکرمہ مشرف ہوا حج وعمرہ کے اعمال بجالانے کے بعد ایک رات مسجد الحرام میں درکعبہ کے سامنے ایک وارستہ اور بلند مقام شخص کو دیکھا جو نہایت جاذب اور دلنشین چہرہ والے تھے۔ اور حضرت ولی عصر علیہ السلام کے خواص اور نزدیکیوں میں سے تھے۔ سلام اور تعارف کے بعد جوان کے درمیان گفتگو کا تبادلہ ہوا یوں ہے۔ اس شخص نے علی بن ابراھیم سے مصافحہ ومعانقہ کیا اور پوچھا۔

اے ابوالحسن آپ کی کیا خواہش ہے۔

علی بن ابراھیم نے جواب دیا۔

وہ امام جو جہان سے پوشیدہ ومخفی ہے۔

تو اس نے کہا۔

وہ تم سے پوشیدہ نہیں ہے لیکن اس کو تمہارے برے اعمال نے چھپایا ہوا ہے۔

اس گفتگو کے بعد علی بن ابراہیم سے ملاقات کا وقت مقرر کیا اور وعدہ کے مطابق وہ اس کو وادی منیٰ میں لے گیا جہاں حضرت ولی عصرؑ ٹھہرے ہوئے تھے اس طرف رہنمائی کی اور آنجناب کے پرنور خیمہ تک وہ اس کے ہمراہ گیا پھر اس کے اندر آنے کی اجازت لی اور آخرکار اس کو دیدار امام زمانہؑ کی سعادت تک رسائی دی۔

جب علی بن ابراہیم وارد خیمہ نور ہوا تو اس نے مولا پر سلام کیا اور آنجناب اور اس کے مابین جو کلام ہوئی اس کا کچھ حصہ پیش خدمت ہے۔

"فَقَالَ : یَا اَبَا الْحَسَن قَدْ کُنَّا نَتَوَقَّعُکَ لَیْلاً وَ نَھَاراً ' فَمَا الَّذی بَطَّأبِکَ عَلَیْنَا ؟ قُلْتُ : یَا سَیِّدی ' لَمْ اَجِدْ مَنْ یَدُلُّني اِلَی الْاٰنَ.

قَالَ لي : لَمْ تَجِدْ اَحَداً یَدُلُّکَ؟ ثُمَّ نَکَتَ بِاِصْبَعِهِ فِی الْاَرْضِ ثُمَّ قَالَ : لَا وَلٰکِنَّکُمْ کَثَّرْتُمُ الْاَموالَ وَتَحَیَّرْتُمْ عَلٰی ضُعَفَاءِ الْمُؤْمنینَ وَ قَطَعْتُمُ الرَّحِمَ الَّذی بَیْنَکُمْ ' فَاَیُّ عُذْرٍ لَکُمُ الْاٰنَ؟

فَقُلْتُ : اَلتَّوْبَۃَ التَّوْبَۃَ ' اَلْاِقَالَۃَ الْاِقَالَۃَ ثُمَّ قَالَ : یَا ابْنَ مَھْزِیَارِ ' لَوْلَا اسْتِغْفَارُ بَعْضِکُمْ لِبَعْضٍ لَھَلَکَ مَنْ عَلَیْھَا اِلاّ خَوَاصُّ الشّیعۃِ الَّتي تَشْبَہُ اَقْوَالَھُمْ اَفْعَالُھُمْ".

ترجمہ:۔ علی بن ابراہیم نے کہا۔

حضرت حجۃ علیہ السلام نے فرمایا۔ اے ابوالحسن ہم شب و روز تمہارے یہاں آنے کی توقع کرتے ہیں کس چیز نے تمہیں ہمارے ہاں آنے میں موخر کیا ہے؟ میں نے

عرض کی میرے آقا! ابھی تک کوئی ایسا شخص نہیں ملتا تھا جو آپ تک ہماری رہنمائی کرتا۔ انہوں نے مجھ سے فرمایا! کیا کسی کو نہیں پایا جو ہم تک تیری رہنمائی کرتا۔ اچانک آپ نے اپنی انگلی زمین پر کھینچنا شروع کی پھر فرمایا۔ نہیں! لیکن تم نے اپنے مال کو زیادہ کرلیا۔ ضعیف مومنین کے زیاں کے سبب ان میں اختلاف وحیرت پیدا کر چکے ہو اور قطع رحمی کرتے ہو تو اب تمہارے لئے کیا عذر باقی رہ گیا ہے۔

میں نے عرض کیا توبہ، استغفار۔ توبہ، استغفار۔ درگذر فرمائیں۔ پھر آپ نے فرمایا اے فرزند مھز یار! اگر تم میں سے بعض کا بعض کے لئے استغفار کرنا نہ ہوتا تو روی زمین کی ہر شئی ہلاک و برباد ہو جاتی سوائے خاص و خالص شیعوں کے کہ جن کا کردار ان کی گفتار کے عین مطابق ہے۔

بنابریں حضرت بقیۃ اللہ اروا حنا فداء کا ظہور کامل اور عمومی اگر چہ لوگوں کی متحدہ و متفقہ اطاعت اور عہد ولایت کے ایفاء کے ساتھ مربوط ہے مگر مولا مہدی علیہ السلام کے حضور انفرادی طور پر مشرف ہونا ممکن ہے اور یہ تزکیہ نفس، گناہوں سے اجتناب، واجبات کی ادائیگی اور آنحضرت سے توسل کرنے کے ساتھ مشروط ہے جیسا کہ علامہ پرہیز گار زاہد مرحوم سید بن طاؤوس قدس سرہ اپنے فرزند سے فرماتے ہیں۔

" وَالطَّرِيقُ مَفْتُوحَةٌ اَلٰى اِمَامِكَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِمَنْ يُرِيدُ اللّٰهُ جَلَّ شَأْنُهُ عِنَايَتَهُ بِهِ وَ تَمامَ اِحْسَانِهِ اِلَيْهِ "

ترجمہ:۔ اور تیرے امام کی طرف راستہ کھلا ہے ہر اس شخص کے لئے جس کو عنایت خداوندی اختیار کرلے اور اس کا احسان اس شخص کے متعلق کامل ہو جائے۔

حضرت حجۃ علیہ السلام سے محبت

کس طرح گناہ سے چھٹکارا حاصل کیا جا سکتا ہے اور کس طرح نفس کا تزکیہ کیا جا سکتا ہے؟ تزکیہ نفس کا اساسی راستہ اور اخلاق حسنہ کو پانے کا طریقہ واجبات کے انجام دینے پر موفق ہونا اور محرمات سے اجتناب ہے اور من احبکم فقد احب اللّٰہ کا معنی حضرت ولی عصر علیہ السلام سے محبت و مؤدت ہے۔ جتنی جتنی آنجناب کی محبت بڑھتی جاتی ہے اتنا ہی صفاء باطن اور تزکیہ نفس اور کمال روحانی حاصل ہوتا جاتا ہے۔ جو مسلمان گناہوں میں گرفتار ہے اور برے اخلاق سے آلودہ ہے وہ یقینی طور پر امام زمانہ (عج) کی محبت و مؤدت نہیں رکھتا کیونکہ اگر محبوب کی محبت محبّ کے دل و جان میں اتری ہوئی ہو تو اس کی علامت یہ ہے کہ محبّ محبوب کا یوں مطیع ہوتا ہے کہ کسی وقت بھی اس کی نافرمانی نہیں کرتا اور ہر اس کام سے پرہیز کرتا ہے جو محبوب کو ناپسند ہو۔

محبت قابل تشکیک ہے اور اس کے مختلف مراتب و درجات ہیں یعنی محبت شدید بھی ہوتی ہے اور ضعیف بھی پھر شدید تر بھی ہوتی ہے اور ضعیف تر بھی اس سے بھی شدید ترین ہوتی اور ضعیف ترین بھی۔ جسطرح کہ نور ایک شمع کا نور بھی نور ہے ایک بلب کا بھی سورج کا بھی سب نور ہیں لیکن ایک دوسرے سے قوی تر اور قوی ترین اور ضعیف تر و ضعیف ترین بھی۔ (کلی مشکک جو اپنے افراد پر برابر صدق نہ کرے) یہ اس مفہوم کو مزید واضح کرتی

ہے۔ پس محبت حضرت ولی عصر (عج) انسان کے دل میں جتنی زیادہ ہوگی اتنا ہی اس کو اخلاق وفضائل کے اعلی مراتب تک لے جائیگی۔

اکثر لوگ یہی خیال کرتے ہیں کہ انہیں واقعاً اللہ تعالی، پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوران کی اہلبیت عصمت وطہارت علیہم السلام سے سچی محبت ہے۔ اگران کے دل کی گہرائی اور قلب کے گوشوں کو دقت سے دیکھیں تو پتہ چلے گا کہ انہوں نے حب نفس اور خود پسندی پر محبت خدا اور رسول اور آئمہ علیہم السلام کا خول چڑھایا ہوا ہے۔ یعنی چونکہ وہ اپنی ذات کی محبت کے اسیر ہیں اور اپنے آپ کو عذاب اور مشکلات سے محفوظ رکھنا چاہتے ہیں اور بہشت کی نعمتوں سے بہرور ہونا چاہتے ہیں اس لئے اللہ کی عبادت کرتے ہیں اور پیغمبر و اہل بیتؑ سے توسل کرتے ہیں اور انکی محبت ومؤدت کا دم بھرتے ہیں۔

واقعی محبت اور حقیقی دوستی کی علامت یہ ہے کہ محبّ محبوب کی وجہ سے اپنے کو پسند کرتا اور اپنے تن ومن کو محبوب پر نثار کرتا ہو نہ محبوب کو اپنی ذات کے چاہنے اور اس کو اپنے منافع کے حصول کے لئے وسیلہ کے طور پر استعمال کرے۔ جو بیمار بستر بیماری پر پڑا ہے اور معالج کو اپنے سامنے دیکھتا ہے وہ محسوس کرتا ہے کہ کہ اسے معالج سے محبت ہے۔ اور اس کا عقیدت مند ہے۔ لیکن محبت و دوستی حقیقی نہیں ہے درحقیقت یہ حب ذات ہے۔ جو اس کے سامنے معالج سے محبت کی صورت میں جلوہ نما ہے۔ یعنی مریض غریزہ حب ذات اور اپنی صحت وسلامتی سے علاقہ مند ہونے کی بنا پر اس طرح محسوس کرتا ہے کہ معالج جو اس کا درمان کررہا ہے اس سے محبت کرتا ہے۔ جبکہ دراصل وہ اپنے معالج کے وسیلہ اور اپنی صحت کے لوٹنے کو پسند کرتا ہے۔ نہ خود طبیب ومعالج کو وہ لوگ جو محبت امام عصر علیہ السلام کا دعوی

کرتے ہیں اور اپنے آپ کو محبّ رسول و آل رسول علیہم السلام سمجھتے ہیں اگر چہ یہ لوگ آنجناب کی اطاعت بھی کریں (تب بھی حب نفس ہے) پس چاہیے کہ اس اطاعت کے انگیزہ کو دریافت کریں ورنہ اگر بندگی خدا اور اطاعت پیغمبر و امام علیہم السلام اپنی ذات کی نجات اور اپنی سعادت وخوش بختی کیلئے انجام دے یہ بعینہ اسی طرح ہے جس طرح اپنی فلاح و بہبود اور بیماری سے بچنے اور موت سے بھاگنے کے لئے کوئی شخص معالج کے نسخہ اور اس کے احکام پر عمل کرتا ہے۔

لیکن اگر فرمان حق تعالی کی پیروی خالصۃً صرف اور صرف اس کی ذات کیلئے اس نظریے کے تحت ہو کہ وہ سزاوار بندگی و اطاعت ہے اور پیغمبر اور اس کے اہل بیت علیہم السلام کو ولی اولی بالتصرف درتن و مال سمجھ کر اطاعت کرے اور اپنے جان و مال کو امام زمانہ (عج) کے خاک پاء پر قربان کرے تو ائمہ و اہلبیت رسول مقبول سے حقیقی محبت یہی ہے۔ جو دل کو گرم رکھتی ہے اور یہی حقیقی مہر و مؤدت حق ہے جو شیعوں کے دلوں میں خیمہ زن ہے۔

امام زمانہ (عج) کے حضور مشرف ہونے کا عظیم راز!

زمانہ غیبت میں حضرت صاحب الزمان (عج) کے حضور مشرف ہونے کا راز صرف ایک کلمہ میں مضمر ہے اور وہ یہ کہ محبت آتش شوق پیدا ہونی چاہیے اور حقیقی محبت ہونی چاہیے کہ وصال یار ہو اور اس کے پر فیض محضر سے بہرمندی ہو۔ کیونکہ حقیقی محبت روحوں کے قرب کا منشاء ہوتی ہے اور روحانی طور پر نزدیک ہونا دیدار محبوب کا موجب ہوتا ہے۔ عالم ربانی اور شیفتہ حضرت مہدی (عج) جو اپنی عمر کے دسویں سال سے کبھی بھی امام زمانہ (عج) کے توسل سے غافل نہ ہوئے اور اپنی پوری زندگی لوگوں کو بالعموم اور نوجوان نسل کو بالخصوص امام زمانہؑ کی طرف متوجہ اور راغب کرنے میں صرف کر دی اس بارے میں ان کا کتنا حکیمانہ اور قیمتی فرمان ہے ان کی فرمائش کے چند ایک اقتباسات اس طرح ہیں۔

''محبت عجیب اکسیر ہے جہاں آتی ہے ماهیت میں انقلاب پیدا کر دیتی ہے دیو کو حصر اور تاریکی کو نور بنا دیتی ہے' محبت کے درجات ہیں اور اس کا بالائی ترین درجہ یہ ہے کہ محبّ اپنی ذات کو نہیں چاہتا صرف محبوب ہی اس کی آرزو ہوتا ہے اور یہ وادی بڑی عجیب ہے۔ آپ اولاد کے بارے میں والدین کی محبت کا تجزیہ کریں تو معلوم ہو کہ یہ محبت کتنی موج زن ہے اور ہر موج کا اپنا ایک اثر ہے اور یہ موجیں اس درجہ کو پہنچ جاتی ہیں کہ محبّ

محبوب کے نام سے ہی لذت حاصل کرتا ہے''۔ ''محبت مقناطیس کی طرح کشش رکھتی ہے۔ جہاں بھی آھن ہے اس کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے''۔

مجھ پر سوال کرتے ہیں کہ کون سا ذکر و درود ہے کون سی دعا یا وظیفہ ہے جس کو پڑھ کر ہم امام زمانہؑ کی خدمت میں پہنچ سکتے ہیں۔ آپ دعائیں پڑھیں بالخصوص دو دعائیں ہیں ایک زیارت ہے اور ایک توسل۔ زیارت: سلام علی آل یاسین پڑھیں' یہ کسی وھم و وسوسہ کی بنیاد پر نہیں کہہ رہا ہوں یہ نکتہ اس شخص سے نقل کر رہا ہوں جسے خود حضرت کی طرف سے اس زیارت کے پڑھنے کا حکم ہوا ہے اور میں اس شخص سے ایک واسطہ کے ذریعہ نقل کر رہا ہوں۔ لیکن جو شاہراہ اور قوی اور روشن اور نزدیک راہ راست ہے وہ یہ ہے کہ آپ آنجناب سے محبت پیدا کریں ان سے چاہت رکھیں۔ اگر ان سے لو لگ گئی تو دیدار تک پہنچا دے گی اگر ان سے دلی تعلق پیدا ہو گیا تو کوہ قاف کے پیچھے بھی ہوں تو تمہیں کھینچ لے گی اور آخر کار محبوب تک پہنچائے گی۔ یہ کس طرح پہنچاتی ہے؟ اس کا کوئی قانون کلی نہیں ہے جو کسی ضابطہ و قاعدہ کے تحت آسکے۔ آپ پہنچ جائیں گے عالم خواب میں یا عالم بیداری میں خود آنجناب تک یا آپ کے کسی خاص صحابی تک اس کی نشانی یہ ہے کہ آپ اس باغ محبت و چاہت میں گئے ہیں ایک سبز پتہ بھی ہو سکتا ہے اور ایک پھول بھی ہو سکتا ہے خواہ ایک پھل ہو۔ ضروری یہ ہے کہ آپ اپنے امام زمانہؑ سے محبت پیدا کریں اگر آپ انہیں چاہیں تو آپ کا صفحہ وجود بدل جائیگا۔

''پس چاہیے کہ امام زمانہ (عج) سے محبت پیدا کریں کوئی گنج کوئی راستہ کوئی ورد و وظیفہ کوئی جادو و اسم اعظم محبت سے بالاتر نہیں ہے۔ شاہ عالم امکان کے درگاہ میں پہنچنے کا

قریب ترین راستہ اس عظیم ہستی سے محبت ہے''

''اصل الاصول جوھر الجواھر' تمام باتوں کا نچوڑ صرف ایک کلمہ ہے۔ چاہیے کہ امام زمانہؑ سے محبت پیدا کریں محبت بھی شدید ہونی چاہیے خود محبت راہ کھولتی ہے اور آپکو انکے نزدیک کردیتی ہے محبت انہیں کھینچ لاتی ہے۔ محبت کی اپنی علامات ہیں۔ محبت کی ایک نشانی یہ ہے کہ محبّ محبوب کے اعمال و آثار کو محبوب رکھتا ہے۔ کسی شئی سے محبت اس کے آثار سے محبت کو مستلزم ہے۔

اَمُرُّ علی الدّیار دیار سلمٰی اُقبّل ذالجدار و ذالجدار

فما حب الدیار شغفن قلبی و لکن حب من سکن الدیارا

یعنی ان گھروں کے ساتھ سے گذرتا ہوں جو اقامت گاہ سلمی ہے کبھی اس دیوار کو اور کبھی اس دیواز کو چومتا ہوں ان در و دیوار نے میرے دل کو چوری نہیں کیا بلکہ یہ اس کی مہر و محبت ہے جو ان گھروں میں رہ رہے ہیں جس سے میرا دل لبریز ہے۔

اپنے محبوب کے کوچہ و بازار کی طرف جاتا ہوں۔ اس گھر تک پہنچ جاتا اور اس کی چوکھٹ پر جبیں رکھ دیتا ہوں اور اس کی دیوار پر منہ رکھتا چومتا ہوں اور خوشبو لیتا ہوں۔

ہر شی کی ایک علامت ہوتی ہے۔ عاشق صادق کا گواہ اس کا متحرک پہلو ہے۔ امام زمانہؑ سے محبت کے بھی آثار ہیں ان آثار میں سے ایک یہ ہے اس کا محبّ آنجناب کے دوستوں سے بھی محبت کرتا ہوگا اس محبت کی علامات میں سے ایک علامت یہ ہے کہ محبّ امام زمانہؑ گمراہوں کو ہدایت کریگا اور لوگوں کو آنجنابؑ کی طرف متوجہ کریگا۔ اس محبت کی علامتوں میں سے ایک علامت یہ ہے کہ وہ آنجناب کو لوگوں کا محبوب بنایگا اور لوگوں میں

آنجناب سے شوق محبت پیدا کریگا اور دلوں کو آپکی محبت سے لبریز کریگا اگر آپ کو آنجناب سے محبت وعشق ہے تو آپکی چشم کو اشک بہانا چاہیے۔ان کے پیچھے دوڑنا چاہیے۔ان کی جستجو کرنا چاہیے۔اس عالم سے اس عالم سے دریافت کرنا چاہیے کہ کون سا راستہ اختیار کریں کہ محبوب تک پہنچ سکیں۔ عاقبت جوئندہ یابندہ است۔

لیکن اس سب کے لئے حوصلہ چاہیے۔صبر و شکیبائی درکار ہے۔مشکلات سفر برداشت کرنا ہونگے۔ان کے فراق میں سرگردان ہونا پڑے گا۔یہ سب آنجناب سے محبت کی علامتیں ہیں۔

☆☆☆☆☆

متأسفانہ اکثر شیعہ حضرت امام زمانہؑ کی یاد سے غافل اور آپکے ظہور کے لئے دعا کرنے سے بے خبر ہیں۔بہرحال وہ گروہ جو بظاہر حضرت کا نام لیتے ہیں اور پنہاں و آشکار حضرت کے ظہور کے قریب ہونے کی دعا کرتے ہیں اگر اس گروہ کے دل کی گہرائیوں کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ بھی امام عصرؑ ارواحنا لہ فدا کو اپنی ذات کے لئے چاہتے ہیں اور اپنے غم و الم سے نجات اور اپنے درد کے درمان کے لئے آپ کو پکارتے ہیں بہت کم لوگ ہیں جو حضرت حجۃؑ ارواحنا فداہ کے ظہور کی درخواست کرتے ہیں۔مگر اپنی رفاہ و آسائش کے لئے نہیں بلکہ اس محبوب کے زندان غیبت سے نجات اور اس مظلوم اور گرفتار ھجر وفراق امام کی اس تنہائی اور یکتائی سے نجات کے لئے اور اس ستم دیدہ اور رنجیدہ امام کو اس عظیم زحمت سے نجات کے لئے آپکے ظہور کی دعا کرتے ہیں۔

ابوبصیر کہتا ہے قُلتُ لاَبی عَبدِاللّٰہِ عَلَیہِ السَّلامُ: جُعِلتُ فداکَ، مَتَی الفَرَجُ؟

فَقالَ: یٰا اَبا بَصیرٍ! وَ اَنتَ مِمَّن یُریدُ الدُّنیا؟ مَن عَرَفَ ھٰذَا الاَمرَ فَقَدْ فُرِّجَ عَنہُ لِانتِظَارِہِ"

ترجمہ:۔ میں نے امام صادق علیہ السلام سے عرض کیا قربان ہو جاؤں۔فرج و کشائش کا وقت کیسا ہے؟

آپ نے فرمایا: اے ابوبصیر! کیا تو ابھی دنیاداروں اور دنیا کے طالب گروہ میں سے ہے؟ جو شخص اس خاص امر کو جان لے وہ اس کے انتظار کی زحمت سے کشائش میں ہے

گویا کہ امام صادق علیہ السلام جانتے تھے کہ ابوبصیر کا انتظار ماڈی منافع اور دینوی امور کے لئے ہے۔اس لئے آپ نے اسے یوں جواب دیا۔ہاں اگرچہ دولت حقہ کے ظہور کا انتظار افضل ترین عبادات اور بہترین اطاعات میں سے ہے۔لیکن یہ صرف اس صورت میں ہے جب اس انتظار کا انگیزہ وہی محبوب کی نجات اور اس کے غم و الم اور پریشانیوں کے رفع کے لئے ہو۔اور نامساعد حالات سے اپنی نجات کے لئے نہ ہو۔اپنے دنیاوی مفادات اور پول و پیسہ تک رسائی کے لئے نہ ہو۔اور اسباب سے دعا مانگنے والے لوگ ایک دوسرے سے کاملاً الگ ہوجاتے ہیں جب ان کا امتحان آزمائش ہوتا ہے۔

ہر ایک کا الگ راستہ ہے۔حضرت بقیۃ اللہ اروا حنالتراب مقدمہ الفداء کے حقیقی ساتھی اور واقعی منتظر اور سچے محبّ اور پاک دل دوست کا ھم و غم آپ کی ذات والا صفات کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا ان کی نجات و رفاہ کے علاوہ اور کچھ نہیں چاہتے اور اپکی محبت میں

جان بکف کھڑے ہوتے ہیں۔ وہ صرف اس بات پر راضی ہوتے ہیں کہ حضرت کا ظہور ہو اور وہ اس رنج تنہائی سے نجات پائیں۔ اگرچہ ان کی جان' جان آفرین کے سپرد ہو جائے اور وہ ان کی ہمراہی میں ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں۔

لیکن بظاہر دوست وہ ہے جو ہر کسی کو اور ہر شی کو اپنی ذات کے لئے چاہتے ہیں ان کی محبت کی گہرائی حب ذات ہے اور خود پسندی ہے جب محبوب کا نام سنتے ہیں اس کا احترام کرتے ہیں تا کہ وہ اپنے منافع تک پہنچ پاتیں اور اپنی حیات کا تحفظ کر سکیں۔ لیکن صرف ذرہ سے خطرے کے احساس سے انکی زرق برق جاتی رہتی ہے اور وہ اپنے آپ کو بھول بیٹھتے ہیں۔

شیخ علی حلاوی کے آپ کے حضور شرف ہونے کا واقعہ اس حقیقت کا مظہر ہے۔

☆☆☆

شیخ علی حلاوی کا دیدار حضرت حجۃ سے مشرف ہونا

عظیم خطیب اور دانشور، عالم پرہیز گار مرحوم شیخ علی اکبر نہاوندی اعلی اللہ مقامہ اپنی کتاب عبقری الحسان کی دوسری جلد میں عالم زمانی مرحوم حجۃ الاسلام آقا سید علی اکبر موسوی خوئی رضوان اللہ تعالی والد محترم سید ابوالقاسم خوئی رضوان اللہ تعالی سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ''ایک دفعہ میں کسی کام کے لئے نجف اشرف سے حلہ سیفیہ گیا۔ اس شہر کے بازار سے گذرتے ہوئے میری نظر ایک مسجد نما قبر پر پڑی جس کے دروازے پر حضرت صاحب الزمان خلیفہ الرحمٰن علیہ السلام کی چھوٹی سی زیارت بنی ہوئی تھی اور دروازے پر لکھا ہوا تھا''ھذا مقام صاحب الزمان''۔

لوگ اُس علاقے کے دور و نزدیک سے اس مکان جنت نشان کی زیارت کے لئے آتے ہیں اور دعا و تضرع و زاری کرتے ہیں اور آپ کی منزلت سے توسل کرتے ہیں میں نے اہل حلہ سے پوچھا کہ اس کو مقام صاحب الزمانؑ کے نام دینے کی وجہ کیا ہے۔ سب نے متفقہ طور پر کہا کہ یہ مکان شیخ علی نامی عالم دین کا گھر تھا۔ جو نہایت زاھد و عابد اور متقی شخص تھا اور ہمیشہ حضرت مہدی علیہ السلام کے ظہور کے انتظار میں رہتا تھا وہ ہمیشہ حضرت امام زمانہ علیہ السلام کی نسبت عتاب و خطاب کرتا اور کہتا کہ اس جیسے دور میں غیبت

کیونکر ہے؟ جبکہ آپ جناب کے مخلص شیعہ شہروں میں اور پورے عالم میں درختوں کے پتوں اور بارش کے قطروں کی مانند فراوان ہیں اور ہمارے اسی شہر میں آپ کے شیفتہ اور دوستوں کی تعداد ہزار سے زیادہ ہے پس کیونکر آپ ظہور نہیں فرماتے اور دنیا کو عدل و انصاف سے پر نہیں فرماتے۔

شیخ علی اسی حالت میں ایک دن بیابان کی طرف نکل کھڑا ہوا اور اسی کلام کا وہاں بھی آغاز کیا اور حضرت حجۃ علیہ السلام سے خطاب و عتاب کرنے لگا۔ اچانک اس نے اپنے پاس عربی لباس میں ایک شخص کو دیکھا۔ اس نے شیخ علی سے فرمایا! جناب شیخ یہ سب عتاب و خطاب کس سے کرر ہے ہیں؟ اس نے عرض کیا: میرا خطاب حجۃ وقت امام زمانہ علیہ السلام سے ہے۔ اس خلوص اور ارادت مندی کے ہوتے ہوئے جو اس زمانہ میں ہے کہ صرف حلہ میں ہزاروں افراد موجود ہیں اور اس ظلم و جور کے ہوتے ہوئے جس نے پورے جہان کو گھیرا ہوا ہے۔ ظہور کیوں نہیں فرماتے؟ آقا نے فرمایا۔ اے شیخ صاحب الزمان میں ہوں۔ میرے ساتھ اس طرح خطاب و عتاب نہ کر صورتحال اس طرح نہیں ہے جس طرح آپ سمجھ رہے ہیں اگر ہمارے تین صد تیرہ اصحاب موجود ہوتے تو ہم ظاہر ہو جاتے۔ آپ کے اور فلان قصاب کے علاوہ کوئی بھی میرا مخلص دوست نہیں ہے۔ اب اگر آپ چاہتے ہیں کہ صورتحال آپ پر عیاں اور واضح ہو جائے تو آپ میرے جن مخلصوں کو پہچانتے ہیں ان کو جا کر شب جمعہ کو اپنے گھر دعوت دیں اور گھر کے صحن میں مجلس کا اہتمام کریں اور فلان قصاب کو بھی دعوت دیں۔ اور دو عدد مینڈھے بھی گھر کی چھت پر باندھنا اور پھر میرے آنے کا منتظر رہنا کہ میں حاضر ہو کر واقعی صورتحال آپ کو سمجھاؤں گا اور آپ کے

اشتباہ سے آپ کو آگاہ کروں۔

جونہی حضرت حجتؑ کی فرمائشات مکمل ہوئیں آپ شیخ کی نظر سے اوجھل ہو گئے۔ شیخ علی حلاوی اس ماجرے سے مسرور اور بہت خوش حلہ واپس آیا اس قصاب کے پاس گیا سارا واقعہ اس کو کہہ سنایا اور دونوں نے ایک دوسرے کی مدد سے حضرت صاحب الزمان علیہ السلام کے ہزاروں محبین میں سے چالیس افراد کو منتخب کیا جو سب کے سب اخیار و ابرار اور حضرت حجۃ غائب علیہ السلام کے واقعی منتظر شمار ہوتے تھے۔ انہیں دعوت دی کہ شب جمعہ کو شیخ علی کے گھر آئیں تا کہ امام عصر علیہ السلام کی ملاقات سے شرفیات ہوں۔

مقررہ شب جمعہ ہوئی وہ قصاب اور حضرت کی محبت کا دم بھرنے والے با اخلاص افراد میں سے چالیس منتخب افراد شیخ علی حلاوی کے گھر جمع ہو گئے گھر کے صحن میں بیٹھ گئے۔ سب باوضو اور روبقبلہ ذکر وصلواۃ اور دعا میں مشغول تھے۔ حضرت قائم علیہ السلام کی تشریف آوری کے انتظار میں گھڑیاں شمار کر رہے تھے۔ شیخ علی حلاوی نے نیز حضرت کے فرمان کے مطابق پہلے سے دو مینڈھے چھت پر باندھ دیئے ہوئے تھے اور خود مہمانوں کے ساتھ گھر کے صحن میں مولا کا انتظار کر رہا تھا۔ جونہی رات کا کچھ حصہ گذرا اچانک سب نے دیکھا کہ ایک پر عظمت نور جس کی درخشانی ماہ وخورشید سے بے حد زیادہ تھی آسمان میں نمودار ہوا۔ جس نے آفاق عالم کو روشن کر دیا پھر وہ شیخ علی حلاوی کے گھر کی طرف آیا اور اس کے گھر کی چھت پر مستقر ہو گیا۔ چند منٹ ہی گذرے تھے کہ چھت سے ایک آواز آئی جس نے اس قصاب کو بلایا۔ قصاب نے حکم کی تعمیل کی اٹھا اور چھت پر چلا گیا اور حضرت مہدی علیہ السلام کے حضور شرفیاب ہوا اور فیض ملاقات سے بہرہ مند ہوا۔ چند لمحوں کے بعد امام

علیہ السلام نے قصاب کو حکم دیا کہ ان دو مینڈھوں میں سے ایک کو پرنالے کے نزدیک لے جا کر یوں ذبح کرے کہ اس کا سارا خون پرنالے سے بہہ کر صحن میں چلا جائے۔ قصاب نے حضرت کے فرمان کی تعمیل کی جب خون صحن میں جاری ہوا اور ان چالیس افراد نے دیکھا تو انہیں گمان غالب پیدا ہو گیا کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے اس قصاب کو قتل کر دیا اور یہ اسی کا خون ہے جو پرنالے سے بہہ رہا ہے۔ تھوڑی دیر بعد چھت پر سے آواز کانوں میں پڑی۔ اس نے شیخ علی حلاوی کو حاضر ہونے کو کہا شیخ اٹھا اور اپنے کو چھت پر پہنچایا۔ تو دیکھا وہ قصاب صحیح سالم چھت پر امام کے حضور کھڑا ہے۔ لیکن دو مینڈھوں میں سے ایک کا سر کٹا ہوا ہے۔ اور جو خون صحن میں گر رہا ہے وہ مینڈھے کا تھا۔ پھر حضرت نے قصاب کو حکم دیا کہ دوسرا مینڈھا بھی اسی طرح ذبح کرے جس طرح پہلا ذبح کیا تھا۔ قصاب نے حضرت کے فرمان کے مطابق دوسرا مینڈھے کو پرنالے کے نزدیک لا کر ذبح کر دیا۔ دوسری دفعہ پھر پرنالے سے خون صحن میں ٹپکنے لگا۔ جب ان چالیس افراد نے دوبارہ تازہ خون گھر کے صحن کے پرنالے سے جاری دیکھا تو ان کا گمان یقین میں تبدیل ہو گیا اور سب کو یقین قاطع ہو گیا کہ حضرت حجۃ بن الحسن علیہ السلام نے شیخ علی حلاوی کو بھی قتل کر دیا ہے اور بعید نہیں کہ اب ایک ایک کے قتل کی نوبت آ جائے۔ اور ملاقات امام کی قیمت جان پر تمام ہو اس وجہ سے سب نے بغیر کسی ہچکچاہٹ کے وہاں شیخ علی کی منزل کو خیر باد کہا اور کھسک گئے۔ پھر حضرت صاحب الزمان علیہ السلام نے شیخ علی کی طرف رخ کیا اور فرمایا کہ جو لوگ صحن میں بیٹھے ہیں جا کر انہیں کہہ دو کہ چھت پر آئیں اور میرا دیدار کر لیں۔ شیخ علی چھت سے اترا لیکن جب وہ گھر کے صحن میں پہنچا تو وہاں ان چالیس میں سے ایک بھی نہیں تھا۔ وہ سمجھ گیا کہ سب

فرار کر گئے ہیں۔ جلدی سے واپس چھت پر گیا اوران چالیس افراد کے کھسک جانے کی خبر حضرت کو پہنچائی تو حضرت نے فرمایا اے شیخ! پھر کبھی مجھے یوں خطاب وعتاب نہ کرنا۔ یہ شہر حلہ تھا جس میں بقول جناب ہزار سے زیادہ ہمارے مخلص مددگار تھے تو پھر کیا ہوا کہ ان گنے چنے افراد میں سوائے تیرے اوراس قصاب کے کوئی اور باقی نہ رہا؟ تمام اطراف عالم کو اسی طرح قیاس کر یہ جملے فرمائے اوران دونوں کی آنکھوں سے اوجھل ہو گئے۔

اس ماجرے کے بعد شیخ علی حلاوی نے اس حصہ کو مرمت کیا اوراس کا نام مقام صاحب الزمان علیہ السلام رکھ دیا اس وقت سے لے کر آج تک یہ مکان مبارک لوگوں کے لئے جائے طواف اور زیارت گاہ خاص وعام ہے۔

☆☆☆

حضرت حجۃ (عج) کے مقام بالا کی معرفت

کس طرح حضرت حجۃ علیہ السلام کی حقیقی محبت کی دل میں تقویت کی جاسکتی ہے اور اس کو فروغ دیا جاسکتا ہے؟ حضرت امام زمانہ علیہ السلام کی محبت کی تقویت اور شدید حب کے پیدا کرنے کا عمدہ ذریعہ آنحضرت کی ''معرفت'' ہے۔

یہ فطری چیز ہے کہ جب تک انسان کسی شئی کو نہ پہچانتا ہو اور اس کی خاصیت کو نہ جانتا ہو اور اس کی نسبت اپنی نیازمندی سے آگاہ نہ ہو اس سے محبت نہیں کرسکتا اور اس کے برعکس جب کسی شئی کے نتائج کو جان لے اور اس کی نسبت اپنی احتیاج کو درک کرلے تو پھر یہ نہیں ہوسکتا کہ اس شئی سے محبت نہ کرے۔ جب انسان کسی کے مقام و مرتبہ اور اس کی شخصیت کو پہچان لیتا ہے تو اپنے آپ کو سراسر اس کا نیازمند سمجھتا ہے اور ناچار اس سے محبت بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ جس قدر انسان کسی کی عظمت و فضائل اور اپنی کوچکی و نیازمندی سے واقف ہوتا جاتا ہے تو صاحب فضائل کی محبت خواہ مخواہ اس کے دل میں شدید تر ہوتی جاتی ہے اور اس کی طرف توجہ بڑھتی ہی چلی جاتی ہے۔

اگر کوئی شیعہ ''جیسا کہ چاہیے'' حضرت حجۃ ارواحنا فداہ کے مقام والا کی معرفت

اور شناخت پیدا کرلے تو آنحضرتؑ کی محبت اس کے دل میں نور کی طرح شدید ہو جائیگی اور اس کے پورے وجود کو گھیر لے گی اور اس کو برائیوں اور ناپاکیوں سے دور کر دے گی اور مکارم اخلاق تک پہنچا دے گی۔

پس اے عزیز دوست! اگر امام زمانہ علیہ السلام سے دوستی و محبت کا نور شمع کی مانند آپکے شبستان دل میں ٹمٹمارہا ہے اور کم وبیش آپ ناشائستہ حرکات اور روحانی برائیوں میں مبتلا ہیں تو آپ آنجناب کی اس طرح معرفت حاصل کرنے کی کوشش کریں جس طرح معرفت حاصل کرنے کا حق ہے ان کے مقام کو پہچانیں تاکہ ان کی محبت آپ کے پورے وجود میں خورشید تابان کی مانند نور افگن ہو جائے اور آپکے قلب کو منور کر دے اور آپ کے دل کو پاک کر دے۔ آپکو گناہوں سے نجات دے فضائل و روحانیت سے بہرہ مند کرے اور تاریکی و تیرگی کے تمام آثار آپ کے نفس سے مٹا دے۔ کیونکہ معرفت محبت کا بنیادی ستون ہے اور محبت گناہوں سے بچنے کا عظیم ذریعہ اور تہذیب و تزکیہ نفس کی شاہراہ ہے۔ اسی وجہ سے جو روایات اہل بیت عصمتؑ و طہارت سے ہم تک پہنچتی ہیں ان میں مسئلہ معرفت و شناخت پر بہت زیادہ زور دیا گیا ہے اور معرفت خدا تعالیٰ، معرفت رسول و اہل بیت علیہم السلام کو دین کی اساس اور ابدی سعادت کا راز گردانا گیا ہے۔

کتاب ''غرر الحکم و درر الکلم'' میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے روایت ہے فرماتے ہیں

"مَنْ مَاتَ عَلٰی فِراشِهِ وَهُوَ عَلٰی مَعْرِفَةِ حَقِّ رَبِّهِ وَ رَسُولِهِ وَ حَقِّ اَهْلِ بَيْتِهِ مَاتَ شَهِيداً وَ وَقَعَ اَجْرُهُ عَلَى اللّٰهِ سُبْحَانَهُ وَاسْتَوْجَبَ ثَوَابَ مَا

نَوىٰ مِنْ صَالِحِ عَمَلِهِ وَ قَامَتْ نِيَّتُهُ مَقَامَ اِصْلاٰتِهِ سَيْفَهُ فَاِنَّ لِكُلِّ شَيْئٍ اَجَلاً لاٰ يَعْدُوْهُ".

ترجمہ:۔ یعنی جو شخص اپنے بستر پر مر جائے اور وہ رب اور اس کے رسول کے حق کی اور اہلبیتؑ کے حق کی معرفت رکھتا ہو تو وہ شہید مرا ہے اور اس کا اجر و ثواب ثابت ہے۔ اور وہ ہر اس نیت عمل کے ثواب کا مستحق ہے جو اس نے کی ہے اس کی نیت اس کے تلوار چلانے کے قائم مقام ہے پس بتحقیق ہر شئی کے لئے ایک وقت مقرر ہے جس سے تجاوز نہیں کیا جا سکتا۔

محقق نامدار مرحوم آقا جمال الدین خوانساری رحمۃ اللہ علیہ "شرح غرر و درر" کی جلد پنجم ص ۴۳۶ پر اس حدیث کی وضاحت میں لکھتے ہیں۔

"یعنی ہر مومن جو اپنے پروردگار اور اس کے رسول کے حق اور اہل بیت رسولؐ کے حق کو پہچانتا ہو وہ اپنے بستر پر مرے تو وہ اس شخص کی طرح ہے جو راہ خدا میں شہید ہوا ہو اس کا حق زحمت خدا پر لازم ہے اور وہ اس عمل صالح کے اجر کا مستحق ہے جسے انجام دینے کا اس نے قصد کیا ہے زندہ رہنے کی صورت میں۔ منجملہ یہ ہے کہ وہ شہداء کے ثواب کا مستحق ہوگا کیونکہ ہر مومن کا یہ قصد و نیت ہوتی ہے کہ اہل بیت علیہم السلام کی معیت میں جہاد کرے اور ان کے ہم رکاب شہید ہو جائے۔ چنانچہ شیعوں کا قصد و نیت بلکہ انتہائی آرزو زمانہ غیبت حضرت صاحب الزمان صلوات اللہ علیہ میں یہ ہے کہ جب آنحضرتؑ ظہور فرمائیں تو یہ ان کے ہمرکاب شہید ہوں۔ پس ہر ایک مومن کا یہ قصد و ارادہ اس کے شمشیر غلاف سے نکال کر حضرت کے ہمراہ جہاد کرتے ہوئے شہید ہونے کے قائم مقام ہے۔ پس اس کا ثواب اس کو ضرور ملنا چاہیے۔

"فَاِنَّ لِکُلِّ شَیئٍ اَجَلاً لَا یَعْدُوْہ"

ممکن ہے کہ اس جملے سے ایک توہم کا ازالہ مقصود ہو کہ جب کسی کا قصد وارادہ یہ ہو تو حق تعالی اس کو اپنے ارادہ کا اجر کیونکر نہیں دے گا جبکہ وہ خیر محض ہے۔

پس اس توہم کے ازالے میں فرمایا۔ باوجود اس کے کہ ہر چیز از روئے حکمت و مصلحت اللہ تعالی کے علم میں ہے کہ اس کا کیا وقت ہے وہ اس سے تجاوز نہیں کریگی۔ پس ہر کسی کی موت کا بھی ایک وقت مقرر ہے جس سے وہ تجاوز نہیں کر سکتا پس موت کا موخر ہونا کہ وہ شخص اپنے قصد تک پہنچے اس کے اپنے بس میں نہیں ہے۔ زیادہ سے زیادہ جو ثواب اس کو اس کے قصد و نیت پر دیا جائیگا وہ فضل و عنایت ہے۔ اور ممکن ہے اس جملے کا مقصد لوگوں کو پر امید رکھنا ہو کہ وہ امام زمانہؑ کی غیبت کے زمانے میں ہوں اور اس معنی کے ساتھ امیدوار نہ ہوں تا کہ ان کی نیت کر سکیں۔ پس حضرت نے یہ جملہ فرما کر انہیں پر اُمید کیا ہے کہ حضرت قائم صلوات اللہ علیہ کے ظہور کا بھی ایک وقت مقرر ہے جس سے تجاوز نہیں ہو سکتا۔ لہذا انہیں یہ قصد و نیت کرنی چاہیے کہ وہ حضرت حجتؑ کی معیت میں شہید ہوں گے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ ناامید بھی نہ ہوں تا کہ اگر انہیں شہادت کا موقع میسر نہ آئے تو انہیں شہادت کا ثواب ضرور ملے۔ واللہ العالم۔

☆☆☆☆☆

زمانہ غیبت میں مسلم فرائض میں سے ایک فریضہ حضرت حجۃ ارواحنا فداہ کی شناخت اور اس عظیم ہستی کے مقام والا کی معرفت ہے کیونکہ یہی موجب سعادت و باعث نجات ہے اور اس سے دوری دینوی نقصان اور خسران ابدی کا سبب ہے یہ معرفت

آنحضرت ہے کہ اگر امام زمانہ علیہ السلام سے بیگانہ و ناواقف ہوا اگرچہ وہ حضرت حجۃؑ کے زمانہ ظہور میں موجود تو ہو لیکن معرفت و اطاعت نہ رکھتا ہو تو اس کو کچھ حاصل نہیں ہوگا اس کا انجام کار تیرگی و بدبختی کے علاوہ کچھ نہیں ہوگا اس کے برعکس مقام والا حضرت حجۃؑ کی معرفت رکھنے والے اور ان سے توسل و رابطہ رکھنے والے اگرچہ حضرت کے حضور نہ پہنچ سکیں لیکن ان کا باطن پاک و نورانی ہوگا اور انکی عاقبت بخیر ہوگی۔

مرآۃ العقول کی جلد نمبر ۴ کے ص ۱۸۶ پر سند صحیح کے ساتھ زرارہ سے نقل ہوا ہے کہتا ہے:

"قَالَ اَبُو عَبْدِ اللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلاَمُ: اَعْرِفْ اِمَامَکَ ، فَاِنَّکَ اِذَا عَرفْتَ لَمْ یَضُرَّکَ ، تَقَدَّمَ ھٰذَا الْاَمْرُ اَوْ تَأَخَّرَ".

ترجمہ:۔ حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: اپنے امام کو پہچانیں کیونکہ جب آپ پہچانیں گے تو اس امر کا مقدم یا موخر ہونا تجھے نقصان نہیں پہنچائیگا۔

یعنی ظہور امام زمانہؑ اور حکومت حق کا ظہور جلدی ہو یا بدیر آپ کے لئے برابر ہے اور ذرہ بھر نقصان دہ نہیں ہے لیکن یہ اس کے لئے نقصان دہ ہے جو اپنے امام کی معرفت نہیں رکھتا ہے۔

اور اسی کتاب کے ص ۱۸۹ پر فضیل بن یسار سے روایت ہے اس نے کہا:

"سَمِعْتُ اَبَا جَعْفَرٍ عَلَیْہِ السَّلاَمُ یَقُولُ: مَنْ مَاتَ وَلَیْسَ لَہُ اِمَامٌ فَمِیتَتُہُ مِیتَۃَ جَاھِلِیَّۃَ ، وَمَنْ مَاتَ وَھُوَ عَارِفٌ لِاِمَامِہِ لَمْ یَضُرَّہُ ، تَقَدَّمَ ھٰذَا الْاَمْرُ اَوْتَأَخَّرَ وَ مَنْ مَاتَ وَ ھُوَ عَارِفٌ لِاِمَامِہِ کَانَ کَمَنْ ھُوَ مَعَ الْقَائِمِ فِی فُسْطَاطِہِ".

ترجمہ:۔ میں نے سنا کہ امام محمد باقر علیہ السلام فرمارہے تھے: جو شخص مرجائے اور اپنے امام کو نہ پہچانتا ہو وہ اسی طرح ہے جس طرح قبل اسلام زمانہ جاہلیت کے لوگ تھے اور ہر وہ شخص جو دنیا سے رحلت کرے اور اپنے امام کو پہچانتا ہو اور معرفت رکھتا ہو اور اس امر (یعنی حکومت حقہ آل محمد علیہم السلام) کا زود یا بدیر قیام اس کو نقصان نہیں پہنچائیگا۔ جو شخص مر جائے اور اپنے امام زمانہؑ کو پہچانتا ہو اس شخص کی طرح ہے جو آپؑ کے ہمراہ جہاد میں آپ کے خیمہ میں ہو۔

علامہ مجلسیؒ اسی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے۔

"لَیْسَ لَہُ اِمَامٌ"۔ یعنی جو شخص آئمہ ھدیٰ میں سے اپنے امام زمانہؑ کو نہ پہچانے اور جاہلیت سے مراد وہ ملت ہے جس میں نہ خدا کی معرفت ہو اور نہ رسول کی اور نہ ہی شریعت و دین کی معرفت ہو۔ جیسا کہ بعثت رسول مقبولؐ سے پہلے اکثر لوگ تھے اور وفات رسول پاکؐ کے بعد نیز اسی طرح ہو گئے۔ اور یہ حدیث متواتر تواتر معنوی رکھتی ہے۔ خاصہ (شیعہ) عامہ (اہل سنت) کے نزدیک۔

☆☆☆

راہ معرفت

حضرت بقیۃ اللہ اروا حنا فداہ اور دیگر معصومین علیہم السلام حتی خداوند تعالی کی صحیح معرفت اور حقیقی شناخت کے لئے اور توحید صحیح کو پہچاننے کے لئے صرف اور صرف کتاب و سنت کے نور سے استفادہ کرنا چاہیے۔ یعنی اس سلسلے میں فقط کلام خداوند تعالی یعنی قرآن مجید اور اہل بیت عصمت و طہارت علیہم السلام کے فرمان یعنی 'سنت' کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ کیونکہ نور و ہدایت صرف انہیں دو گرانمایہ منابع میں ہے اور ان سے روگردانی صراط مستقیم اور شاہراہ خوشبختی سے انحراف کے مترادف ہے۔ قرآن و روایت آئمہ اطہارؑ کے علاوہ باقی سب سراب اور بے راہ روی ہے۔ نہ یہ روح کی تشنگی کو کم کرتا ہے اور نہ ہلاکت و بربادی کے خطرے سے امان دیتا ہے۔ بلکہ یہ روح کی تیرگی کو افزون کرتا ہے اور سرمایہ حیات کو ضائع کرتا ہے۔ فلاسفہ و عرفاء اور صوفیوں کی یاوہ گوئیوں کے پیچھے جانا اور حسین ابن منصور حلاّج جیسے نام نہاد عرفان و توحید کے مرشدوں کی پیروی کرنا کہ جن کے بارے میں حضرت صاحب الزمان علیہ السلام کی طرف سے لعن پر مشتمل خط صادر ہوا ہے۔ یہ سب انحطاط و تنزلی اور راہ روشن ولایت و حقیقت سے انحراف کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔☆

☆ بحار الانوار جلد ۵۱ صفحہ ۳۶۹ و ۳۸۰۔

آیا منصور حلاّج جیسے افراد جو کفر و الحاد گوئی اور انا الحق کے خدائی دعوی کی وجہ سے تشیّع کے عظیم فقہاء شیخ صدوق ، قطب الدین راوندی رحمۃ اللہ علیہما کی طرف سے منفور خدا ورسول اور امام پہچانے گئے۔ اور اس کے لئے فقہاء کی طرف سے سزائے موت کا حکم دیا گیا۔ آیا ایسے افراد راہیان بسوی خدا و پیغمبر علیہم السلام کے راہنما بن سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں!

کیا محمد بلخی رومی اور شبستری جیسے فاسد عقیدہ اور منحرف شاعر کہ جنہوں نے حلاّج کی بے ہودہ گوئی یا بد سرائی کو عرفان اسلامی اور اسرار الٰہی سمجھ کر روحانیت کے بلند مقام پر فائز اور فنافی اللہ شخصیت کے طور پر متعارف کروایا ہوسکتا ہے کہ یہ معارف قرآن کے بیان کرنے والے اور امام زمانہ علیہ السلام کی واقعی شناخت کروانے والے ہوں؟ ہرگز ایسا نہیں ہوسکتا۔

بلخی حلاّج کی حمایت و مدح سرائی میں کہتا ہے۔

چون قلم در دست غداری بود   لا جرم منصور بر داری بود

ترجمہ:۔ چونکہ قلمدان فیصلہ غدار کے ہاتھ میں تھا لہذا بلا وجہ منصور تختہ دار پر لٹکایا گیا۔

اور شبستری نے حلاّج کے دعوی خدائی کو جائز سمجھتے ہوئے کہا ہے۔

روا باشد انا الحق از درختی   چرا نبود روا از نیک بختی

ترجمہ:۔ اگر انا الحق کی صدا ایک درخت سے جائز و صحیح ہے تو کیونکر ایک نیک بخت (حلاّج) سے جائز نہیں ہے۔

کیا محمد بلخی رومی سنی جو کہ امام غائب منتظر فرزند دل بند حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے وجود خارجی کا عقیدہ ہی نہیں رکھتا۔ یعنی وہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کے

غائب ہونے اور ایک دن ظاہر ہو کر دنیا کو عدل و انصاف سے پر کرنے کا معتقد ہی نہیں بلکہ وہ مہدی کو نفس میں سالک اور تفکر کے وقت اپنی فکر میں موجود حاضر سمجھتا ہے اور مہدویت نوعیہ (یعنی ایک معین شخص نہیں) کا قائل ہے اور شیخ ارشاد کو مہدی سالک گردانتا ہے آیا ایسا شخص حضرت حجۃؑ اروحنا فداہ کے دلباختہ عاشقوں کو اس بزرگوار تک پہنچا سکتا ہے؟ اور آپ کے مقام والا و اعلی کی آپکے شیعوں کو شناخت کروا سکتا ہے؟ ہر گز نہیں!

وہ مثنوی کے ص ۱۲۶ میں کہتا ہے۔

پس بہر دوری ولیّی قائم است — تا قیامت آزمائش دائم است

ہر دور میں ایک ولی قائم ہے — قیامت تک امتحان و آزمائش دائمی ہے

پس امام حیّی قائم آن ولی است — خواہ از نسل عمر خواہ از علی است

پس امام زندہ قائم و سرپرست ہے — خواہ عمر کی اولاد ہو یا علی کی اولاد سے

مہدی و ہادی وی است ای راہ جو — ھم نہان و ھم نشستہ پیش رو

مہدی اور ہادی وہی ہے اے سالک — وہ پوشیدہ بھی اور سامنے بیٹھا بھی ہے

کیا یہ ممکن ہے راندہ درگاہ الہی اور عامی المذھب جو وجود مقدس امام عصر علیہ السلام کا منکر ہو وہ مجتہدین کا تعارف کروائے اور اسلام و قرآن کے معارف کو بیان کرے؟ ہر گز نہیں!

محقق خبیر اور فقیہ روشن ضمیر مرحوم علامہ مجلسی رضوان اللہ تعالی علیہ حصول معرفت کے لئے اور فلاسفہ و حکماء کے گمراہ کنندہ بے بنیاد من گھڑت نظریات سے اجتناب کے لئے خاندان عصمت و طہارتؑ کے ساتھ تمسک و توسل کو ضروری سمجھتے ہیں اپنے رسالہ

اعتقادات و سیر و سلوک کے ص ۴۴ پر لکھتے ہیں۔

"ثُمَّ اِنَّهُمْ صَلَوٰاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ تَرَكُوا بَيْنَنَا اَخْبَارَهُمْ فَلَيْسَ لَنَا فِى هٰذَا الزَّمَانِ اِلَّا التَّمَسُّكُ بِاَخْبَارِهِمْ وَ التَّدَبُّرُ فِى آثَارِهِمْ . فَتَرَكَ اَكْثَرُ النَّاسِ فِى زَمَانِنَا آثَارَ اَهْلِ بَيْتِ نَبِيِّهِمْ وَ اسْتَبَدُّوا بِآرَائِهِمْ ، فَمِنْهُمْ مَنْ سَلَكَ مَسْلَكَ الْحُكَمَاءِ الَّذِينَ ضَلُّوا وَ اَضَلُّوا وَلَمْ يَقِرُّوا بِنَبِيٍّ وَ لَمْ يُؤْمِنُوا بِكِتَابٍ ، وَاعْتَمَدُوا عَلٰى عُقُولِهِمُ الْفَاسِدَةِ وَ آرَائِهِمُ الْكَاسِدَةِ ، فَاتَّخَذُوهُمْ اَئِمَّةً وَ قَادَةً ، فَهُمْ يُأَوِّلُونَ النُّصُوصَ الصَّرِيحَةَ الصَّحِيحَةَ عَنْ اَئِمَّةِ الْهُدٰى ، بِاَنَّهُ لَا يُوَافِقُ مَا ذَهَبَ اِلَيْهِ الْحُكَمَاءُ ، مَعَ اَنَّهُمْ يَرَوْنَ اَنَّ دَلَائِلَهُمْ وَ شُبَهَهُمْ لَا يُفِيدُ ظَنًّا وَ لَا وَهْمًا بَلْ لَيْسَ اَفْكَارُهُمْ اِلَّا كَنَسْجِ الْعَنْكَبُوتِ ، وَ اَيْضًا يَرَوْنَ تَخَالُفَ اَهْوَائِهِمْ وَ تَبَايُنَ آرَائِهِمْ ، فَمِنْهُمْ مَشَّائِيُّونَ وَمِنْهُمْ اِشْرَاقِيُّونَ ، فَلَمَّا يُوَافِقُ رَأْىُ اَحَدِ الطَّائِفَتَيْنِ رَأْىَ الْآخَرِ ، وَ مَعَاذَ اللّٰهِ اَنْ يَتَّكِلَ النَّاسُ عَلٰى عُقُولِهِمْ فِى اُصُولِ الْعَقَائِدِ ، فَيَتَحَيَّرُونَ فِى مَرَاتِعِ الْحَيَوَانَاتِ ، وَلَعَمْرِى اَنَّهُمْ كَيْفَ يَجْتَرِؤُنَ اَنْ يُأَوِّلُوا النُّصُوصَ الْوَاضِحَةَ الصَّادِرَةَ عَنْ اَهْلِ بَيْتِ الْعِصْمَةِ وَالطَّهَارَةِ لِحُسْنِ ظَنِّهِمْ بِيُونَانِيٍّ كَافِرٍ لَا يَعْتَقِدُ دِينًا وَ لَا مَذْهَبًا".

ترجمہ:۔ بلاتردید اہل بیت علیہم السلام نے ہمارے لئے بہت ساری احادیث و روایات چھوڑی ہیں پس ہمارے لئے ناروا ہے کہ اس دور میں ہم ان عظیم ہستیوں کی احادیث اور فکر واندیشہ سے تمسک نہ کریں اور ان کے آثار سے استفادہ نہ کریں (لیکن متأسفانہ) ہمارے دور کے اکثر لوگوں نے اہل بیت پیغمبر علیہم السلام کے آثار و فرمائشات کو پس پشت ڈال دیا

ہے اور خود مستبد بالرائے ہو گئے ہیں۔ پس ایک گروہ حکماء کے پیچھے چل نکلا حکماء اور فلاسفہ جو "خد گمراہ ہیں اور دوسروں کو گمراہ کرنے والے ہیں (ضال و مضل) اور کسی پیغمبر کے معتقد نہیں اور کسی کتاب پر ایمان نہیں رکھتے ہیں فقط اپنے فاسد افکار اور اپنی بے وقعت آراء پر اعتماد کرتے ہیں کچھ لوگوں نے انہیں اپنا امام منتخب کر لیا ہے اور آئمہ اطہار علیہم السلام کی صدر در صد واضح و صحیح اخبار و روایت کی محض اس لئے تاویل کرتے ہیں کہ وہ حکماء کے نظریے کے موافق نہیں ہیں۔ جبکہ وہ دیکھ رہے ہیں کہ ان کے دلائل و شبہات نہ مفید ظن ہیں اور نہ مفید وہم بلکہ انکے افکار تار عنکبوت سے بھی زیادہ ضعیف ہیں۔ نیز وہ دیکھ رہے ہیں کہ ان کے ذہنی میلانات مختلف اور ایک دوسرے سے ہم آہنگ نہیں ہیں اور ان کے نظریات میں تباین و ناسازگاری موجود ہے کیونکہ فلاسفہ کا ایک گروہ مشائی کہلاتا ہے جبکہ دوسرا اشراقی ہے اور ان دونوں گروہوں کی رائے اور فکر میں بعد مشرقین ہے ایسے لوگوں سے پناہ بخدا جو اصول عقائد میں بھی عقل و فکر پر بھروسہ کرتے ہیں۔ وہ حیوانات کی مانند چراگاہوں میں سرگردان پھرتے ہیں۔ مجھے اپنی زندگی کی قسم یہ لوگ کیسے جرات کرتے ہیں کہ واضح نصوص اور اہل بیت عصمت و طہارت علیہم السلام سے صحیح طور پر صادر ہونے والی روایات کو ایک فلسفی کی خوش گمانی کے لئے توجیہ و تاویل کرتے ہیں جو کسی مذہب و دین کا معتقد نہیں ہے۔

محقق عالی قدر مرحوم آیت اللہ العظمی آقا میرزا مہدی اصفہانی کے حضرت حجۃؑ کے حضور شرفیاب ہونے کا واقعہ جو اسی کتاب کے ص ۱۸۹ پر تحریر ہے اس میں حضرت ولی عصر ارواحنا فداہ سے یہ عبارت نقل ہوئی ہے۔

" طَلَبُ الْمَعَارِفِ مِنْ غَيْرِ طَرِيقِنَا اَهْلَ الْبَيْتِ مُسَاوِقٌ لِاِنْكَارِنَا".

ترجمہ:۔ معارف اسلامی ہم اہل بیتؑ کے علاوہ کسی اور سے حاصل کرنا گویا ہمارا انکار کرنا ہے۔

آیا محی الدین ابن عربی ناصبی جو متوکل جیسے غاصب خلافت اور مجرم کو خلافت ظاہری و باطنی اور روحانی کمالات میں امیر المومنین اور امام حسن علیہما السلام کے ہم پلہ قرار دیتا ہے۔ وہ شناخت خدا اور معرفت پیغمبر و آئمہ اطہار کے لئے نمونہ و کسوٹی بن سکتا ہے؟ کیا وہ موحدین کا پیشوا اور کتاب و عترت کا عارف ہوسکتا ہے؟ ہرگز و ہرگز نہیں۔ گرانقدر عالم دین اور محدث عالی مقام مرحوم مرزا حسین نوری رضوان اللہ تعالی علیہ اپنی کتاب مستدرک الوسائل کی تیسری جلد کے ص ۴۲۲ پر ملا صدرا شیرازی اور محی الدین عربی سے متعلق کچھ مطالب بیان فرماتے ہیں جس کا ترجمہ یہ ہے۔

محمد بن ابراہیم شیرازی المعروف ملاصدرا مفاہیم فلسفہ کا محقق صوفیاء کے دعوؤں کو رواج دینے والا ہے اور اس سے زیادہ اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ اس کی کچھ مشہور کتابیں۔ اس نے اپنی کتب میں فقہاء اور حاملین دین مبین پر لعن و تشنیع کی ہے اور انہیں جاہل اور دانشوروں کے زمرہ سے خارج قرار دیا ہے اور اس کے برعکس ابن عربی مصنف فتوحات کی تعریف کی ہے اپنی کلام میں ایسے توصیفی کلمات ذکر کئے ہیں کہ اس ایک کے علاوہ کسی بھی عالم ربانی کو راسخ العقیدہ اور ان تعریفات کا سزاوار نہیں سمجھا جبکہ علماء عامہ اور ناصبیوں میں سے کوئی بھی اس ابن عربی سے زیادہ ناصبی (یعنی علی و اولاد علی علیہم السلام کا دشمن تر) نہیں ہے اسی نے اپنی کتاب فتوحات میں بعض قطب و ابدال کے حالات میں لکھا ہے وہ کہتا ''ان قطب میں سے بعض وہ ہیں جن کو ظاہری خلافت کی طرح باطنی خلافت بھی حاصل ہے وہ مقام و منزلت کے لحاظ سے ابوبکر' عمر' عثمان' علی' معاویہ بن یزید' عمر بن

عبدالعزیز اور متوکل باللہ جیسے ہیں۔ متوکل عباسی جسے محی الدین عربی نے اقطاب و ابدال میں سے شمار کیا ہے اور اس کے لئے خلافت ظاہریہ اور باطنیہ کا اقرار کیا ہے وہ شخص ہے جس کے بارے میں جلال الدین سیوطی (جو کہ خود متعصب ترین سنی) نے اپنی کتاب تاریخ الخلفاء میں تصریح کی ہے کہ اس نے ۲۳۶ھ میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر مبارک کو اور اس کے اردگرد کے مکانات کو ویران کرنے کا حکم دیا اور حکم دیا کہ اس جگہ کاشتکاری کی جائے اور لوگوں کو حضرت امام حسینؑ کی زیارت سے روک دیا اور وہاں فصل بوئی لیکن وہ جگہ صحراء کی مانند باقی رہی متوکل دشمنی اہلبیتؑ اور تعصب میں شہرت رکھتا تھا۔

اور محی الدین عربی نے اپنی کتاب فتوحات میں علی الاعلان کہا ہے کہ گمراہیوں کی بنیاد شیعہ ہیں جو مخصوص ریاضتیں کرتے ہیں اور اپنی کتاب ''مسامرۃ الابرار'' میں صراحتاً کہا ہے کہ رجبیّون ایک ایسا گروہ ہے جو ریاضت کرتے ہیں اور اس ریاضت کے آثار یہ ہیں ان کو شیعہ خنزیر کی صورت میں نظر آتے ہیں۔ نیز فتوحات میں تصریح کی ہے کہ عمر بن خطاب مقام عظیم عصمت پر فائز تھا۔ اس کے علاوہ اور بہت سارے ایسے نظریات ہیں جو صد در صد دلالت کرتے ہیں کہ محی الدین عربی ناصبی ترین سنی تھا۔ لیکن اس کے باوجود ایک شیعہ (ملا صدرا) اس کے حق میں یہ کہے کہ وہ ایک محقق عارف باللہ ہوتے ہوئے جو غلط اور بے ہودہ بات نہیں کہتا یہ کیسے ممکن ہے کہ ایسی تعبیرات اور القاب اس کو اس کے لئے اور اس کے ہمنواؤں کے لئے جائز سمجھتا ہو؟

حضرت آیت اللہ العظمی آقا سید شہاب الدین النجفی المرعشی اپنی کتاب احقاق الحق کی پہلی جلد کے ص ۱۸۳ سے ۱۸۵ تک کے حاشیہ پر تصوف کی مصیبت کو اسلام پر آنے

والے مصائب میں سے سب سے بڑی مصیبت اور دین کی بنیاد کو خراب کرنے والا سمجھتے ہیں اور لکھتے ہیں۔

"وَوَّلُوا نُصُوصَ الْكِتَابِ وَالسُّنَةِ وَ خالفُوا الْاَحْكَامَ الْفِطْرِيَّةِ الْعَقْلِيَّة وَالْتَزَمُوا بِوَحْدَةِ الْوُجُود بَلِ الْمَوْجُود".

ترجمہ:۔ انہوں نے قرآن وسنت کی صد درصد واضح اور صریح نصوص کی تاویل کی اور فطرت وعقلی احکام کی مخالفت کی اور وحدت الوجود بلکہ وحدت الموجود جیسے باطل نظریہ کے معتقد ہوئے۔

پھر وہ مصباح الشریعہ جیسی کتابوں کو جو صوفیوں کے خودساختہ ناروا اور بے بنیاد مطالب سے بھری پڑی ہیں ان کتابوں میں شمار کرتے ہیں جو متصوفہ کی گھڑی ہوئی ہیں اور گمراہ لوگوں کی وراثت ہے۔

"عَصَمَنَا اللّٰهُ وَ اِيَّاكُم مِنْ تَسْوِيلاتِ نَسْجَةِ الْعِرْفَان وَ حَيكَةِ الْفَلْسَفَة وَالتَّصَوف وَ جَعَلَنَا وَ اِيَّاكُمْ مِمَّنْ اَنَاخَ الْمَطِيَّة بِاَبْوَابِ اَهْلِ بَيْتِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ وَ آلِهِ وَ سَلَّمَ وَلَمْ يَعْرِفْ سِوَاهُمْ".

☆☆☆☆☆

ثقۃ الاسلام مرحوم کلینی اعلی اللہ مقامہ نے اپنی کتاب اصول کافی میں ایک باب اس عنوان کے ساتھ تشکیل دیا ہے۔

"اَنَّهُ لَيْسَ شَيْئٌ مِنَ الْحَقِّ فِى يَدِ النَاسِ اِلَّا مَا خَرَجَ مِنْ عِنْدِ الْاَئِمَّة عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَ اَنَّ كُلَّ شَيْئٍ لَمْ يَخْرُجْ مِنْ عِنْدِهِمْ فَهُوَ بَاطِلٌ".

ترجمہ:۔ یعنی لوگوں کے پاس حق نام کی کوئی شئی نہیں ہے سوائے اس کے جوان کے آئمہ معصومین علیہم السلام کی طرف سے حاصل ہوا ہے اور ہر وہ شئی جوان معصومینؑ کی طرف سے نہ ہو وہ باطل ہے۔ اس باب میں کلینی نے کچھ احادیث ذکر کی ہیں ہم ان میں سے دو حدیثیں ذکر کرنے پر اکتفاء کرتے ہیں جن کی سند کو علامہ مجلسی رضوان اللہ تعالی علیہ نے صحیح قرار دیا ہے۔

۱۔ قَالَ اَبُو جَعْفَر عَلَيْهِ السَّلاٰم لِسَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ وَالْحَكَمِ بْنِ عُتَيْبَةَ شَرِّقَا وَ غَرِّبَا فَلاٰ تَجِدَانِ عِلْماً صَحِيحاً اِلاّ شَيْأً خَرَجَ مِنْ عِنْدِنَا اَهْلَ الْبَيْتِ".

ترجمہ:۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے "سلمہ بن کھیل" اور حکم بن عتیبہ جو کہ ہر دو عامہ کے فقہاء بھی تھے اور اہل بیت علیہم السلام کے مورد لعنت و ملامت تھے اور ناپسندیدہ تھے ان سے حضرت نے فرمایا: تم مشرق سے مغرب تک دوڑ لو یعنی زمین کے جس خطہ میں بھی چلے جاؤ اور علم حاصل کرنے کی کوشش کرو تو صحیح علم ہم خاندان عصمت کے علاوہ کسی اور جگہ سے میسر نہ ہوگا۔

مرحوم علامہ مجلسی اعلی اللہ مقامہ نے مرآۃ العقول کی چوتھی جلد کے ص ۳۰۹ پر اس حدیث کو رجال کشی کے نقل کے مطابق امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی سمجھا ہے۔

۲۔ عَنْ اَبِى بَصِيرٍ قَالَ: اَنَّ الْحَكَمَ بْنَ عُتَيْبَةَ مِمَّنْ قَالَ اللّٰهُ "وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ مَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ". فَلْيُشَرِّقِ الْحَكَمُ وَ لْيُغَرِّبْ، اَمَا وَاللّٰهِ لاٰ يُصِيبُ الْعِلْمَ اِلاّ مِنْ اَهْلِ بَيْتٍ نَزَلَ عَلَيْهِمْ جَبْرَئِيلُ..

ترجمہ:۔ ابو بصیر نے روایت کی ہے کہ اس نے کہا امام محمد باقر علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا حکم بن عتیبہ ان لوگوں میں سے ہے جن کے بارے اللہ تعالی نے فرمایا: لوگوں میں سے ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں ہم اللہ پر ایمان لائے ہیں اور آخرت پر ایمان لائے ہیں حالانکہ وہ مومن نہیں ہیں۔

''حکم'' مشرق سے مغرب تک دوڑ لگائے خدا کی قسم وہ علم حاصل نہیں کر پائیگا مگر اہل بیت علیہم السلام سے کہ جبرائیل جن پر نازل ہوا کرتا ہے۔

☆☆☆

فصل دوم

امام زمانہ علیہ السلام کی معرفت

گذشتہ مطالب کی روشنی میں معلوم ہو گیا ہے کہ محبت کے حاصل کرنے اور امام عصر علیہ السلام کے دیدار کی لیاقت پیدا کرنے کا اصلی راستہ آنجناب کی معرفت ہے اور معرفت حاصل کرنے کا صحیح طریقہ صرف اور صرف کتاب وسنت ہے۔ پس آیات وروایات کا مطالعہ کرنا چاہیے تاکہ دقیق نکات کی شناخت ہو سکے۔

وہ آیات وروایات جو حضرت حجۃ بن الحسن ارواحنا فداہ کے مقام والا کی عظمت کے بارے میں ہیں اور اس بزرگوار کے فضائل وکمالات کے تمام پہلوؤں کو شامل ہیں بہت زیادہ اور وسیع ہیں بلکہ تواتر تک پہنچتی ہیں۔ اس کتاب میں نقل کرنے کی گنجائش نہیں اور ان سے بذات خود کئی ضخیم کتب تالیف ہو سکتی ہیں۔ ان سب کے تعین شکل ہے چہ برسد کہ ان کی تحلیل وتشریح کی جائے لہذا یہاں پر ان میں سے کچھ حصہ کی باب بندی کر کے ایک قسم کی فہرست نقل کرنے پر اکتفاء کرتے ہیں اور ہر باب میں صرف دو احادیث بطور نمونہ نقل کرنے پر قناعت کرتے ہیں۔

اولین مخلوق

پہلا گروہ:۔

وہ روایات جو دلالت کرتی ہیں کہ نور مقدس وجود امام عصر سلام اللہ علیہ اور رسول اکرمؐ اور دیگر آئمہ علیہم السلام کے پاکیزہ انوار اللہ تعالی کی سب سے پہلی مخلوق ہیں۔ تخلیق کائنات کی علت غائی اور اس کی پیدائش کا سبب اصلی ہیں۔

پہلی حدیث:۔

محدث مرحوم علامہ سید ہاشم حسینی بحرانی قدس سرہ مدینۃ المعاجز کے ص ۱۵۳ پر ام سلمی سے نقل کرتے کہتے ہیں۔

"قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهَ وَ آلِهِ وَ سلّم لَمّا اسری بی اِلَى السَّماء نَظَرْتُ فَإِذاً مَكْتُوبٌ عَلَى الْعَرْشِ "لا اِلَهَ اِلاَّ اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ اَيَّدْتُهُ بِعَلِّيٍ" وَرَأَيْتُ اَنْوارَ عَلِّيٍ وَ فاطِمَة وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ وَ اَنْوارَ عَلِّيِ بْنِ الْحُسَيْنِ وَ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِّيٍ وَ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَ مُوسٰى بْنِ جَعْفَرٍ وَ عَلِّي بْنِ مُوسٰى وَ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِّيٍ وَ عَلِّيِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِّيٍ وَ رَاَيْتُ نُورَ الْحُجَّة يَتَلا لابُيُنَهُم كَانَّهُ كَوكَبٌ دُرِّىٌّ فَقُلْتُ: يا رَبّ مَنْ هٰذا وَ مَنْ هٰؤلاء؟

فَنُودِیتُ یا مُحَمَّد هٰذا نُورُ الائِمَّة مِنْ وُلْدِکَ الْحَسَیْن مُطَهَّرُوْنَ مَعْصُومُون وَ هٰذٰا نُورُ الْحُجَّة یَمْلأَ الْاَرْضَ قِسطاً و عَدْلاً کَما مُلِئَتْ جَوْراً وَ ظُلْماً"۔

ترجمہ:۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب (سب معراج خداوند تعالی) مجھے آسمان پر لے گیا میں نے عرش پر لکھا ہوا دیکھا "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ایدتہ بعلی ونصرتہ بعلی" کہ اللہ کے سوا کوئی سزاوار عبادت نہیں ہے محمد اللہ کے رسول ہیں اس کی میں نے علیؑ کے ذریعہ تائید کی اور علیؑ کے ذریعہ مدد کی اور میں نے انوار مقدسہ حضرت علی، فاطمہ، حسن، حسین، علی بن الحسین، محمد بن علی، جعفر بن محمد، موسی ابن جعفر، علی بن موسی، محمد بن علی، علی بن محمد، حسن بن علی صلوات اللہ علیہم اجمعین دیکھے اور نور پاک حجۃ بن الحسن علیہ السلام کو دیکھا جو کوکب دری کی طرح ان سب کے بیچ میں درخشاں تھا۔ میں نے عرض کیا بار الہا یہ نور کس کا ہے؟ اور یہ دیگر نور کن کے ہیں۔ میرے کان میں آواز آئی اے (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یہ علی و فاطمہ کے نور ہیں۔ یہ تیرے دو فرزند حسن و حسین کا نور ہے اور یہ نور تیرے فرزند حسین کی اولاد سے آئمہ معصومین کے نور ہیں اور یہ نور حجۃ خدا کا ہے جو زمین کو عدل وانصاف سے اس طرح پر کرے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے پر تھی۔

دوسری حدیث:۔

محقق با بصارت اور محدث باخبر شیخ صدوق رحمۃ اللہ علیہ کتاب کمال الدین کی دوسری جلد کے باب تینتیسویں باب ص ۳۳۵ پر اپنی سند کے ساتھ مفضل بن عمر سے روایت کرتے ہیں۔ کہتے ہیں۔

"قَالَ الصَّادِقُ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَلَیْهِمَا السَّلَامُ: اِنَّ اللّٰه تَبارَکَ وَ تَعالٰی

خَلَقَ اَرْبَعَةَ عَشَرَ نُوراً قَبْلَ خَلْقِ الْخَلْقِ بِاَرْبَعَةِ عَشَرَ اَلْفَ عَامٍ ' فَهِیَ اَرْوَاحُنَا ' فَقِيلَ لَهُ: يَا ابْنَ رَسُولِ اللّٰهِ وَ مَنِ الْاَرْبَعَةَ عَشَرَ؟ فَقَالَ: مُحَمَّدٌ وَ عَلِيٌّ وَ فَاطِمَةُ وَالْحَسَنُ وَ الْحُسَيْنُ وَ الْاَئِمَّةُ مِنْ وُلْدِ الْحُسَيْنِ ' آخِرُهُمُ الْقَائِمُ الَّذِی يَقُومُ بَعْدَ غَيْبَتِهِ فَيَقْتُلُ الدَّجَّالَ وَ يُطَهِّرُ الْاَرْضَ مِنْ كُلِّ جَوْرٍ وَ ظُلْمٍ".

ترجمہ:۔ حضرت صادق جعفر بن محمد علیہم السلام نے فرمایا: خداوند تبارک وتعالی نے تمام مخلوقات کی آفرینش سے چودہ ہزار سال قبل چودہ نور خلق کیے تھے اور وہ ہماری ارواح پاکیزہ تھیں۔ حضرت سے پوچھا گیا اے فرزند رسول اللہ وہ چودہ نور کون کون ہیں؟ آپ نے فرمایا وہ محمدؐ، علیؑ، فاطمہ حسنؑ، حسینؑ اور حسینؑ کی اولاد سے جو امام علیہم السلام ہیں ان میں سے آخری قائم علیہ السلام ہے۔ وہ وہ ہے جو اپنی غیبت کے بعد قیام کرے گا اور اس وقت دجال کو قتل کرے گا اور زمین کو ظلم وستم سے پاک کرے گا۔

اب آپ کو دقت سے دیکھنا اور سوچنا چاہیے کہ آپ کے زمانہ کا امام کون ہے اور کتنا بلند مقام ومنزلت رکھتا ہے۔ آنحضرت کی ذات پاک خداوند متعال کی سب سے پہلی مخلوق ہے بقیہ تمام عالم ملک وملکوت اور سب مخلوقات جن وانس اور فرشتے مختصر تمام موجودات ان ذوات مقدسہ کی خاطر پیدا کئے ہیں۔ اگر یہ اور اس کا خاندان ولایت نہ ہوتا تو کوئی شئی خلق نہ ہوتی۔

خلاصہ یہ کہ اگر یہ خلق نہ ہوتے تو مخلوقات عالم ملک، ملکوت میں ذرہ بھر شئی لباس ہستی زیب تن نہ کر سکتی اور فیض وجود تک رسائی حاصل نہ کر سکتی۔

☆☆☆

اعمال و عبادات کے قبول ہونے کی شرط

دوسرا گروہ:۔

وہ اخبار ہیں جو دلالت کرتی ہیں کہ اعمال و عبادات کے قبول ہونے کی شرط حضرت بقیۃ اللہ ارواحنا فداہ اور ان کے آباء واجداد و طاہرین سے محبت و وِلایت ہے اس کے بغیر کسی ایک سے کوئی بھی عبادت شرف قبولیت نہیں پاسکتی اور جو شخص اس عظیم نعمت سے تہی دامن ہے وہ قطعی طور پر جہنمی ہے یعنی قیامت کے دن وہ کفار کی صف میں کھڑے ہونگے ۔اللہ تعالی ان کو آتش جہنم میں پھینکے گا۔اگر چہ انہوں نے ساری زندگی نماز، روزہ اور اپنا سارا مال اللہ کی راہ میں صدقہ کر دیا ہو اور صفا و مروہ کے درمیان بلا جرم و خطاء مظلوم مارا گیا ہو۔

پہلی حدیث:۔

عالی مرتبت محدث مرحوم' شیخ محمد بن ابراہیم نعمانی' اعلی اللہ مقامہ اپنی کتاب ' کتاب الغیبۃ' کے ص ۹۳ پر اپنی سند کے ساتھ حدیث کو نقل کرتے ہیں۔

"قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلّی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلّم انّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ اَوحیٰ اَلیَّ لَیلَۃ

اَسریٰ بي: یا مُحَمَّد مَنْ خَلَّفْتَ فِي الْاَرْضِ فی اُمَّتِکَ. وَ هُوَ اَعْلَم بِذٰلِکَ قُلْتُ: یا رَبِّ اَخِي، قالَ یا مُحَمَّد عَلِي ابن ابی طالِب؟ قُلْتُ نَعَمْ یا رَبِّ قالَ یا مُحَمَّد اِنِّي. اِطَّلَعْتُ اِلَی الْاَرْضِ اِطِّلاعَةً فَاَخْتَرْتُکَ مِنهٰا فَلاٰ اُذْکَرُ حَتّٰی تُذْکَرَ مَعِي فَانَا الْمَحْمُودُ و اَنتَ مُحَمَّد ثُمَّ اِطَّلَعْتُ اِلَی الْاَرْضِ اِطِّلاعَةً اُخریٰ فَاَخْتَرْتُ مِنهٰا عَلِیَّ بْنَ اَبی طٰالِبٍ فَجَعَلْتُهُ وَ صِیِّکَ، فَاَنْتَ سَیِّدُ الْاَنْبِیٰاء وَ عَلِیٌّ سَیِّدُ الْاَوْصِیٰاء، ثُمَّ شَقَقْتُ لَهُ اِسْماً مِنْ اَسْمٰائي فَاَنَا الْاَعْلٰی وَ هُوَ عَلِيٌّ یا مُحَمَّد اِنّی خَلَقْتُ عَلِیًّا و فٰاطِمَةَ و الحَسَنَ و الحُسَیْنَ و الائمَّةَ مِنْ نُورٍ واحِدٍ، ثُمَّ عَرَضْتُ وِ لاٰ یَتَهُمْ عَلَی المِلاٰئِکَةِ فَمَنْ قَبِلَهٰا کٰانَ مِنَ الْمُقَرَّبین، وَ مَنْ جَحَدَهٰا کٰان مِنَ الْکٰافِرِینَ، یا مُحَمَّد لَوْ اَنّ عَبداً مِنْ عِبٰادي عَبَدنی حَتّی یَنْقَطِعَ، ثُمَّ لَقِیَني جٰاحِداً لِوِ لاٰ یَتِهِمْ، اَدْخَلْتُهُ نٰاری ثُمَّ قٰالَ: یا مُحَمَّد اتُحِبُّ اَنْ تَراهُمْ؟ فَقُلْتُ: نَعَمْ فَقٰالَ: تَقَدَّمْ اَمٰامَکَ فَتَقَدَّمْتُ اَمٰامی فَاِذاً، عَلِي ابْنِ اَبي طٰالِبٍ، والحَسَن وَالحُسَیْن وَ عَلِي ابْن الحُسَیْنِ، وَ مُحَمَّد ابْن عَلِي، عَلِي ابْن مُحَمَّد، وَ جَعْفَر ابْن مُحَمَّد وَ مُوسیٰ ابْن جَعْفَرٍ، وَ عَلِي ابْن مُوسیٰ، وَ مُحَمَّد ابْن عَلِي، عَلِي ابْن مُحَمَّد والحَسَن ابْن عَلِي، والحُجَّة القٰائم کَانَّهُ الْکَوْکَبُ الْدُّرِیّ فی وَسَطِهِمْ فَقُلْتُ: یٰا رَبِّ مَنْ هٰؤلاٰء؟ قٰالَ: هٰؤلاٰء الائمَّة، وَ هٰذَا القٰائِمُ مُحَلِّلُ حلاٰلی وَ مُحَرِّمُ حَرٰامی، وَ یَنْتَقِمُ مِنْ اَعْدٰائی، یٰا مُحَمَّد اَحببهُ فَاِنّی اُحِبُّهُ، وَ اُحِبُّ مَنْ یُحِبُّهُ".

ترجمہ:۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس رات اللہ تعالی مجھے معراج پر لے گیا اس نے مجھے وحی کی۔اے محمد زمین پر آپ اپنی امت میں کس کو اپنا جانشین مقرر کر کے آئے ہو۔جبکہ اللہ تعالی اس چیز پر زیادہ مطلع تھا۔میں نے عرض کیا بارالہا! اپنے بھائی کو۔اللہ تعالی نے فرمایا۔اے محمدؐ علی بن ابیطالب کو؟ میں نے عرض کیا 'ہاں' اے پروردگار! اللہ تعالی نے فرمایا اے محمد حقیقت یہ ہے کہ میں نے زمین پر نظر عنایت ڈالی اور اس پر تجھے منتخب کیا پس میں کہیں بھی یاد نہیں کیا جاؤنگا مگر یہ کہ تیرا نام ساتھ ہوگا کیونکہ میں محمود ہوں اور آپ محمد ہیں۔پھر زمین پر دوسری دفعہ خاص توجہ کی تو اس پر سے علی بن ابی طالب کو چنا۔پس اس کو آپکا وصی اور جانشین مقرر کیا۔پس آپ پیامبروں کے سردار اور آقا ہیں اور علی اوصیاء کا سردار ہے' پھر اس کے بعد میں نے اپنے ناموں میں سے ایک نام مشتق کر دیا میں اعلی ہوں اور وہ علی ہے۔اے محمد بے شک علی' فاطمہ' حسن' حسین اور تمام آئمہ کو میں نے ایک نور سے خلق کیا پھر ان کی ولایت کو فرشتوں کے سامنے پیش کیا۔جس نے ان کی ولایت کو قبول کرلیا وہ میرا قریبی بن گیا اور جس نے ان کی ولایت کا انکار کیا وہ کافر ہوگا۔

اے محمد! اگر میرے بندوں میں کوئی بندہ میری عبادت کرتے ہوئے ریزہ ریزہ ہوجائے اور جس کے اعضاء ٹکڑے ٹکڑے ہوجائیں اور اسی حالت میں مرجائے لیکن اگر وہ آئمہ کی ولایت کا منکر ہے میں اسے آتش جہنم میں پھینکوں گا۔

پھر فرمایا اے محمد کیا آپ پسند کرتے ہیں کہ ان پاکیزہ ہستیوں کو دیکھیں؟ میں نے عرض کیا ہاں! اللہ تعالی نے فرمایا آگے بڑھو میں تھوڑا سا آگے بڑھا تو میں نے علی بن

ابی طالب، حسن وحسین، علی بن حسین، محمد بن علی، جعفر بن محمد، موسی بن جعفر، علی بن موسیٰ، محمد بن علی، علی بن محمد، حسن بن علی، اور حضرت حجۃ قائم سلام اللہ علیہم اجمعین کو دیکھا جو ان سب کے درمیان کوکب دری کی مانند درخشاں تھا۔

میں نے عرض کیا خدایا یہ کون ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ سب امام ہیں اور ان کے درمیان یہ قائم ہے جو میرے حلال کو حلال کرنے والا۔ اور میرے حرام کو حرام قرار دینے والا ہے اور میرے دشمنوں سے انتقام لینے والا ہے۔ اے محمد اس کو دوست رکھ کہ میں اسے دوست رکھتا ہوں اور ہر وہ جو اس سے محبت کریگا میں اسے دوست رکھوں گا۔

دوسری حدیث:۔

محقق عالی قدر مرحوم سید ہاشم حسینی بحرانی تفسیر برہان کی چوتھی جلد کے ص ۱۴۰ پر رسول خداؐ سے آیہ مبارکہ (جعلها كلمة باقيةً في عقبه) کے ذیل میں ایک روایت نقل فرماتے ہیں۔ "جَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ".

یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے قول کو باقی رکھا اس کی نسل میں۔ (سورہ زخرف۔ آیہ ۲۸)

"جَعَلَ الائِمَّةَ فِي عَقِبِ الحُسَيْنِ يَخْرُجُ مِنْ صُلْبِهِ تِسْعَةٌ مِنَ الائِمَة وَ مِنْهُمْ مَهْدِيُّ هٰذِهِ الاُمَّة، ثُمَّ قَالَ: لَوْ اَنَّ رَجُلاً طَعَنَ بَيْنَ الرُّكْن وَالْمَقَام ثُمَّ لَقِيَ اللّهَ مُبْغِضاً لِأَهْلِ بَيْتِي دَخَلَ النَّار".

ترجمہ:۔ خداوند کریم نے امام حسین علیہ السلام کی نسل میں سے امام بنائے آنحضرت علیہ السلام کی صلب مبارک سے امام آئیں گے کہ ایک ان میں سے مہدی ہے۔ پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر کوئی شخص طواف بیت اللہ کرتے ہوئے رکن ومقام

ابراہیم کے درمیان مرجائے اور وہ میرے اہلبیت سے دشمنی رکھتا ہو اس کو آتش جہنم میں ڈالا جائیگا۔

اب آپ دقت سے سوچیں کہ یہ ولی عصر علیہ السلام کتنی عظمت کے مالک ہیں اور ذات اقدس حق تعالی سے کس حد تک نزدیک ہیں کہ ان سے مہر وولا کے بغیر عبادت ذرہ بھر ارزش ووقعت نہیں رکھتی ہے ہر وہ جو آنخضرت کی مودّت اور آپ سے محبت وولاء نہ رکھتا ہو یقینی طور پر جاہلیت کی موت مرے گا اور جہنم کا ایندھن بنے گا۔ امام زمانہ علیہ السلام کی زیارت میں ہم پڑھتے ہیں۔

"اَشْهَدُ اَنَّ بِوَلَایَتِکَ تُقْبَلُ الْاَعْمَالُ وَ تُزَکّی الْاَفْعَالُ وَ تُضَاعَفُ الْحَسَنَاتُ وَ تُمْحَی السَّیِّئَاتِ، فَمَنْ جَآءَ بِوَلَایَتِکَ وَاعْتَرَفَ بِاِمَامَتِکَ، قُبِلَتْ اَعْمَالُهُ وَ صُدِّقَتْ اَقْوَالُهُ وَ تَضَاعَفَتْ حَسَنَاتُهُ وَ مُحِیَتْ سَیِّاتُهُ، وَ مَنْ عَدَلَ عَنْ وَلَایَتِکَ وَ جَهِلَ مَعْرِفَتَکَ وَاسْتَبْدَلَ بِکَ غَیْرَکَ، کَبَّهُ اللّٰهُ عَلٰی مِنْخَرِهِ فِي النَّارِ وَلَمْ یَقْبَلِ اللّٰهُ لَهُ عَمَلاً وَلَمْ یُقِمْ لَهُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَزْناً".

ترجمہ:۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ تحقیق تیری ہی ولایت کے ذریعے لوگوں کے اعمال قبول ہوتے ہیں اور لوگوں کا کردار اور رفتار اور اخلاق کا تزکیہ ہوتا ہے اور لوگوں کے نیک اعمال کا ثواب چندیں برابر ہو جاتا ہے اور ان کے گناہ مٹ جاتے ہیں۔

پس ہر وہ شخص جو آپ سے محبت وولایت رکھے اور آپ کی امامت کا اعتراف اور ایمان رکھے تو جب وہ محشور ہوگا تو اس کے تمام اعمال قبول ہو چکے ہوں اور اس کی کلام کی تصدیق کی گئی ہوگی۔ نیک کاموں کا اجر چندین گناہ زیادہ ہو چکا ہوگا اور اس کے گناہ بخشے جا

چکے ہونگے اور ہر وہ شخص جو آنحضرت کی امامت وولایت سے روگردان ہوگا اور آپ کی معرفت ومنزلت سے جاہل ہوگا اور تجھے نہ پہچانتا ہوگا اور تیری جگہ پر کسی اور کو رہبر چن چکا ہوگا اللہ تعالی اس کو آتش جہنم میں منہ کے بل پھینکے گا اور اس کا کوئی عمل بھی قبول نہیں ہوگا اور قیامت کے دن میزان میں اس کے اعمال کا کوئی وزن نہیں ہوگا یعنی وہ بغیر حساب وکتاب کے جہنم میں جائیگا۔

☆☆☆

جہانوں کیلئے واسطہ فیض و رحمت

تیسرا گروہ:۔

وہ روایات جو دلالت کرتی ہیں کہ ذات پر عظمت حضرت بقیۃ اللہ اروا حنا فداہ خداوند تبارک وتعالی اور باقی مخلوقات کے درمیان واسطہ فیض ہیں اور آپ کا وجود مقدس تمام اہل جہان کے لئے رحمت عالم و رافت ہیں اور ماسوی اللہ ہم سب کے لیے فیض و رحمت ہیں۔

پہلی حدیث:۔

یہ حدیث لوح فاطمہ علیہا السلام سے ہے کہ جس کو اکثر شیعہ محدثین نے اپنی کتب میں ذکر کیا ہے۔ ان میں شیخ جلیل القدر محمد بن ابراہیم نعمانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب الغیبۃ کے باب چہارم میں ص ۲۶ پر اور فقیہ روشن فکر اور عالی مرتبت شیخ مفید رضوان اللہ علیہ نے اپنی کتاب الاختصاص کے ص ۲۱۰ اور مرحوم شیخ صدوق قدس سرہ نے کمال الدین کے اٹھائیسویں باب میں اور ثقۃ الاسلام کلینی اعلی اللہ مقامہ نے اصول کافی کے باب ما جاء فی الاثنی عشرۃ و النص علیھم میں نقل کیا ہے۔

حدیث لوح فاطمہ سلام اللہ علیہا کا متن کافی کے نسخہ سے نقل کرتے ہیں اور پھر اس کا ترجمہ پیش کریں گے۔

"عَنْ اَبي بَصِيرٍ عَنْ اَبي عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ قَالَ: قَالَ اَبي لِجَابِرِ

بْنِ عَبْدِ اللّـهِ الْاَنْصاري إِنَّ لي اِلَيْکَ حاجَة فَمَتٰى يَخِفُّ عَلَيْکَ اَنْ اَخْلُوَبِکَ فَاَسْئَلکَ عَنْها؟ فَقالَ لَهُ جابِرٌ: اَیَّ الْاَوْقاتِ اَحْبَبْتَهُ فَخَلابِهِ في بَعْضِ الْأَيّامِ، فَقالَ لَهُ: يا جابِرُ أَخْبِرْني عَنِ اللَّوْحِ الَّذي رَأَيْتَهُ في يَدِ اُمّي فاطِمَةَ عَلَيْها السَّلامُ بِنْتِ رَسُولِ اللّهِ، صَلَّى اللّه عَلَيْهِ و آلِهِ، وَ ما اَخْبَرَتْکَ بِهِ اُمّي أَنَّهُ في ذٰلِکَ اللَّوْحِ مَكْتُوبٌ؟ فَقالَ جابِرٌ: اَشْهَدُ بِاللّهِ اَنّي دَخَلْتُ عَلٰى اُمِّکَ فاطِمَةَ عَلَيْها السَّلامُ في حَياةِ رَسُولِ اللّه، صَلَّى اللّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ، وَهَنَّيْتُها بِوِلادَةِ الْحُسَيْنِ وَرَأَيْتُ في يَدَيْها لَوْحاً اَخْضَر، ظَنَنْتُ اَنَّهُ مِنْ زُمُرُّدٍ وَرَأَيْتُ فِيهِ كِتاباً اَبْيَضَ، شِبْهَ لَوْنِ الشَّمْسِ، فَقُلْتُ لَها: بِابي وَ اُمّي يا بِنْتَ رَسُولِ اللّهِ صَلَّى اللّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ، ما هٰذا اللَّوْحُ؟ فَقالَتْ: هٰذا لَوْحٌ اَهْداهُ اللّهُ اِلٰى رَسُولِهِ، صَلَّى اللّه عَلَيْهِ و آلِهِ فيهِ اِسْمُ اَبي وَاسْمُ بَعْلي وَاسْمُ إِبْني وَاسْمُ الْاَوْصِياءِ مِنْ وُلْدي وَاَعْطانِيهِ اَبي لِيُبَشِّرَني بِذٰلِکَ، قالَ جابِرٌ: فَاَعْطَتْنيهِ اُمُّکَ فاطِمَةُ عَلَيْها السَّلامُ، فَقَرَأْتُهُ وَاَسْتَنْسَخْتُهُ، فَقالَ لَهُ اَبي: فَهَلْ لَکَ يا جابِرُ اَنْ تَعْرِضَهُ عَلَيَّ؟ قالَ: نَعَمْ، فَمَشٰى مَعَهُ اَبي اِلٰى مَنْزِلِ جابِرٍ، فَاَخْرَجَ صَحيفَةً مِنْ رِقٍّ، فَقالَ: يا جابِرُ، اُنْظُرْ في كِتابِکَ لِأَقْرَءَ (اَنا) عَلَيْکَ، فَنَظَر جابر في نُسْخَتِهِ فَقَرَأَهُ اَبي، فَما خالَفَ حَرْفٌ حَرْفاً، فَقالَ جابِرٌ: فَاَشْهَدُ بِاللّهِ اَنّي هٰكَذا رَأَيْتُهُ فِي اللَّوْحِ مَكْتُوباً:

بِسْمِ اللّهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحيمِ

هٰذا كِتابٌ مِنَ اللّهِ الْعَزيزِ الْحَكيمِ لِمُحَمَّدٍ نَبِيِّهِ وَ نُورِهِ وَ سَفيرِهِ وَ

حِجابِهِ وَ دَلِيلِهِ نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمينُ مِنْ عِنْدِ رَبِّ الْعالَمينَ ، عَظِّمْ يا مُحَمَّدُ اَسْمائي وَ اَشْكُرْ نَعْمائي وَلا تَجْحَدْ آلائي ، إنّي اَنا اللّهُ لا اِلهَ اِلاّ اَنا ، قاصِمُ الْجَبّارينَ وَ مَديلُ الْمَظْلومينَ وَ دَيّانُ الدّين ، إنّي اَنَا اللّهُ لا اِلهَ اِلاّ اَنا ، فَمَنْ رَجا غَيْرَ فَضْلي اَوْ خافَ غَيْرَ عَدْلي ، عَذَّبْتُهُ عَذاباً لا اُعَذِّبُ بِه اَحداً مِنَ الْعالَمينَ ، فَاِيّاىَ فاعْبُدْ وَ عَلَيَّ فَتَوَكَّلْ ، اِنّى لَمْ اَبْعَثْ نَبيّاً فَاُكْمِلَتْ اَيّامُهُ وَانْقَضَتْ مُدَّتُهُ اِلاّ جَعَلْتُ لَهُ وَصِيّاً ، وَ انّي فَضَّلْتُكَ عَلَى الْأَنْبِياءِ وَفَضَّلْتُ وَصِيَّكَ عَلَى الْأَوْصِياءِ وَاَكْرَمْتُكَ بِشِبْلَيْكَ وَ سِبْطَيْكَ حَسَنٍ وَ حُسَيْنٍ ، فَجَعَلْتُ حَسَناً مَعْدِنَ عِلْمي ، بَعْدَ انْقِضاءِ مُدَّةِ اَبيهِ وَجَعَلْتُ حُسَيْناً خازِنَ وَحْيي وَ اَكْرَمْتُهُ بِالشَّهادَةِ وَ خَتَمْتُ لَهُ بِالسَّعادَةِ ، فَهُوَ اَفْضَلُ مَنِ اسْتُشْهِدَ وَاَرْفَعُ الشُّهَداءِ دَرَجَةً ، جَعَلْتُ كَلِمَتي التّامَةَ مَعَهُ وَ حُجَّتِيَ الْبالِغَةَ عِنْدَهُ ، بِعِتْرَتِهِ اُثيبُ وَ اُعاقِبُ ، اَوَّلُهُمْ عَلِيٌّ سَيِّدُ الْعابِدينَ وَ زَيْنُ اَوْلِيائِيَ الْماضِينَ وَابْنُهُ شِبْهُ جَدِّهِ الْمَحْمودِ مُحَمَّدٌ الْباقِرُ عِلْمي وَالْمَعْدِنُ لِحِكْمَتي ، سَيَهْلِكُ الْمُرتابونَ في جَعْفَرٍ ، الرّادُّ عَلَيْهِ كَالرّادِّ عَلَيَّ ، حَقَّ الْقَوْلُ مِنّي لَاُكْرِمَنَّ مَثْوىٰ جَعْفَرٍ وَ لَاُسُرَّنَّهُ في اَشْياعِهِ ٢ وَ اَنْصارِهِ وَ اَوْلِيائِهِ ، اُتيحَتْ بَعْدَهُ مُوسىٰ فِتْنَةٌ عَمْياءُ حِنْدِسٌ لِاَنَّ خَيْطَ فَرْضي لا يَنْقَطِعُ وَ حُجَّتي لا تَخْفىٰ وَ اَنَّ اَوْلِيائي يُسْقَوْنَ بِالْكَأْسِ الْاَوْفىٰ ، مَنْ جَحَدَ واحِداً مِنْهُمْ فَقَدْ جَحَدَ نِعْمَتي وَ مَنْ غَيَّرَ آيَةً مِنْ كِتابي فَقَدِ افْتَرىٰ عَلَيَّ ، وَيْلٌ لِلْمُفْتَرينَ الْجاحِدينَ عِنْدَ انْقِضاءِ مُدَّةِ مُوسىٰ عَبْدي وَ حَبيبي وَ خِيَرَتي في عَلِيٍّ وَلِيي

وَ نَاصِرِي وَ مَنْ اَضَعُ عَلَيْهِ اَعْبَاءَ النُّبُوَّةِ وَ أَمْتَحِنُهُ بِالاضْطِلاعِ بِهَا ' يَقْتُلُهُ عِفْرِيتٌ مُسْتَكْبِرٌ يُدْفَنُ فِى الْمَدِيْنَةِ الَّتِى بَنَاهَا الْعَبْدُ الصَّالِحُ اِلٰى جَنْبِ شَرِّ خَلْقِي ' حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّي لَاُسُرَّنَّهُ بِمُحَمَّد ابْنُهُ وَخَلِيفَتُهُ مِنْ بَعْدِهِ وَ وَارِثُ عِلْمِهِ فَهُوَ مَعْدِنُ عِلْمي وَ مَوْضِعُ سِرِّي وَ حُجَّتي عَلٰى خَلْقِي ' لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ بِهِ اِلَّا جَعَلْتُ الْجَنَّةَ مَثْوَاهُ وَ شَفَّعْتُهُ فِي سَبْعِينَ مِنْ اَهْلِ بَيْتِهِ كُلُّهُمْ قَدِ اسْتَوْجَبُوا النَّارَ وَ أَخْتِمُ بِالسَّعَادَةِ لِابْنِهِ عَلِّي وَلِيِّي وَ نَاصِرِي وَ الشَّاهِدُ فِي خَلْقِي وَ اَمِيني عَلٰى وَحْيِي ' اَخْرِجُ مِنْهُ الدَّاعِىَ اِلٰى سَبِيلِي وَالْخَازِنَ لِعِلْمي اَلْحَسَنَ وَ اُكَمِّلُ ذٰلِكَ بِابْنِهِ "م ح م د" رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ ' عَلَيْهِ كَمَالُ مُوسٰى وَ بَهَاءُ عِيْسٰى وَ صَبْرُ اَيُّوبَ ' فَيَذِلُّ اَوْلِيَائي فِى زَمَانِهِ وَ تُتَهَادٰى رُؤُوسُهُمْ كَمَا تُتَهَادٰى رُؤُسُ التُّرْكِ وَالدَّيْلَمِ فَيُقْتَلُونَ وَ يُحرَقُونَ وَ يَكُونُونَ خَائِفِينَ مَرْعُوبِينَ وَجِلِينَ ' تُصْبَغُ الْأَرْضُ بِدِمَائِهِمْ وَ يَفْشُوا الْوَيْلُ وَالرَّنَّةُ فِى نِسَائِهِمْ ' اُولٰئِكَ اَوْلِيَائي حَقًّا ' بِهِمْ اَدْفَعُ كُلَّ فِتْنَةٍ عَمْيَاءَ حِنْدِسٍ وَ بِهِمْ اَكْشِفُ الزَّلَازِلَ وَاَدْفَعُ الاصَارَ وَ الْاَغْلَالَ ' اُولٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَ رَحْمَةٌ وَ اُولٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ.

ترجمہ:۔ ابوبصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے۔ حضرت نے فرمایا میرے بابا نے جابر بن عبداللہ انصاری سے فرمایا مجھے تم سے کام ہے کون سا موقع تمہارے لئے آسان ہے کہ فارغ وقت ہو اور میں تم سے ایک موضوع کے بارے سوال کروں۔

جابر نے عرض کیا ہر وقت جب آپ پسند فرمائیں۔ آخر کار جابر کے ساتھ ایک

دن تنہائی میں بیٹھے اور اس سے فرمایا اے جابر! مجھے اس لوح کے بارے میں خبر دے جو تم نے میری ماں فاطمہ علیھا السلام (دختر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ہاتھ میں دیکھی تھی اور جو کچھ میری ماں زہرا نے اس کے بارے میں تجھے خبر دی تھی پھر جابر نے کہا میں خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر کہتا ہوں کہ میں آپ کی مادر گرامی فاطمہ زہراء سلام علیھا کے در دولت پر حاضر ہوا ابھی تک رسول خدا بحمد اللہ بحیات تھے۔ ولادت باسعادت حسین علیہ السلام کی انہیں مبارک باد دی تو اس وقت ان کے دست مبارک میں سبز رنگ کی ایک لوح دیکھی میرے خیال میں وہ زمرد کی تھی اور اس کی تحریر دیکھی تو خورشید کی مانند سفید تھی۔

پھر میں نے حضرت زہراء سلام اللہ علیھا سے عرض کیا۔ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں اے دختر پیغمبرؐ۔ یہ لوح کیسی ہے؟ تو آپ نے فرمایا یہ وہ لوح ہے جو اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ھدیہ کی تھی۔ اس لوح میں میرے باپ میرے شوہر میرے دو بیٹوں اور میری اولاد سے جو اوصیاء و آئمہ ہیں ان کے نام لکھے ہوئے ہیں اور میرے باپ نے یہ لوح مجھے عنایت فرمائی ہے کہ مجھے اِن سب کی بشارت و نوید دیں۔

جابر نے کہا پھر آپ کی مادر فاطمہ زہراء سلام اللہ علیھا نے وہ لوح مجھے عطا کی میں نے اسے پڑھا اور اس کو اپنے پاس رکھ لیا (حضرت باقر علیہ السلام) نے جابر سے فرمایا کیا آپ وہ نسخہ مجھے دکھا سکتے ہیں؟ جابر نے کہا ہاں! پس میرے والد اٹھے جابر کے ساتھ اس کے گھر گئے جابر کاغذ کا ایک صحیفہ لایا۔ میرے والد نے فرمایا: اے جابر تو نے جس صحیفہ میں لکھا ہے۔ اس کو دیکھ تاکہ میں تیرے لئے دوبارہ اس کو پڑھوں۔ جابر اپنے نسخہ میں دیکھنے لگا اور میرے والد نے اس کو پڑھا۔ یہاں تک کہ جابر کے نسخے کا اس کے ساتھ ایک حرف کا بھی

اختلاف نہیں تھا جو میرے والد نے پڑھا۔ پھر جابر نے کہا میں خدا کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے اس لوح میں دیکھا وہ یوں لکھا ہوا تھا۔

(شروع اللہ کے نام سے بخشنے والا اور مہربان ہے)

یہ نامہ غالب و دانا خداوند کیطرف سے ہے محمد کے لئے جو نبی ہے جو رب کا سفیر ہے اور حجاب۔ اور اس کے لئے یہ راہنمائی ہے جس کو جبرائیل جہانوں کے پروردگار کی طرف سے لے کر اس پر نازل ہوا ہے۔

اے محمد میرے اسماء حسنی کو عظیم گردان اور نعمت عظمی (نبوت) ملنے پر شکر کر اور میری دیگر تمام نعمتوں سے انکار نہ کر بے شک میں وہ خدا ہوں جس کے بغیر کوئی حقیقی معبود نہیں ہے۔ جابروں کی گردنیں توڑنے والا اور ستم دیدہ مظلوموں کو فتح یاب کرنے والا قیامت کے دن جزا دینے والا تحقیق میں وہ خدا ہوں جس کے سوا کوئی بھی معبود برحق نہیں ہے۔ پس ہر وہ شخص جس نے میرے غیر سے فضل کی امید باندھی یا میری عدالت کے علاوہ وہ کسی دوسرے سے خوف زدہ ہوا اس کو ایسے عذاب سے دوچار کرونگا کہ تمام جہانوں میں کسی کو بھی ایسا عذاب نہ کیا ہوگا پس میری عبادت کر اور صرف مجھ پر ہی توکل کر میں نے کسی پیغمبر کو مبعوث نہیں کیا کہ اس کی زندگی کے دن پورے ہوئے ہوں اور اس کی مدت گزری کہ اس کے لئے جانشین مقرر نہ کیا ہو۔ میں نے تجھے تمام انبیاء پر فضیلت دی ہے اور تیرے اوصیاء و جانشینوں کو تمام اوصیاء پر فضیلت دی ہے اور تیرے دو بیٹوں حسن و حسین کو عزت بخشی ہے۔ حسن علیہ السلام کو اس کے والد گرامی کے بعد حکمت کی کان قرار دیا اور حسین علیہ السلام کو وحی کا خزانہ اور شہادت کے ذریعہ اس کی عزت افزائی کی ہے اور اس کے عمل کو

سعادتمندانہ انجام کو پہنچایا پس میں نے شہداء میں سے سب سے عظیم راہ حق میں جان دینے والوں میں اس کا درجہ بہت بلند ہے۔ اپنے کلمہ تامہ کو اس کے پاس رکھا اور اس کو اپنی حجۃ کا سر قرار دیا۔ اس کی عترت کے ذریعے (یعنی ان کی امامت وولایت کے اقرار پر) ثواب اور انکار پر عقاب دونگا۔ ان کی اولاد میں سے پہلے علی بن حسین علیہ السلام عبادت گزاروں کا سرور اور گزشتہ اولیاء کی زینت اور اس کا بیٹا جو اپنے تعریف کیے ہوئے جد کے مشابہ نام محمد ہے اور علم کی گتھیوں کو سلجھانے والا اور میری حکمت کی کان ہے۔

بہت جلد جعفر صادق علیہ السلام کے بارے میں ریب وتردید کے شکار لوگ ہلاک ہو جائیں گے جس نے اس کے فرمان کو رد کیا اس نے میری تردید کی میرا سچا قول اور امر علم ہے کہ جعفر کے مقام کی عظمت بتلاؤں۔ اس کے سبب اس کے شیعوں اور دوستوں' مددگاروں کو شادمان وخوش کروں گا۔ ان کے بعد ''موسیٰ'' (علیہ السلام) ہے۔ جو اس زمانہ میں آئیگا۔ جب سخت تاریک پر آسوب گمراہ کنندہ فتنہ برپا ہوگا تاکہ میرے فرض کا رشتہ نہ ٹوٹے اور میری حجۃ مخفی نہ ہو اور بلاشک میرے اولیاء جام وفا سے سرشار وسیراب ہیں۔ ہر وہ شخص جو ان میں سے کسی ایک کا انکار کرے گویا اس نے میری نعمت کا انکار کیا اور جس نے میری کتاب کی کسی آیت کو جھٹلایا اس نے مجھ پر افترا پردازی کی۔ افتراء وجھوٹ باندھنے والوں اور انکار کرنے والوں پر ہلاکت وبربادی ہے۔ میرے بندے' دوست اور میرے برگزیدہ موسیٰ کی مدت پوری ہونے کے بعد علی ہے جو میرا دوست ومددگار ہے جس پر میں نے بار نبوت رکھا اس کا امتحان واختیار کیا اس کے گلے میں عفریت مامون کو ڈالا جس نے اس کو قتل کیا اور شہر طوس جس کی بنیاد میرے نیک اور شائستہ عبد ذوالقرنین نے رکھی تھی۔

میری مخلوق کے بدترین شخص ''مامون'' کے قریب دفن ہوگا۔ میرا سچا وعدہ ہے قول ثابت ہے کہ میں اس کو اس کے فرزند اور جانشین محمد (علیہ السلام) کو خوش کرونگا جو اس کی حکمت و دانش کا وارث ہوگا وہ دانائی کی کان اور میرے رازوں کا خزینہ اور میری مخلوق پر میری حجۃ ہے کوئی شخص اس پر ایمان نہیں لائیگا اور اس کا فریفتہ نہیں ہوگا مگر اس کا ٹھکانہ بہشت میں قرار دونگا اس کے خاندان سے ستر افراد کے لئے اس کی شفاعت قبول کروں گا کہ جن سب پر جہنم کی آگ واجب ہو چکی ہوگی۔

پھر سعادت و خوشبختی کے ساتھ اس کے فرزند علی کے کار کو انجام کو پہنچاؤ نگا جو کہ میرا ولی و مددگار ہے اور مخلوقات میں میرا گواہ اور میرا وصی و امین ہے اس سے ''حسن'' (علیہ السلام) کو پیدا کرونگا جو میری طرف دعوت دینے والا اور میری حکمت کا خازن ہے۔ اور اس سلسلے کو اس کے فرزند ''م ح م'' کے ذریعے کامل کرونگا جو تمام جہانوں کے لئے رحمت ہے۔ اس میں کمال موسیٰ، بہاء و قعت عیسیٰ، صبر ایوب ہے۔ اس کے زمانہ (امامت) میں اس کے موالی دو چار مشکلات ہوں گے ان کے سروں کو ترک و دیلم کے سروں کی مانند بطور ہدیہ بھیجا جائیگا۔ ان کو قتل کیا جائیگا ان کے جسموں کو نذر آتش کیا جائیگا وہ خوف زدہ و ہراسان ہونگے۔ زمین ان کے خون سے رنگین ہو جائیگی۔ نالہ و آہ و فغان ان کی عورتوں میں آشکار ہوگا۔ بتحقیق یہی سچے دوست ہیں۔ زنجیر کی کڑیوں کی طرح جڑے ہوئے ہوں گے ان کو اٹھا دونگا ان پر انکے پروردگار کی طرف سے درود و رحمت ہو یہی ہدایت یافتہ لوگ ہیں۔

''قَالَ عَبۡدُ الرَّحۡمٰنِ بۡنِ سَالِمٍ: قَالَ اَبُو بَصِیر: لَوۡ لَمۡ تَسۡمَعۡ فِی دَهۡرِکَ اِلاّٰ هٰذَا الۡحَدِیثَ لَکَفَاکَ، فَصُنۡهُ اِلاّٰ عَنۡ اَهۡلِهٖ''.

عبدالرحمٰن بن سالم نے ابوبصیر سے نقل کیا ہے کہ اس نے کہا اگر تو نے پوری زندگی میں اس حدیث کے علاوہ کوئی اور حدیث نہ سنی ہو تو صرف یہی حدیث میرے لئے کافی ہے پس اس کو مخفی اور پوشیدہ رکھ سوائے اس کے جو اس کا اہل ہے۔

حدیث دوم:۔

بلند پایہ فقیہ اور محقق اعظم مرحوم شیخ مفید اعلی اللہ مقامہ متوفی ۱۳ ۴ھ اپنی کتاب الاختصاص کے ص ۲۲۴ پر اپنے سلسلہ سند کے ساتھ اصبغ بن نباتہ سے روایت کرتے ہیں اس نے کہا۔

سَمِعتُ ابنَ عبّاس يَقُولُ:

قَالَ رَسُولُ اللّهِ صَلَّى اللّهُ عَلَيهِ وَ آلِهِ وَ سَلَّم: ذِكْرُ اللّهِ عَزَّوَجلَّ وَ ذِكري عِبادَةٌ وَ ذِكرُ عَلِيٍ عِبادَةٌ وَ ذِكرُ الأَئِمَّة مِنْ وُلْدِهِ عِبادَةٌ ' وَالَّذي بَعَثَني بالنُّبُوَةِ وَجَعَلَني خَيرَ البَرِيّةِ اِنَّ وَصِيّي لَأَفْضلُ الْاَوْصِياء ' و انَّهُ لَحُجَّةُ اللّهِ عَلىٰ عِبادِهِ وَ خليفتَهُ عَلىٰ خَلْقِهِ و مِنْ وُلْدِهِ الْاَئِمَّةُ الْهُداةُ مِنْ بَعْدي بِهِمْ يُحْبِسُ اللّهُ العذابَ عَنْ اَهْلِ الْاَرْضِ و بِهِمْ يُمْسِکُ الجِبالَ اَنْ تَميدَ بِهِمْ ' و بِهِمْ يُسْقي خَلْقَهُ الْغيث ' وَ بِهِمْ يُخرِجُ النَّبات ' اُولٰئِکَ اَوْلِياء اللّهِ حَقّاً ' وَ خُلَفائي صِدْقاً ' عِدَّتُهُمْ عِدَّةُ الشُّهُورِ وَ هِيَ اِثْنىٰ عَشَرَ شَهراً وَ عِدَّتُهُمْ عِدَّةُ نُقَباء مُوسَى بْنِ عِمْرانَ ثُمّ تَلا هٰذِهِ الْآيَة "وَالسمآء ذاتِ البُروج" ثُمَّ قالَ: أَتَقدِرُ يَا ابنَ عبّاس اِنَّ اللّهَ يقسم بِالسَمآء ذاتِ البُروج وَ يَعْني بِهِ السَمآء وَ بُروجها؟ ' قُلْتُ: يا رسُولَ اللّهِ فَما ذالک؟ قال: اَمّا السَمآء ' فَانَا ' وَ امّا

الْبُرُوجُ فَالْاَئِمَّةُ بَعْدِي اَوَّلُهُمْ عَلِيٌّ وَ آخِرُهُمُ الْمَهْدِيُّ صلواتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ اَجْمَعِينَ..

ترجمہ:۔ میں نے ابن عباس سے سنا ہے جو کہہ رہا تھا۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ کا ذکر اور میرا ذکر عبادت ہے اور علی علیہ السلام کا ذکر بھی عبادت ہے۔ خدا کی قسم اللہ تعالیٰ نے مجھے عہدہ نبوت پر فائز فرمایا اور لوگوں میں سے سب سے افضل قرار دیا ہے۔ تحقیق میرے وصی اور جانشین کو تمام اوصیاء سے افضل و برتر قرار دیا ہے۔ وہ اللہ کے بندوں پر اللہ کی حجت اور میرے بعد اس کی خلق پر اس کا خلیفہ ہے اور ہادی آئمہ اس کی اولاد میں سے ہونگے۔ ان کے سبب اللہ تعالیٰ ساکنین زمین پر سے عذاب ٹال دیتا ہے اور انہی کی وجہ سے آسمان کو زمین پر گرنے سے روکے ہوئے ہے۔ البتہ اللہ تعالیٰ کے اذن سے اور ان کے برکت قدم سے پہاڑوں کو گرنے اور بکھرنے سے بچائے ہوئے ہے۔ انہی کے طفیل باران رحمت برساتا ہے اور مخلوقات کو سیراب کرتا ہے اور انہی کے واسطے سے انگوریوں کو اگاتا ہے۔

بلا تردید یہی (آئمہ اطہار علیہم السلام) اولیاء اللہ اور خداوند کریم کے حقیقی دوست اور اس کے سچے جانشین ہیں ان کی تعداد سال کے چاندوں کے برابر اور موسیٰ بن عمران کے نقیبوں کے برابر بارہ ہے۔ پھر پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن کریم کی یہ آیہ مبارکہ تلاوت فرمائی۔ والسّماءِ ذات البروج۔ قسم ہے بروجوں والے آسمان کی۔ پھر فرمایا۔ یا ابن عباس کیا تیرا خیال ہے اللہ تعالیٰ ذات البروج آسمان کی قسم یاد کی ہے اور ان سے آسمان اور اس کے بروج مراد لئے ہیں؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ۔ تو پھر اس سے

کیا مراد ہے؟ فرمایا۔ آسمان سے مراد میں ہوں اور بروج (سے مقصود) میرے بعد آنے والے امام ہیں۔ ان میں سے پہلا علی اور آخری مہدی ہے ان سب پر اللہ تعالیٰ کی رحمت و درود ہو۔

آپ دقت سے سوچیں کہ صاحب الزمان علیہ السلام کی ذات والا صفات پر برکت اور رحمۃ للعالمین تمام جہانوں اور اہل جہان کے لئے رحمت ہے اور خالق وحدہ لا شریک کی طرف سے ہر فیض و کرم عالم کے ہر ذرہ کو آنحضرت یمن و برکت اور آپ کے نور مقدس سے پہنچتا ہے۔

وہی ''عالمین'' کہ خدا تبارک و تعالیٰ ان کا ''رب'' ہے۔ جیسا کہ آیہ مبارکہ الحمد للّٰہ رب العالمین آیا ہے وہی ''عالمین'' کہ جن کے لئے وجود مقدس خاتم الانبیاء حضرت محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو رسول بنا کر بطور رحمت مبعوث کیا جیسا کہ آیہ کریمہ و ما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین آیا ہے۔ حضرت حجۃ سلام اللہ علیہ نیز انہیں عالمین کے لئے رحمت ہیں اور عالمین یعنی تمام جہانوں کے لئے واسطہ فیض و لطف پروردگار ہیں۔

''دعا عدیلہ'' کے ایک پیرائیہ میں ہم پڑھتے ہیں۔

''ثُمَّ الحُجَّةُ الخَلَفُ القَائِمُ المُنتَظَرُ المَهدِیُّ المُرجَی الَّذِی بِبَقَائِهِ بَقِیَتِ الدُّنیَا وَ بِیُمنِهِ رُزِقَ الوَرٰی وَ بِوُجُودِهِ ثَبَتَتِ الأَرضُ وَالسَمآءُ وَ بِهِ یَملَاءُ اللّٰهُ الأَرضَ قِسطاً وَعَدلاً بَعدَ مَا مُلِئَت ظُلماً وَ جَوراً''.

ترجمہ:۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آخری امام اور پیغمبرؐ کا جانشین حضرت ''حجت' خلف' قائم'

منتظر اور مرجیٰ ‘‘ ہے کہ اس کے قدم کے ثبات اور بقا سے جہان باقی اور ثابت ہے۔ آنحضرت کی برکت سے لوگوں کو روزی پہنچتی ہے اور اس کے وجود ذی جود سے زمین و آسمان استوار ہیں اور انہی کے ذریعے اللہ تعالی زمین کو عدل وانصاف سے پر کریگا جیسا کہ ظلم و جور سے پُر ہو چکی تھی۔

☆☆☆

تمام انبیاء علیہم السلام کے کمالات کے مالک

چوتھا گروہ:۔

کچھ احادیث ایسی ہیں جو دلالت کرتی ہیں کہ حضرت صاحب الزمان علیہ السلام کی ذات پاک اور ان کے آباؤ واجداد کی ذوات مقدسہ تمام گذشتہ انبیاء کے کمالات کے حامل ہیں۔ یعنی تمام وہ خصوصی اور برجستہ صفات اور ظاہری امتیازات اور مکارم اخلاق اور روحانی کمالات جو گذشتہ انبیاء میں ایک ایک کے لئے ایک ایک تھے وہ تمام یکجا اور بطور اکمل واتم ان بزرگواروں میں ہیں۔

حدیث اول:۔

علامہ مجلسی رضوان اللہ تعالی علیہ کتاب بحار الانوار کی ترپنویں ۵۳ جلد کی ابتداء میں امام صادق علیہ السلام سے ایک مفصل حدیث نقل کرتے ہیں جس کے ضمن میں حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا۔

”وَسَیِّدُنَا الْقَائِمُ عَلَیْهِ السَّلَامُ مُسْنِدٌ ظَهْرِهِ اِلَی الْکَعْبَةِ و یَقُولُ: یا مَعْشَرَ الْخَلَائِقَ ' اَلَا وَ مَنْ اَرَادَ اَنْ یَنْظُرَ اِلٰی آدَم و شَیْث ' فَهَا اَنَاذَا اٰدَمَ وَ

شَیْث اَلاَ وَمَنْ اَرَادَ اَنْ یَنْظُرَ اِلٰی نُوح وَ وَلَدِهِ سام فَهَا اَنَاذَا نُوح و سام ، اَلاَ و مَنْ اَرَادَ اَنْ یَنْظُرَ اِلٰی اِبْراهیم و اسْمَاعِیل فَهَا اَنَاذَا اِبْرَاهِیم وَاسْمَاعِیل ، اَلاَ وَمَنْ اَرَادَ اَنْ یَنْظُرَ اِلٰی مُوسٰی وَ یُوشَع ، فَهَا اَنَاذَا مُوسٰی و یُوشَع ، اَلاَ وَ مَنْ اَرَادَ اَنْ یَنْظُرَ اِلٰی عِیسٰی وَ شَمْعُون ، فَهَا اَنَا ذا عِیسٰی و شَمْعُون اَلاَ وَ مَنْ اَرَادَ اَنْ یَنْظُرَ اِلٰی مُحَمَّدٍ وَ اَمِیر الْمُؤْمِنِینَ عَلیه السلام ، اَلاَ وَ مَنْ اَرَادَ اَنْ یَنْظُرَ اِلَی الحَسَنِ والحُسَیْنِ فَهَا اَنَا ذَا لحَسَنِ والحُسَیْنِ ، اَلاَ و مَنْ اَرَادَ اَنْ یَنْظُر اِلی الْأَئِمَّة مِنْ وُلْدِ الحُسَیْنِ عَلَیْهِمُ السَّلامُ فَهَا اَنَا ذا الأَئِمَّة عَلَیْهِمُ السَّلامُ اَجِیبُوا اِلٰی مَسْأَلَتی ، فَاِنِي اُنَبِّئُکُمْ بِمَا نُبِّئُکُمْ بِهِ وَ مَا لَمْ تُنَبَّئُوا بِهِ".

ترجمہ:۔ (ظہور کے وقت) ہمارے سرور قائم علیہ السلام کی مسند کعبہ ہوگی اور فرمائے گا اے گروہ مخلوقات آ گاہ ہوں۔ جو شخص حضرت آدم اور شیثؑ کو دیکھنا چاہے۔ میں (صاحب کمالات) آدم و شیث ہوں۔ جو شخص حضرت نوح اور ان کے بیٹے سام کو دیکھنا چاہے۔ میں (حامل کمالات) نوح و سام ہوں۔ جان لیں کہ جو شخص حضرت ابراہیمؑ اسماعیل کا نظارہ کرنا چاہے میں (واجد کمالات) ابراہیم و اسماعیل ہوں۔ آ گاہ ہوں کہ جو حضرت موسیٰ و یوشع کا مشاہدہ کرنا چاہے میں (مالک کمالات) عیسیٰ و شمعون ہوں۔ جان لیں کہ جو شخص حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی علیہ السلام کی زیارت کرنا چاہے پس میں (واجد کمالات) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امیر المومنین کے اوصاف کا مالک ہوں اور جو شخص حضرت امام حسن اور حسین علیہم السلام کی زیارت کرنا چاہے میں حسن و حسین (کے کمالات کا مالک) ہوں۔

جوشخص حسین علیہ السلام کی اولاد سے بقیہ آئمہ علیہم السلام کا دیدار کرنا چاہے۔ میں (ان سب کے کمالات کا حامل) ہوں۔ میری دعوت کو قبول کریں اور مثبت جواب دیں۔ بتحقیق میں تمہیں اس سے مطلع کرونگا جس سے تم آ گاہی رکھتے ہو یا ناآ گاہ ہو۔

حدیث دوم:۔

کتاب منتخب الاثر کی پہلی فصل ص ۲۶ پر حضرت سلمان فارسی سے روایت ہوئی ہے اس نے کہا۔

"قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم: اَلْاَئِمَّۃُ بَعْدِي اِثْنَا عَشَرَ عَدَدَ شُھُورِ الْحَوْلِ ، وَ مِنَّا مَھْدِیُّ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ ، لَہٗ ھَیْبَۃُ مُوسٰی وَ بَھَاء عِیسٰی وَ حُکْمُ دَاوُدَ وَ صَبْرُ اَیُّوبَ".

ترجمہ:۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ میرے بعد بارہ آئمہ ہونگے سال کے ماہ و چاند کی تعداد کے برابر اور اس امت کا مہدی ہمارے (خاندان) میں ہے۔ جو ہیبت موسیٰ، زیبائی عیسیٰ، قضاوت داؤد، صبر ایوب کا حامل ہے۔

حدیث لوح زہرا سلام اللہ علیہا کا جملہ

"عَلَیْہِ کَمَالُ مُوسٰی وَ بَھَاء عِیسٰی وَ صَبْرُ اَیُّوبَ".

نیز اسی مطلب پر دلالت کرتا ہے۔ یعنی حضرت حجۃ وہ شخصیت ہیں جن میں کمال موسیٰ ہے۔ زیبائی عیسیٰ بن مریم اور صبر ایوب علیہم السلام ہے۔ یعنی خلاصہ

ع ہر چہ خوباں دارند او تنہا دارد

کمال موسیٰ کیا ہے؟

کمال موسیٰ علیہ السلام سے مراد ممکن ہے، وہی الواح کا علم ہو۔ نیز یہ بھی احتمال ہے کہ کمال موسیٰ علیہ السلام سے مراد ان کی دشمن کو نیست و نابود کرنے کی طاقت اور اپنے زمانہ کے طاغوت پر فتحیاب ہونے کی قدرت ہو بہر حال حضرت موسیٰ علیہ السلام میں جو بھی علمی، اخلاقی اور معاشرتی کمالات تھے وہ امام عصر علیہ السلام کی ذات اقدس میں بدرجہ اتم واکمل موجود ہیں۔

علامہ مجلسی قدس سرہ الشریف مرات العقول کی چھٹی جلد کے صفحہ ۲۱۵ پر اسی جملہ کمال موسیٰ بن عمران علیہ السلام کے بیان میں لکھتے ہیں۔

"وَ کَمَالُ مُوسیٰ، عِلْمُهُ وَ اَخْلَاقُهُ اَوْ قُوَّتُه عَلٰی دَفْعِ کَیْدِ الْاَعْدَاءِ".

ترجمہ:۔ یعنی کمال موسیٰ علیہ السلام ان کا علم و اخلاق یا دشمنوں کے فریب و مکر سے اپنے دفاع کی قوت ہے۔

بہاء عیسیٰ کیا ہے؟

لغت میں کلمہ بہاء کا معنی زیبائی و اچھائی ہے۔ کتاب مجمع البحرین کی پہلی جلد کے صفحہ ۶۹ پر اور مصباح المنیر کے پہلے جز کے صفحہ ۹۰ پر لکھتے ہیں۔

"اَلْبَهَاءُ: اَلْحُسْنُ وَ الْجَمَالُ .... وَ بَهَاءُ اللّٰهِ عَظَمَتُهُ".

ترجمہ:۔ بہاء کا معنی حسن و جمال ہے۔۔۔اور بہاء اللہ سے مراد اللہ تعالی کی عظمت و کبریائی ہے۔

یعنی تمام حسن و زیبائی جو حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام میں تھی خواہ جسمانی

خوبصورتی تھی یا چہرہ وقامت یا سیرت و باطن کی اچھائی تھی تمام کی تمام کامل ترین صورت میں حضرت بقیۃ اللہ علیہ السلام کی ذات والاصفات و برکات میں موجود ہوں گے۔

بہر حال ظاہری خوبصورتی اور حسن آپ میں اس درجہ اتم واکمل ہے کہ قلم اس کے لکھنے سے قاصر اور زبان اس کے بیان سے عاجز ہے۔ اکثر روایات میں آیا ہے کہ حضرت بقیۃ اللہ علیہ السلام رسول پاکؐ کے ساتھ تمام لوگوں سے زیادہ مشابہت رکھتے ہیں ان کے بارے احادیث کے اقتباسات یوں ہیں۔

پیغمبر عالی قدر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"اَلْمَهْدِیُّ مِنْ وُلْدی ، اِسْمُهُ اِسْمی وَ كُنْيَتُهُ كُنْيَتی ، اَشْبَهُ النّاس بی خَلْقاً وَ خُلْقاً"....

ترجمہ:۔ مہدی علیہ السلام میری اولاد میں ہے اس کا نام میرا نام ہے اس کی کنیت میری کنیت ہے اور وہ از نظر خلقت وصورت اور از نظر خلق و سیرت میرے ساتھ لوگوں میں سے سب سے زیادہ مشابہ ہے۔

"مَهْدِیُّ اُمَّتی ، اَشْبَهُ النّاس بی فی شَمائِلِهِ وَ اَقْوالِهِ وَ اَفْعالِهِ".

ترجمہ:۔ میری امت کا مہدیؑ اپنے شمائل واقوال اور افعال میں تمام لوگوں سے زیادہ میرے سے مشابہ ہے۔

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسن وخوبصورتی کے بارے میں کتاب اصول کافی باب مولد النبی میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہوا ہے فرماتے ہیں۔ آپؐ کے رخ انور کا رنگ سرخی مائل سفید تھا اور آپ کی آنکھیں کشادہ اور سیاہ

تھیں آبرو پیوستہ تھے آپ کے ہاتھ مضبوط اور دراز تھے اور رنگ یوں تھا کہ گویا چاندی سفید آپ کی انگلیوں پر ڈالی گئی ہے اور شانے اور سروں کی ہڈیاں چوڑی تھیں۔

مھدی است آنکہ حسن دل آرای احمدی

از چہرہ مبارک خود رونما کند

ترجمہ: مہدی ہے جو احمد (مرسلؐ) کے دل آراء حسن کو اپنے چہرہ اقدس سے رونما کرتا ہے

کتاب منتخب الاثر کے باب چہارم میں صفحہ ۱۸۵ پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل ہوا آپ حضرت مہدی علیہ السلام کے شمائل وحسن کے بارے میں فرماتے ہیں

"وَجْهُهُ كَالْكَوْكَبِ الدُّرِّيِّ".

آپ کا چہرہ اقدس درخشندہ ستارہ ہے۔

"وَجْهُهُ كَالْقَمَرِ الدُّرِّيِّ".

آپ کا رخ مبارک ماہ تابان ہے۔

"اجلى الجَبْهة ، اقنى الْاَنف"

آپ کی پیشانی بلند اور ناک باریک اور کشیدہ ہے۔

بقول شاعر

آسمان شبہا بہ ماہ خویش ناز دمی نداند

تاسحر گہ خفتہ با یک آسمان مہ در زمینم

جو لوگ آپ کی زیارت سے فیضیاب ہوئے ہیں اور جس نے آپ کے رخ تابناک کی تابانی کا دیدار کیا ہے سب نے متفقہ طور پر کہا ہے۔ انہوں نے آپؑ سے بڑھ کر

کوئی خوبرو وخوش قامت اور تابان نہیں دیکھا۔ حقیقت ہے کہ قلم قاصر ہے کہ آنحضرت کے چہرہ ملکوتی کی توصیف لکھ سکے۔ کہ جس کے آبرو پیوستہ چشم مبارک پر فروغ جس کے لب پر تبسم ہے۔

کیا زبان قادر ہے کہ اس کے برجا درخشندہ خدوخال کی تعریف کر سکے نگاہ جذاب آبرو کشیدہ موزون اور دلفریب قامت۔ ہرگز زبان ایسی دلکشی کو بیان نہیں کرسکتی ہے شاعر نے کیا خوب کہا۔

قیامت قامت ای قامت قیامت (قیامت کی قامت ہے اے قامت قیامت)

قیامت کردہ ای با قد و قامت (قیامت برپا کردی ہے قد وقامت کے ساتھ)

موذن گر ببیند قامت را (اگر موذن دیکھ لے تیری قامت کو)

بہ قد قامت بماند تا قیامت (وہ قد وقامت پر ہی رہ جائے گا تا قیامت)

محمد بن عبداللہ از اہل قم۔ جب وہ حضرت صاحب الزمان علیہ السلام سے ملاقات کا واقعہ نقل کرتا تھا۔ وہ کہا کرتا تھا۔

"لَمْ اَرَقَطُّ فِی حُسْنِ صَوَرَتِهٖ وَ اعْتِدَالِ قَامَتِهٖ".

ترجمہ:۔ اس کے بعد میں نے کبھی بھی حسن وخوبصورتی میں اور اعتدال قامت میں اس سے بڑھ کر نہیں دیکھا۔

کتاب بحارالانوار کی اکانویں ۹۱ جلد کے صفحہ ۹۱ اور ینابیع المودۃ کی دوسری جلد کے صفحہ ۵۲۲ پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہوئی ہے۔ فرماتے ہیں۔

"اَلْمَهْدِیُّ طَاوُوسُ اَهْلِ الْجَنَّةِ".

ترجمہ:۔ حضرت مہدی علیہ السلام (حسن و زیبائی) میں اہل بہشت کا طاؤس ہے۔

مہدی است آنکہ از نظری بر جمال او
ہر درد مند غمزدہ کسب شفا کند

ترجمہ:۔ مہدی علیہ السلام وہ ہے کہ جس کے حسن و جمال پر نظر سے ہر دردمند و غمزدہ شفاء حاصل کرتا ہے۔

مہم یہ ہے کہ آنحضرتؑ نے اس حسن و زیبائی کو عالم وقار و عظمت کے ساتھ آمیختہ کر دیا ہوا ہے اور باین اوصاف ابن ان کے تابناک چہرہ کا فروغ دل ربائی کرتا ہے۔ ان کی ہیبت و عظمت اس طرح قلب کو لرزاتی ہے جس طرح ان کا تبسم شرین اور نگاہ دل نشین انسان کو اپنی طرف کھینچتی ہے ان کا شکوہ و جلال انسان کو خوفزدہ و مبہوت کر دیتا ہے۔

چنانچہ جب محمد بن عبداللہ قمی نے آنحضرت کو دیکھا اور ان کے پیچھے دوڑا اور نزدیک پہنچا تو کہتا ہے۔

"فَصٰاحَ بی بِصَوْتٍ لَمْ اَسْمَعْ اَهْوَلُ مِنْهُ: مٰا تُرِیدُ عٰافٰاکَ اللّٰهُ' فَاَرْعَدْتُ وَوَقَفْتُ وَزٰالَ الشَّخْصُ عَنْ بَصَرِی وَ بَقِیتُ مُتَحَیِّراً".

ترجمہ:۔ آپ اتنی گرج و ہیبت سے بولے کہ اس سے پہلے اتنی پر ہیبت آواز میں نے کبھی نہیں سنی تھی۔ فرمایا۔ خدا آپ کو سلامت رکھے کیا چاہتے ہیں۔ پس میں لرز گیا اور میرے پیر زمین میں پیوست ہو گئے اور وہ شخص چلا گیا اور میری نظروں سے اوجھل ہو گیا اور میں حیرت زدہ و ششدر کھڑا رہ گیا۔

بہر حال آپ کا جمال و حسن سیرت ایسے ہے کہ آپ کو عیسی بن مریم جیسی شخصیت

سے تشبیہ دی گئی ہے جسکا زہد و عبادت اور دنیا سے بے رغبتی مخلوقات سے محبت و مہربانی زبان زدخلائق تھی ان کی روحانیت و معنویت یوں اوج ثریا پر تھی اکثر لوگوں کو گمان ہونے لگا کہ وہ ایک قسم کے پیامبر اور نمونہ زہد و عبادت اور ترک دنیا کا الہام و پیام دینے والے ہیں۔

مرحوم مجلسی رضوان اللہ تعالی جملہ ''و بہاء عیسی'' کی شرح میں لکھتے ہیں۔

''وَالْبَهَاء: اَلْحُسْنُ ' اَیْ حُسْنُ الصُّورَةِ وَالسِّيرَةِ مَعاً مِنَ الزُّهْدِ وَالْوَرَعِ وَ تَرْكِ الدُّنْيَا وَالْاِكْتِفَاءِ وَالْقَلِيلِ مِنَ الْمَطْعَمِ وَالْمَلْبَسِ''.

ترجمہ:۔ بہا کا معنی حسن وزیبائی ہے یعنی حسن وزیبائی صورت اور سیرت اکٹھا۔ حسن سیرت یعنی زہد و پرہیزگاری، ترک دنیا، خوراک و پوشاک میں تھوڑے پر اکتفاء کر لینا۔

شیخ محمد بن ابراہیم نعمانی کتاب الغیبۃ کے تیرھویں باب میں ص ۲۳۳ پر ابو بصیر سے نقل کرتے ہیں۔ اس نے کہا۔

''عَنْ اَبِی عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنَّهُ قَالَ: مَا تَسْتَعْجِلُونَ بِخُرُوجِ الْقَائِمِ؟ فَوَ اللّٰهِ مَا لِبَاسُهُ اِلَّا الْغَلِيظُ وَ لَا طَعَامُهُ اِلَّا الْجَشَبُ ' وَ مَا هُوَ اِلَّا السَّيْفُ وَالْمَوْتُ تَحْتَ ظِلِّ السَّيْفِ''..

ترجمہ:۔ امام جعفر صادقؑ علیہ السلام نے فرمایا۔ حضرت قائم علیہ السلام کے ظہور میں تم کیوں جلد بازی اور بے تابی کرتے ہو۔ خدا کی قسم آنحضرت کا لباس سخت و درشت اور آپ کی خوراک خشک و سخت کے علاوہ نہیں ہے اور آپ کا قیام نہیں ہے مگر شمشیر کے ساتھ اور موت اُن کی تلوار کے سایہ میں ہوگی۔

صبر ایوب:۔ تاریخ بشر میں نمونہ صبر واستقامت حضرت ایوب نبی علیہ السلام ہیں

کہ جنہوں نے سات برس مسلسل انواع واقسام کے مصائب ومشکلات کو برداشت کیا اپنے اموال کھو بیٹھے اولاد فوت ہوگئی۔ بیماری نے رنجید کیا دشمنوں سے سرزنش وملامت سنی ان تمام دشواریوں اور آزمائشوں میں کلمہ شکر کے سوا اور کچھ ان کی زبان سے نہ نکلا۔ خدا کی امان کے علاوہ کچھ نہ مانگا۔ اللہ تعالی اپنے اس عظیم الشان پیغمبر کے بارے میں فرماتا ہے۔

"وَاذْكُرْ عَبْدَنَآ اَيُّوبَ".

ترجمہ:۔ ہمارے بندے ایوب کو یاد کرو۔

ان کے حالات زندگی کے بعد کہ جس نے استقامت کو اپنا طرہ امتیاز قرار دے دیا تھا۔ ان کے مقام عظیم کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا ہے۔

"اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِراً نِعْمَ الْعَبْدُ اِنَّهُ اَوَّابٌ".

ترجمہ:۔ ہم نے اس کو بردبار وشکیبا پایا وہ بہترین عبد ہے۔ تحقیق وہ (ہماری طرف) لوٹنے والا ہے۔

حضرت صاحب الزمان علیہ السلام کی استقامت وصبر وشکیبائی کو ایک نمونہ صبر و پائیداری کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔ حدیث لوح حضرت زہراء سلام اللہ علیہا پروردگار تبارک وتعالی نے آنحضرتؑ کے بارے میں فرمایا۔ علیہ صبر ایوب ۔۔۔ وہ ایوب علیہ السلام کی پائیداری وشکیبائی کا مالک ہے۔

بلند پایہ فقیہ شیخ صدوق اعلی اللہ مقامہ کتاب کمال الدین کی پہلی جلد کے صفحہ ۳۲۲ و محدث بابصیرت شیخ حر عاملی قدس سرہ کتاب اثبات الھداۃ کی تیسری جلد کے صفحہ ۲۶۶ پر عبارت میں تھوڑے سے فرق کے ساتھ سعید بن جبیر سے روایت کرتے ہیں۔ اس نے کہا۔

"سَمِعْتُ سَيِّدَ الْعَابِدِينَ عَلِيَّ بْنَ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ يَقُولُ: فِي الْقَائِمِ مِنَّا سُنَنٌ الْاَنْبِيَاءِ، سُنَّةٌ مِنْ آدَمَ، وَ سُنَّةٌ مِنْ نُوحٍ، وَ سُنَّةٌ مِنْ اِبْرَاهِيمَ، وَ سُنَّةٌ مِنْ مُوسٰى، وَ سُنَّةٌ مِنْ عِيسٰى، وَ سُنَّةٌ مِنْ اَيُّوبَ وَ سُنَّةٌ مِنْ مُحَمَّدٍ، صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ، فَاَمَّا مِنْ آدمَ وَ نُوحٍ فَطُولُ الْعُمْرِ، وَ اَمَّا مِنْ اِبْرَاهِيمَ فَخِفَاءُ الْوِلَادَةِ وَ اعْتِزَالُ النَّاسِ، وَ اَمَّا مِنْ مُوسٰى فَالْخَوْفُ وَالْغَيْبَةُ، وَاَمَّا مِنْ عِيسٰى فَاخْتِلَافُ النَّاسِ فِيهِ، وَاَمَّا مِنْ اَيُّوبَ فَالْفَرَجُ بَعْدَ الْبَلْوٰى، وَ اَمَّا مِنْ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَالْخُرُوجُ بِالسَّيْفِ".

ترجمہ:۔ میں نے امام سجاد علی بن الحسین علیہما السلام سے سنا وہ فرما رہے تھے۔ ہمارے (خاندان) کے قائم علیہ السلام میں انبیاء کی سنتیں موجود ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کی سنت، حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت اسماعیل، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ، حضرت ایوب علیہم السلام کی سنتیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت موجود ہیں۔

بہر حال حضرت آدم و حضرت نوح کی سنت طول عمر حضرت قائم میں پائی جاتی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ولادت کا مخفی ہونا اور لوگوں سے الگ تھلگ ہونا حضرت قائم علیہ السلام میں پائی جاتی ہے۔ حضرت موسیٰ کی سنت قتل ہو جانے کا خوف اور غیبت حضرت قائم میں پائی جاتی ہے۔ حضرت عیسیٰؑ کی سنت لوگوں کا آپ کے بارے میں مختلف الرائے ہونا حضرت قائم میں پائی جاتی ہے۔ حضرت ایوب کی سنت کشائش و آسودگی بعد از آزمائش حضرت قائم میں پائی جاتی ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت قیام بالسیف وہ بھی حضرت قائم میں پائی جاتی ہے۔

اگر ان مشکلات اور مصائب میں دقت سے فکر کی جائے جو صدیوں سے حضرت حجۃ علیہ السلام کے وجود ذی جود پر آ رہی ہیں تو بخوبی واضح ہو جائیگا کہ اس بزرگوار کے صبر کو حضرت ایوب کے نمونہ صبر وشکیبائی کے ساتھ تشبیہ دینا نہ صرف مبالغہ آرائی ہی نہیں ہے بلکہ عین حقیقت ہے۔ اور ایک ایسے دلخراش جانکاہ واقعہ کی حکایت کرتی ہے جو ہر محب کے دل کو جلا دیتا ہے اور ہر شیفتہ کی آنکھ سے اشک جاری کر دیتا ہے۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام بیس سال سے کچھ زیادہ عرصہ گوشہ نشین رہے۔ ان کے حق کو غصب کیا گیا ان سے خلافت ظلماً چھین لی گئی۔ ان کی شریکہ حیات کو تازیانے مارے گئے اور اس کا پہلو زخمی کیا۔ یہانتک کہ اسے شہید کر دیا اور یہ ساری بلائیں اور مصائب ڈھالے آپ وقت کی تکلیف کا بیان یوں فرماتے ہیں۔

"فَصَبَرْتُ وَ فی العَیْنِ قَذًی وَفِی الحَلْقِ شَجاً".

ترجمہ:۔ پس میں نے صبر کیا درحالیکہ میری آنکھ میں خاشاک اور میرے گلے میں ہڈی اٹکی ہوئی تھی۔

اے حضرت حجۃ علیہ السلام کے فریفتہ ودلدادہ۔ بیٹھ اور سوچ یہ چند سال نہیں بلکہ چند صدیاں ہیں کہ آپ کے محبوب اور پیارے امام زمانہ علیہ السلام اس مقام ومنزلت کے باوجود ان کا مسلم حق غصب کیا گیا ہے۔ ظالم وجابران کی مسند خلافت پر قابض ہیں۔

اے حضرت بقیۃ اللہ علیہ السلام کے شیفتہ وفریفتہ بیٹھ اور غور کر کہ کتنے برس بیت گئے ہیں کہ زہراء کے جگر گوشہ اور دلوں کے محبوب کی خلافت غصب کی جا چکی ہے۔ وہ صرف خانہ نشین ہی نہیں بلکہ زندان غیبت میں محبوس ہیں۔ مجمع عام میں ظاہر نہیں ہو سکتے ہیں۔ اے

محبّ امام زمان علیہ السلام بیٹھ کر آپ کی (جدائی میں) اشک بہائیں اور اپنے محبوب کی مظلومیت پر اپنے امام کی غربت پر اپنے ولی کی غیبت پر آہ وفغاں کریں۔ اس کے درد دل پر اس کے قلب کے اندوہ پر اس کی چشم مبارک کے اشکوں پر اس کی راتوں کے نالہ وفغاں پر گریہ وزاری کریں۔

ایک محترمہ مومنہ جو کہ تہران رہائش پذیر ہے تقریباً دو سال پہلے عمرہ بجالانے کے لئے مکہ مکرمہ مشرف ہوئی تھی وہ شب جمعہ کو مسجد الحرام میں حضرت مولی صاحب الزمان علیہ السلام کے محضر میں شرفیاب ہوئی تھی۔ یہ زیارت کا واقعہ اور گفتگو مفصل ہے جو گفتگو اس بحث سے مناسبت رکھتی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے اس نے کہا۔

میں طواف کے آخری چکر میں تھی۔ حضرت کے اس وعدہ کے مطابق جو انہوں نے شب چہار شنبہ خواب میں شب جمعہ زیارت کروانے کا دیا تھا کے مطابق میں حضرت کے پرنور محضر سے مشرف ہوئی۔ میں نے حضرت کو دیکھا اور پہچان لیا بہرحال طواف کے اس چھٹے چکر میں آنحضرتؑ نے اتنا گریہ کیا کہ آپ کے رخسار آپ کی آنکھ کے آنسوؤں سے اس قدر متاثر ہوئے تھے گویا زخمی ہیں اور ان میں ورم آ گیا ہے۔

متدین اشخاص میں ایک اور شخص ہے جو مورد لطف وکرم حضرت مہدی علیہ السلام قرار پایا ہے وہ بھی تہران سے ہی متعلق ہے وہ مسجد جمکران قم میں حضرت حجۃ ابن الحسن علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہوا اس نے یوں حکایت کی ہے کہ

جب میں نے آنحضرتؑ کو دیکھا تو مشاہدہ کیا آپ کے اشک دیدگان نے آپ کے رخسار مبارک کو غلطان کر دیا ہوا تھا۔ اگر حضرت ایوب علیہ السلام نے سات سال

مصائب ومشکلات کا سامنا کیا اور صبر وشکیبائی کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا تو امام زمانہ علیہ السلام تو ہزار سال سے زیادہ سے رنج وزجر سے دوچار ہیں اور صبر کئے ہوئے ہیں۔ اگر امیر المومنین علیہ السلام بیس سے کچھ زیادہ سال خون جگر پیتے رہے اور مشکلات ومصائب سے دوچار ہوئے ہیں اور صبر کیا اور فرمایا۔

"صَبَرْتُ وَ فِي العَيْنِ قَذىً وَ فِي الْحَلْقِ شَجاً".

تو حضرت ولی عصر اروحنا فداہ صدیوں سے دشواریاں اور مشکلات اپنی جان پر جھیل رہے ہیں اور مصائب وبختیوں کو برداشت کر رہے ہیں اور دامن صبر ہاتھ سے نہیں جانے دے رہے ہیں۔ یہ دردناک اور تلخ حقائق ہیں کوئی شیعہ بھی ان کی طرف متوجہ ہو اور حضرت امام زمانہ علیہ السلام کی یاد سے غافل ہو ایسا نہیں ہوسکتا۔ آپ کے فراق میں اشک نہ بہائے اور آپ کے ظہور وگشائش کے لئے دعا نہ کرے ایسا نہیں ہوسکتا۔

جیسا کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے خانہ نشینی کے زمانہ میں ان کے سچے دوست سلمان وابوذر وعمار جیسے حقیقی ارادتمند اگرچہ کم تھے لیکن ہمیشہ آنحضرت کا تذکرہ کر کے یاد کرتے اور ہر طور پر آپ کی مدد کا سوچتے تھے اور کم از کم اس مشکل دور سے آپ کی نجات کی دعا کرتے اور خداوند کریم سے آپ کے مصائب سے گشائش وچھٹکارا کی دعا مانگتے تھے اور حضرت حجۃ علیہ السلام کے سچے عاشق بھی اپنے مظلوم وستم دیدہ امام کو یاد کرتے ہیں ہمیشہ آپ کی زندان غیبت سے آپ کی نجات کی شب وروز دعا کرتے ہیں اور آپ کے ظہور کی تعجیل کی التجاء کرتے ہیں۔ درخواست کرتے ہیں کیونکہ خود حضرت نے فرمایا ہے۔ "وَاَكْثِرُوا الدُّعاءَ بِتَعْجِيلِ الْفَرَجِ".

(میری گشائش وقرب ظہور کی دعا زیادہ کیا کرو)۔

"اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ اَظْهِرْ كَلِمَتَكَ التَّامَّةَ وَ مُغَيَّبَكَ فِى اَرْضِكَ ، اَلْخَائِفَ الْمُتَرَقَّبَ ، اَللّٰهُمَّ انْصُرْهُ نَصْراً عَزِيزاً وَافْتَحْ لَهُ فَتْحاً يَسِيراً".

☆☆☆

عقول کو کمال تک پہنچانا

گروہ پنجم:۔

کچھ ایسی روایات ہیں جو دلالت کرتی ہیں کہ امام زمانہ علیہ الصلوۃ والسلام یوں عقول کو کامل کرتے ہیں اور لوگوں کے اخلاق وافکار کو رشد ونمو عطا کرتے ہیں کہ جس سے آنخضرت کا مقام ولایت وامامت نور عقل پر ثابت ہو جاتا ہے۔

حدیث اول:۔

شیخ بزرگوار مرحوم صدوق اعلی اللہ مقامہ کتاب کمال الدین کے اواخر میں صفحہ ۶۷۵ پر امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں۔انہوں نے فرمایا۔

”اِذٰا قٰامَ قٰائِمُنٰا عَلَیْهِ السَّلاٰمُ وَ ضَعَ یَدَهُ عَلٰی رُؤُوسِ الْعِبٰادِ فَجَمَعَ بِهٰا عُقُولَهُمْ وَ کَمُلَتْ بِهٰا اَحْلاٰمُهُمْ“.

ترجمہ:۔ جب ہم اہل بیت کا قائم قیام کریگا تو اپنے دست مبارک کو لوگوں کے سروں پر رکھے گا اور ان کی عقلوں کو کمال اور ان کی فکروں کو رشد عنایت کریگا۔

حدیث دوم:۔

بحار الانوار کی بیانویں ۹۲ جلد کے صفحہ ۳۳۶ پر امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل ہوا

ہے۔فرماتے ہیں۔

"اِذا قَامَ قَائِمُنَا وَ ضَعَ یَدَہُ عَلٰی رؤسِ العِبادِ فَجَمَعَ بِہِ عُقُولَھُمْ وَ اَکْمَلَ بِہِ اَخلاقَھُمْ".

ترجمہ:۔ جب ہمارا قائم قیام کریگا تو اپنا دست مبارک لوگوں کے سروں پر رکھے گا اور ان کی عقلوں کو کمال تک پہنچائیگا اور ان کے اخلاق کو رشد عنایت کریگا۔

☆☆☆☆☆

ان اخبار کو دقت سے سمجھنے کے لئے حضرت بقیۃ اللہ ارواحنا فداہ کے مقام کی عظمت کی طرف توجہ اور اس نکتہ کا تذکرہ ضروری ہے کہ

انسان کی دو طرح سے ترقی ہوتی ہے ایک طبیعی و فطرتی اور دوسری اکتسابی طور پر جس طرح انسان کا بدن۔ ایک معنی طبعی طور پر ترقی کرتا ہے اور ایک معنی اکتسابی اور کسرتی طریقے سے۔یعنی تمام انسانوں کے اجسام رو بہ نمود رشد ہیں اور کمال اور ترقی کی طرف گامزن ہیں لیکن جب ایک معین حد کو پہنچ جاتے ہیں تو ان میں ٹھہراؤ پیدا ہو جاتا ہے۔لیکن محنتی اور کسرتی افراد ورزش کرنے کے سبب طبیعی نشو ونما کے علاوہ ایک اکتسابی طاقت بھی رکھتے ہیں جو طبیعی طاقت سے سوا ہے۔اسی طرح تمام انسانوں کی عقل نیز طبیعی طور پر ایک حد تک ترقی کرتی ہے اور اچھائی و برائی کے اصول کو جان لیتی ہے اور دانشور افراد حصول علم و کسب فیض کے ذریعے اپنی قدرت عقول کو افزونی بخشتے ہیں اور اپنی فکری استعداد کو کمال تک پہنچاتے ہیں۔یہاں پر یہ کہنا بجا ہے کہ درس پڑھنا اور سیکھنا انسانی فکر کے لئے وہی اثر رکھتا ہے جو انسانی جسم کے لئے ورزش اثر رکھتی ہے۔بالفاظ دیگر عقول کو کمال تک پہنچانے کا

عادی طریقہ تعلیم و تربیت ہے اور گفت و شنید ہے۔

لیکن محبوب مقدس حضرت امام زمانہ علیہ السلام جب اپنا دست مبارک سروں پر رکھتے ہیں تو ان کے ہاتھ رکھنے سے عقل کامل ہو جاتی ہے یعنی وہ نتیجہ جو برسوں زحمت کرنے' درس پڑھنے' مطالعہ کرنے' تمرین و تجربہ کرنے اور سیکھنے سے ایک حد تک حاصل ہوتا ہے وہ حضرت ولی عصر علیہ السلام کے دست بابرکت سے ایک لحظہ میں حاصل ہو جاتا ہے وہ بھی حد کمال تک۔

آپ اگر گہری نظر سے دیکھیں کہ وہ ذات کون ہے اور اس کا مقام و مرتبہ کیا ہے؟ حضرت مہدی علیہ السلام کا وجود ایک ایسی مقدس ذات ہے جو عقل آفرین ہے اور ایسی شخصیت ہے جس کے دست مبارک سے عقل ٹپکتی ہے اور جس کی انگشت مبارک سے فہم و حلم برستا ہے۔

سیطرہ بر عالم امکان ۔ عالم امکان بر سلطنت

ایک اور نکتہ جو اس حدیث شریف میں دقت اور تدبر سے حاصل ہوتا ہے جو چار و ناچار انسان کو امام منتظر ارواحنا فداہ کے اوج عظمت کے سامنے جھکنے پر مجبور کرتا ہے اور آپ کی محبت و ولایت کو انسان کی دل کی گہرائی میں اتارتا ہے یہ ہے کہ جب عقل آپ کی حکومت و ولایت کے تابع ہے تو دیگر مخلوقات بطریق اولی آپ کی قدرت اور نفوذ ارادہ کے ماتحت ہیں۔ عقل باوجودیکہ اشرف المخلوقات ہے اور نور مقدس ہے۔

جو بہشت جاویدانہ کے حصول کا سبب ہے اس صورتحال میں وہ عقل امام عصرؑ صلوات اللہ علیہ کے زیر دست ہے اور آپ کے فرمان سے وجود پیدا کرتی ہے۔ اب آپ

توجہ فرمائیں کہ جو شخص نور عقل پر حاکم ہے اس طرح کی حکومت و ولایت رکھتا ہے۔ دیگر مخلوقات پر اس کی حکومت و سلطنت کا کیا عالم ہوگا؟ پس وہ تمام دیگر ممکنات پر بطریق اولیٰ سلطان و فرمانروا ہے۔ غور کریں کہ فروغ عقل کو اپنے دست تابناک سے درخشندہ کرتا ہے اور نور عقل اس ذات سے پھوٹتا ہے وہ خود کس قسم کا نور ہے؟ اور دیگر انوار عالم میں اس کی تاثیر کیسی ہے؟ لامحالہ وہ ذات خود شمس و قمر کے نور پر حاکم و محیط ہے۔ خلاصہ یہ کہ جو کچھ عالم امکان میں ہے اس کی قدرت کے زیر سایہ ہے اور ماسوی اللہ سب کچھ اس کی حکومت و ولایت کے تابع ہے۔

☆☆☆

شدت زہد و پرہیزگاری

گروہ ششم:۔

وہ اخبار وروایات جو حضرت مہدی صلوات اللہ علیہ کے شدت زہدو پرہیزگاری پر دلالت کرتی ہیں اور یہ کہ آنحضرت کی زندگی سادہ اور آلائش سے یوں پاک ہے جیسے آپ کے جد بزرگوار حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کی تھی آپ کی خوراک نان جویں اور خشک اور پوشاک اسی طرح کی درشت وکھردرا ہے۔

حدیث اول:۔

مرحوم علامہ مجلسی رحمۃ اللہ علیہ کتاب مراۃ العقول کی چوتھی جلد کے صفحہ ۳۶۸ پر حماد بن عثمان سے بسند صحیح نقل کرتے ہیں وہ کہتا ہے۔

"حَضَرْتُ اَبا عَبد اللهِ عَلَيْهِ السَّلامُ وَ قالَ لَهُ رَجُلٌ : اَصْلَحَکَ اللّٰهُ ، ذَكَرْتَ اَنَّ عَلِيَّ بْنَ اَبِی طالِبٍ عَلَيْهِ السَّلامُ كانَ يَلْبِسُ الْخَشِنَ ، يَلْبِسُ الْقَمِيصَ بِاَرْبَعَةِ دَراهِمَ وَ ما اَشْبَهَ ذٰلِکَ ، وَ نَرىٰ عَلَيْکَ اللِّباسَ الْجَدِيدَ ، فَقالَ لَهُ: اِنَّ عَلِيَّ بْنَ اَبِی طالِبٍ عَلَيْهِ السَّلامُ كانَ يَلْبِسُ ذٰلِکَ فِی زَمانٍ لا يُنْكَرُ (عَلَيْهِ) وَ لَوْ لَبِسَ مِثْلَ ذٰلِکَ الْيَومَ شَهَرَ بِهِ ، فَخَيْرُ لِباسِ كُلِّ زَمانٍ

لِباسُ اَهلِهِ، غَيرَ اَنَّ قائِمَنا اَهلَ البَيتِ عَلَيهِمُ السَّلامُ اِذا قامَ لَبِسَ ثِيابَ عَلِيٍّ عَلَيهِ السَّلامُ وَ سارَ بِسيرةِ عَلِيٍّ عَلَيهِ السَّلامُ"..

ترجمہ:۔ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں آیا کہ ایک ایسا شخص تھا اس نے کہا۔ اصلحک اللہ آپ نے فرمایا تھا کہ حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام درشت اور کھردرا لباس پہنا کرتے تھے اور آپ کا قمیض چار درھم کے لگ بھگ ہوتا اور اس طرح کے مطالب۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ نہایت فاخرہ اور نفیس پوشاک زیب تن کئے ہوئے ہیں۔ حضرت نے اس سے فرمایا: حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام نے وہ لباس اس وقت زیب تن فرمایا تھا۔ جب اس قسم کا لباس بدنما نہیں تھا اور نہ اس لباس سے لوگ متنفر تھے۔ اگر علی علیہ السلام ان ظالم اور غاصبان خلافت کی سلطنت یا پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کو تبدیل کرنے والوں کے زمانہ میں ہوتے تو وہ بھی اس طرح لباس پہنتے کہ برا نہ لگے اور لوگوں کی انگشت نمائی کا سبب نہ بنتا۔ کیونکہ ہر زمانے میں بہترین وہی لباس ہوتا ہے جو اس زمانہ کے لوگ پہنتے ہیں ماسوائے اس کے کہ جب ہم خاندان اہلبیت علیہم السلام کا قائم قیام کریگا۔ وہ حضرت علی علیہ السلام کی طرح کا لباس زیب تن کریگا اور حضرت علی علیہ السلام کی سیرت وروش پر چلے گا۔

حدیث دوم:۔

کتاب منتخب الاثر کی دوسری فصل کے صفحہ ۳۰۷ پر ابو بصیر سے نقل ہوا ہے اس نے کہا۔

"سَمِعتُ با عَبدِ اللهِ عَلَيهِ السَّلامُ يَقولُ: تَستَعجِلونَ بِخروجِ القائِمِ فَوَ اللهِ

مَا لِبَاسُهُ اِلَّا الْغَلِيظُ ، وَمَا طَعَامُهُ اِلاّ الشَّعِيرُ الْجَشَبُ ، وَ مَا هُوَ اِلاّ السَّيفُ وَالْمَوْتُ تَحْتَ ظِلِّ السَّيفِ".

ترجمہ:۔ میں نے حضرت امام صادق علیہ السلام سے سنا ہے وہ فرماتے تھے۔تم حضرت قائم علیہ السلام کے ظہور کے کیوں پرشتاب و بے تاب ہو خدا کی قسم نہیں ہوگا آپ کالباس مگر درشت اور کھردرا اور نہیں ہوگی آپ کی غذا مگر نان جویں خشک اس کا قیام شمشیر اور سایہ تلوار میں موت کے سوا کچھ نہیں ہے۔

☆☆☆☆☆

اب آپ غور کریں اور دیکھیں کہ آپ کے زمانے کے امام کس شخصیت کے مالک ہیں اور اس کا معنوی روحانی مقام اور تقوی کس حد کو پہنچا ہوا ہے۔شدید زہد اور دنیا سے بے رغبتی اس انتہا کا ہے کہ اوج قدرت اور توان اور ولایت کے تکوینی وتشریعی کے حامل ہونے کے باوجود آپ کی زندگی ایک عادی بلکہ آپ کی رعایا کے فقیرترین آدمی سے بھی زیادہ سادہ اور آلائش تصنع سے پاک ہے۔آپ کالباس وغذا سادہ ترین ہے۔

☆☆☆

کثرت دعا و عبادت

گروہ ہفتم:۔

وہ احادیث جو امام زمانہ علیہ السلام اروحنا فداہ کے کثرت دعا و عبادت پر دلالت کرتی ہیں اور یہ بیان کرتی ہیں کہ آپ قائم لیل ہیں اور ساری ساری رات نماز اور اپنے رب ذوالجلال سے مناجات میں گزارتے ہیں یہانتک کہ صبح کا نور طلوع ہوتا ہے تو آپ رکوع و سجود میں ہوتے ہیں۔

حدیث اول:۔

فقیہ بزرگوار اور زاہد عالی مقام مرحوم سید ابن طاوؤس قدس سرہ کتاب فلاح السائل کے صفحہ ۲۰۰ پر امام موسی بن جعفر علیہم السلام حضرت مولا صاحب الزمان صلوات اللہ وسلام علیہ کے بارے دعا کے متعلق نقل کرتے ہیں اور اس کے ضمن میں آنحضرت کی تعریف و توصیف اور روحانیت و معنویت اور کثرت عبادت کے بارے میں فرماتے ہیں۔

"اَسۡمَرُ اللَّون یعتدہ مَعَ سمرتہ صَفۡرَۃٌ مِنۡ سَھرِ اللَّیۡلِ ، بِاَبِي مَنۡ لَیۡلُہٗ یرۡعی النُّجُوم ساجِداً وَ رَاکِعاً".

ترجمہ:۔ راتوں کو مسلسل بے داری کی وجہ سے آپ کے رخسار مبارک کا رنگ گندم گوں،

آپ کے چہرے کا رنگ زرد ہو گیا ہوا ہے۔ میرا باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپ کی شب یوں بسر ہوتی ہے کہ ستارے آپ کی حالت رکوع و سجود کے مراقب و نگہبان ہوتے ہیں۔

حدیث دوم:۔

کتاب مہج الدّعوات میں حضرت صاحب الزمان علیہ السلام سے نقل ہوا ہے کہ آپ قنوت میں یہ پڑھتے ہیں۔

"اَللّٰهُمَّ مٰالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِی الْمُلْكَ مَنْ تَشٰآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشٰآءُ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشٰآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشٰآءُ بِيَدِكَ الْخَيرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيرٌ يا مٰاجِدُ يا جَوٰادُ يا ذَالْجَلٰالِ وَ الْاِكْرٰامِ يا بَطّٰاشُ يا ذَا الْبَطْشِ الشَّدِيدِ يٰا فَعّٰالاً لِمٰا يُرِيدُ يا ذَالْقُوَّةِ الْمَتِينِ ' يٰا رَؤُفُ يٰا رَحِيمُ يٰا حَيُّ حِينَ لٰا حَيَّ اَسْأَلُكَ بِاسْمِكَ الْمَخْزُونِ الْمَكْنُونِ الْحَيِ الْقَيُّومِ اَلذی اَسْتَاْثَرْتَ بِهِ فی عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ لَمْ يَطَّلِعْ عَلَيْهِ اَحَدٌ مِنْ خَلْقِكَ و ا اَسْأَلُكَ بِاسْمِكَ الَّذي تُصَوِّرُبِهِ خَلْقَكَ فِی الْاَرْحٰامِ كَيْفَ تَشٰآءُ وَبِهِ تَسُوقُ اِلَيْهِمْ اَرْزٰاقَهُمْ فِي اَطْبٰاقِ الظُّلُمٰاتِ مِنْ بَيْنِ الْعُرُوقِ وَ الْعِظٰامِ ' وَا اَسْأَلُكَ بِاسْمِكَ الَّذي اَلَّفْتَ بِهِ بَيْنَ قُلُوبِ اَوْلَيٰائِكَ وَ اَلَّفْتَ بَيْنَ الثَّلْجِ و النّٰارِ لٰا هٰذٰا يُذِيبُ هٰذٰا وَ لٰا هٰذٰا يُطْفِئُ هٰذا ا وَاَسْئَلُكَ بِاسْمِكَ الَّذی كَوَّنْتَ بِهِ طَعْمَ الْمِيٰاهِ وَاَسْأَلُكَ بِآسْمِكَ الَّذی اَجْرَيْتَ بِهِ الْمٰآءَ فی عُرُوقِ النَّبٰاتِ بَيْنَ اَطْبٰاقِ الثَّرىٰ وَ سُقْتَ الْمٰآءَ اِلٰى عُروقِ الْاَشْجٰارِ بَيْنَ الصَّخْرَةِ الصَّمّٰآءِ وَاَسْئَلُكَ بِاسْمِكَ الَّذی بِهِ تُبْدِئُ و تُعِيدُ وَ اَسْئَلُكَ بِآسْمِكَ الْفَرْدِ الْوٰاحِدِ

الْمُتَفَرِّدِ بِالْوَحْدَانِيَّةِ الْمُتَوَحِّدِ بِالصَّمَدَانِيَّةِ وَاَسْئَلُكَ بِاسْمِكَ الَّذي فَجَّرْتَ بِهِ الْمَاءَ مِنَ الصَّخْرَةِ الصَّمَّاءِ وَ سُقْتَهُ مِنْ حَيْثُ شِئْتَ وَاَسْاَلُكَ بِاسْمِكَ الَّذي خَلَقْتَ بِهِ خَلْقَكَ وَرَزَقْتَهُمْ كَيْفَ شِئْتَ وَ كَيْفَ شآءَ، يا مَنْ لا يُغَيِّرُهُ الْأَيّامُ وَ اللَّيالِيُّ اَدْعُوكَ بِمٰا دَعٰاكَ بِهِ نوحٌ حينَ نٰادٰاكَ فَاَنْجَيْتَهُ وَ مَنْ مَعَهُ وَ اَهْلَكْتَ قَوْمَهُ وَ اَدْعُوكَ بِمٰا دَعٰاكَ اِبْرٰاهيمُ خَليلُكَ حينَ نٰادٰاكَ فَأَنْجَيْتَهُ وَ جَعَلْتَ النّارَ عَلَيْهِ بَرْداً وَ سَلاٰماً وَ اَدْعُوكَ بِمٰا دَعٰاكَ بِهِ مُوسٰى كَليمُكَ حينَ نٰادٰاكَ فَفَلَقْتَ لَهُ الْبَحْرَ، فَاَنْجَيْتَهُ وَ بَني اِسْرٰائيلَ وَ اَغْرَقْتَ فِرْعَوْنَ وَ قَوْمَهُ فِي الْيَمِّ وَ اَدْعُوكَ بِمٰا دَعٰاكَ بِهِ عيسٰى رُوحُكَ حينَ نٰاداكَ فَنَجَّيْتَهُ مِنْ اَعْدٰائِهِ وَ اِلَيْكَ رَفَعْتَهُ، وَ اَدْعُوكَ بِمٰا دَعٰاكَ حَبيبُكَ وَ صَفِيُّكَ وَ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَاسْتَجَبْتَ لَهُ وَ مِنَ الْأَحْزٰابِ نَجَّيْتَهُ وَ عَلٰى اَعْدٰائِكَ نَصَرْتَهُ، وَاَسْأَلُكَ بِاسْمِكَ الَّذى اِذٰا دُعيتَ بِهِ اَجَبْتَ، يٰا مَنْ لَهُ الْخَلْقُ وَ الْأَمْرُ، يٰا مَنْ اَحاطَ بِكُلِّ شَيٍ عِلْماً، يٰا مَنْ اَحْصٰى كُلَّ شَيءٍ عَدَداً، يٰا مَنْ لا تُغَيِّرُهُ الاَيّامُ وَاللَّيالي وَ لاٰ تَتَشٰابَهُ عَلَيْهِ الْأَصْواتُ وَ لاٰ تَخْفٰى عَلَيْهِ اللُّغٰاتُ وَ لاٰ يُبْرِمُهُ اَلْحٰاحُ اَلْمُلِحّينَ، اَسْأَلُكَ اَنْ تُصَلِّيَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ خِيَرَتِكَ مِنْ خَلْقِكَ فَصَلِّ عَلَيْهِمْ بِأَفْضَلِ صَلَوٰاتِكَ وَ صَلِّ عَلٰى جَميعِ النَّبِيّينَ وَالْمُرْسَلينَ اَلَّذينَ بَلَّغُوا عَنْكَ الْهُدىٰ وَ اَعْقَدُوا لَكَ الْمَوٰاثيقَ بِالطّاعَةِ وَ صَلِّ عَلٰى عِبٰادِكَ الصّالِحينَ يٰا مَنْ لاٰ يُخْلِفُ الميعٰادَ اَنْجِزْلي مٰا وَعَدْتَني وَ

اَجْمَعْ لي اَصْحابي وَ صَبِّرْهُمْ وَ اَنْصُرْني عَلٰى اَعْدائِکَ وَ اَعْداءِ رَسُولِکَ ، وَ لاٰ تُخَيِّبْ دَعْوَتي فَانّي عَبْدُکَ ابْنُ عَبْدِکَ ابْنُ اَمَتِکَ ، اَسيرٌ بَيْنَ يَدَيْکَ ، سَيِّدي اَنْتَ الَّذي مَنَنْتَ عَلَيَّ بِهذَا المَقامِ وَ تَفَضَّلْتَ بِهِ عَلَيَّ دُونَ کَثيرٍ مِنْ خَلْقِکَ ، اَسْأَلُکَ اَنْ تُصَلِّيَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ اَنْ تُنْجِزَلي ماٰ وَعَدْتَني اِنَّکَ اَنْتَ الصّادِقُ وَ لاٰ تُخْلِفُ المِيعادَ وَاَنْتَ عَلٰى کُلِّ شَيءٍ قَديرٌ“..

ترجمہ:۔ بارالہا! اے مالک ملک جس کو چاہے قدرت وملک عطا کردے اور جس سے چاہے ملک وسلطنت کو واپس لے لے۔ جس کو چاہے عزت دے اور جس کو چاہے ذلت و خواری دے۔ تیرے ہی ہاتھ میں سب بھلائی وخیر ہے اور تحقیق تو ہر چیز پر قادر ہے۔ اے صاحب عظمت وبزرگی اے صاحب جود وسخا اے صاحب شوکت وجلال۔ اے سب سے زیادہ سخت گرفت والے اے صاحب سخت گرفت۔ اے وہ ذات جو جس شی کا ارادہ کرے کرگزرے۔ اے صاحب قدرت ابدی اے رؤف اے رحیم اے وہ جاوید وزندہ جو اس وقت بھی جاودان تھا جب کوئی شئ زندہ نہ تھی۔ تجھے تیرے امن اسم مخزون ومکنون اور حیی و قیوم کا واسطہ دے کر تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ جس کے ذریعے تو علم غیب کے پردوں میں چھپا ہوا ہے اور مخلوقات میں سے کسی کو اس پر آگاہی نہیں ہے۔ اور تجھ سے سوال کرتا ہوں تیرے اس اسم کے واسطے سے جس کے ذریعے تو رحموں میں جس طرح چاہتا ہے صورتوں کو تشکیل دیتا ہے۔ اور تیرے اس اسم کے صدقے جس کے ذریعے تو مخلوقات تک رگ و استخوان کی تہہ بہ تہہ تاریکیوں میں روزی پہنچاتا ہے۔ اور تجھ سے تیرے اس نام کے واسطے

سے سوال کرتا ہوں جس کے ذریعے تو نے اپنے اولیاء کے دلوں میں محبت والفت پیدا کر دی، اور جس کے ذریعے تو نے یخ و آتش کے درمیان ہماہنگی پیدا کی ہے کہ نہ آگ برف کو پگھلاتی ہے اور نہ برف آتش کو بجھاتی ہے اور تجھ سے تیرے اس نام کے واسطے سے سوال کرتا ہوں جس کے ذریعے تو نے خوش ذائقہ پانیوں کو پیدا کیا ہے اور تجھ سے تیرے اس نام کے واسطہ سے سوال کرتا ہوں جس کے ذریعے تو نے پانی گیاہ کی جڑوں میں تہہ بہ تہہ زمین پر جاری کر دیا ہے تاکہ درخت کے ریشوں کو تنے کے اندر سیراب کر دے۔ تجھ سے تیرے اس نام کے واسطے سوال کرتا ہوں جس کے ذریعہ تو آغاز کرتا ہے اور لوٹاتا ہے اور تجھ سے تیرے اس نام کے واسطے سے سوال کرتا ہوں جو یکتا و یگانہ روزگار ہے اور وحدانیت میں تنہا ہے اور بے نیازی میں یکتا ہے اور تجھ سے تیرے اس نام کے واسطے سے سوال کرتا ہوں جس کے ذریعے تو نے چٹانوں کے دل سے پانی جاری کر دیا اور اس کے ساتھ جس شئی کو چاہا سیراب کر دیا۔ اور تجھ سے تیرے اس نام کے واسطے سے سوال کرتا ہوں جس کے ذریعے تو نے مخلوقات کو خلق کیا اور انہیں اس طرح رزق دیا جس طرح تو نے چاہا اور جس طرح انہوں نے خواہش کی۔ اے وہ ذات جس میں ایام ولیالی تبدیلی پیدا نہیں کر سکتے تجھے اس طرح پکارتا ہوں جس طرح حضرت نوح نے پکارا جب اس نے تجھے صدا دی تو تو نے اس کو نجات دی اور اس کے ساتھ والوں کو نجات دی اور قوم کو ہلاک کر دیا۔ اور تجھ سے اس طرح دعا مانگتا ہوں جس طرح حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے تجھ سے دعا مانگی تھی۔ جب اس نے تجھے پکارا تو نے اس کے لیے آگ کو گلزار کر دیا اور خنک اور سلامتی بنا دیا اور تجھ سے ایسے دعا مانگتا ہوں جیسے حضرت موسیٰ کلیم نے تجھ سے دعا مانگی تھی۔ جب اس نے تجھے پکارا تو

تو نے اس کے لئے دریا کو شگافتہ کر دیا اس کو اور بنی اسرائیل کو نجات دی اور فرعون اور اس کی قوم کو غرق کر دیا۔ اور تجھ سے اس طرح دعا مانگتا ہوں جس طرح حضرت عیسیٰ روح اللہ نے تجھ سے دعا مانگی جب اس نے تجھے پکارا تو تو نے اس کو دشمنوں سے نجات دی اور اس کو اپنی طرف لے گیا۔ اور تجھ سے ایسے دعا مانگتا ہوں جیسے تیرے حبیب اور برگزیدہ پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے تجھ سے دعا مانگی پس تو نے اس کی دعا کو مستجاب فرمایا اور اس کو مشرکین سے نجات بخشی اور تو نے اسے اپنے دشمنوں پر فتح و نصرت عطا کی اور تجھ سے اس نام کے واسطے سے سوال کرتا ہوں کہ جب اس کے ساتھ تجھے پکارا جائے تو دعا مستجاب فرماتا ہے۔ اے وہ ذات کہ خلق کرنے کا سزاوار ہے۔ اے وہ ذات جس کا علم ہر شئی پر محیط ہے اے وہ ذات جس نے ہر شئی کی تعداد کو شمار کیا ہوا ہے۔ اے وہ ذات کہ دنوں، راتوں کا گزرنا جس میں کوئی تغیر و تبدل پیدا نہیں کر سکتا۔ آوازیں اس پر مشتبہ نہیں ہوتی۔ زبانیں اس پر پنہاں نہیں ہیں اور اصرار کرنے والوں کا اصرار کے ساتھ مانگنا اس کو پریشان نہیں کر سکتا۔ تجھ سے خواہش ہے کہ محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود و سلام بھیج کہ جن کو تو نے تمام مخلوقات میں چنا ہے۔ پس ان پر اپنے بہترین درود نازل فرما اور تمام انبیاء و پیغمبران پر درود نازل فرما وہ انبیاء جنہوں نے تیری طرف ہدایت و رشد کی تبلیغ کی۔ اور تیرے پیمان اطاعت محکم باندھا اور اپنے نیک و پاک بندوں پر درود نازل فرما۔ اے وہ ذات جو اپنے وعدہ سے نہیں پھرتی۔ جو تو نے میرے ساتھ وعدے کیا اس کو پورا فرما۔ میرے مددگاروں کو میرے اردگرد جمع فرما انہیں صبر و استقامت عطا فرما۔ اپنے اور اپنے رسولؐ کے دشمنوں کے خلاف میری نصرت و یاری فرما۔ میری دعا کو ناکام نہ لوٹا کہ میں تیرا عبد اور تیرے عبد کی اولاد

ہوں اور تیری کنیز کا فرزند ہوں۔ تیرے سامنے قیدی ہوں تو نے مجھے اپنی بہت ساری مخلوق پر برتری عطا فرمائی ہے۔ تجھ سے چاہتا ہوں کہ محمد وآل محمد علیہم السلام پر درود نازل فرما مجھ سے جو وعدہ فرمایا ہے اس کو وفا فرما بلاشک تو سچا اور وعدہ خلافی نہ کرنے والا اور ہر شئی پر قادر ہے۔

☆☆☆☆☆

اب آپ غور وفکر کریں اور سوچیں کہ حضرت حجۃ علیہ السلام کا مقام عبودیت و بندگی نسبت بذات اقدس پروردگار کس حد کو پہنچا ہوا ہے اور آنحضرت کا دعا وعبادت میں کمال کس طرح سے ہے۔

اس حقیقت کو دقت سے سمجھنے کے لئے پانچ مقدموں کا جاننا ضروری ہے۔

۱۔ آیہ شریفہ۔ "وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلاّ لِيَعْبُدُوْن". کی اساس پر خداوند تبارک وتعالی انسان کو عبادت کے لئے خلق کیا ہے کہ حتمی طور پر حضرت حق کی عبادت وبندگی کا ثمرہ ونتیجہ خود انسان کو ہی حاصل ہوتا ہے اور اس کے کمال کا سبب بنتا ہے۔

۲۔ ذات پروردگار سبحانہ لامحدود کمالات وتجلیات کی حامل ہے اور کم از کم ایک ہزار ایک تو اسماء ظاہر ہیں گویا ایک ہزار ایک جلوہ رکھتا ہے۔ جلوہ سلطنت۔ قہاریت۔ عطوفت۔ عالمیت۔ رفاقت۔ شفقت۔ قدرت۔ سخاوت۔ انیسیت۔ قدوسیت۔ مہیمنیت۔ محبت و۔۔

۳۔ جس طرح ایک عادل بادشاہ کا ادب واحترام اور ایک استاد وارستہ یا ایک مہربان باپ کا ایک صمیمی دوست یا ایک محبوب دلفریب ودلربا کا ادب واحترام باہم فرق رکھتا ہے اور ہر ایک کی ثناء وستائش اس کے اعمال والقاب کے مطابق ہوتی ہے اسی طرح ذات حق

اقدس کی بھی نیز ہر جلوہ کے ساتھ بالکل اسی تجلی سے مناسب عبادت ہوتی ہے اور ہر عبودیت کی اس کے جمال وجلال کے ایک خاص صورت ہے جو کہ وجود عبد کے آئینہ میں منعکس ہوتی ہے۔اسی لحاظ سے دعائیں گونا گوں اور نماز وتعقیبات مختلف اور حجب واحراز اور قنوت متعدد ہیں۔

۴۔ ہر زمانے میں زمین پر کسی ایسی شخصیت کا ہونا ضروری ہے جو خالق سبحانہ کے جلوؤں اور کمال کی معرفت رکھتی ہو۔اس کی تجلیات میں سے ہر تجلی بالمقابل عبادت و پرستش کرے اور اسی تجلی کے مناسب' اس کی تعریف وتحمید کرے ورنہ خلقت بشر وآفرینش عالم بے فائدہ ولغو ہوگا۔

۵۔ جن وبشر اور ملائکہ میں سے کوئی بھی رب العزۃ جل جلالہ کے تمام کمالات سے آگاہ نہیں ہے اور اس کی الوہیت کی تمام تجلیوں کے مقابل عبادت و بندگی نہیں کر سکتے ہیں۔سوائے معصوم حجت اور امام منصوب کے جو کہ انسان کامل اور معرفت وعبودیت میں کمال کو پہنچے ہوئے ہیں۔چنانچہ انہیں سے یہ ممکن ہے کہ خدا تعالی کو پہچانیں اور اس کے کما حقہ عبادت کریں۔

ان مقدمات کا نتیجہ یہ ہے کہ حضرت عسکری علیہ السلام کی شہادت کے بعد ضروری ہے کہ امام منصوب اور حجۃ معصوم روی زمین پر موجود ہوتا کہ ہدف تخلیق اور رمز آفرینش اس کے وجود ذی جود کے ذریعہ محقق ہو سکے اور اللہ تعالی کی کمال عبودیت برپا ہو سکے جو کہ معبود حق سبحانہ وتعالی کو اس کی تمام تجلیات کے ساتھ پہچانے اور اس کے سامنے سر نیاز خم کرے اور اس کی ستائش کرے تاکہ کوئی تجلی الہی ایسی نہ رہے جس کے مقابل عبادت و پرستش نہ

ہوئی ہو۔

متواتر اخبار کے ذریعہ معلوم ہو چکا ہے کہ وہ امام معصوم اور حجۃ منصوب ذات قدسیہ حضرت صاحب الزمان قائم آل محمد حضرت حجۃ بن الحسن صلوات اللہ وسلام علیہ ارواح العالمین ہے۔

پس اس بیان کے ذریعہ کہ جو خود ہر زمانہ میں حجۃ کے موجود ہونے کی دلیل میں ایک ضروری دلیل ہے سے یہ بھی ثابت ہو جاتا ہے اور وجود مقدس امام زمان اروحنا الفداہ اور خالق یکتا کی بندگی اور عبودیت میں اس کا مقام کمال بھی ثابت ہو جاتا ہے کہ اس زمانہ میں عابد حقیقی اور کامل تنہا ذات حجۃ یاور کمال عبودیت صرف آپ کی ذات بالاصفات میں منحصر ہے صرف حضرت مہدی علیہ السلام ہیں کہ جن کی شب میلاد اسے خدا تعالی مرحبا لک عبدی کے ساتھ پکارتا ہے اور اللہ تبارک وتعالی تمغہ عبودیت آپ کو عطا فرماتا ہے اور ستائش و پرستش میں آپ کے کمال کی تعریف وتوصیف فرمائی ہے۔

☆☆☆

خدا شناسی اور خدا پرستی

گروہ ہشتم:۔

وہ احادیث ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ شناخت حضرت بقیۃ اللہ ارواحنا فداہ راہ معرفت وعبادت خداوند تبارک وتعالی ہے۔آنحضرت کی معرفت کے بغیر حق سبحانہ کی معرفت واطاعت وبندگی ممکن اور میسر نہیں ہے۔

حدیث اول:۔

رئیس المحدثین مرحوم شیخ صدوق اعلی اللہ مقامہ متوفی ۳۸۱ھ کتاب علل الشرائع کے صفحہ ۹ پر اپنے سلسلۂ سند کے ساتھ امام صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں۔انہوں نے فرمایا۔

”خَرَجَ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ عَلٰى اَصْحَابِهٖ فَقَالَ: اَيُّهَا النَّاسُ ، اَنَّ اللّٰهَ جَلَّ ذِكْرُهُ مَا خَلَقَ الْعِبَادَ اِلاَّ لِيَعْرِفُوهُ ، فَاِذَا عَرَفُوهُ عَبَدُوهُ ، فَاِذَا عَبَدُوهُ اسْتَغْنَوْا بِعِبَادَتِهٖ عَنْ عِبَادَةِ مَنْ سِوَاهُ ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: يَا ابْنَ رَسُولِ اللّٰهِ بِاَبِي اَنْتَ وَ اُمِّي فَمَا مَعْرِفَةُ اللّٰهِ؟ قَالَ: مَعْرِفَةُ اَهْلِ كُلِّ زَمَانٍ اِمَامَهُمُ الَّذِي يَجِبُ عَلَيْهِمْ طَاعَتُهُ“.

ترجمہ:۔ حضرت امام حسین علیہ السلام اپنے اصحاب کے پاس تشریف لائے اور فرمایا تحقیق اللہ تعالیٰ نے بندوں کو نہیں پیدا کیا مگر یہ کہ اس کی معرفت حاصل کریں جب اسے پہچان لیں تو اس کی عبادت کریں اور جب اس کی عبادت کریں تو غیر اللہ کی عبادت سے مستغنی ہو جائیں۔اسی دوران ایک شخص نے پوچھا یا ابن رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں اللہ تعالیٰ کی معرفت کیا ہے حضرت نے فرمایا۔ ہر زمانے والوں کی معرفت و شناخت ان کا وہ امام ہے جس کی اطاعت ان پر فرض قرار دی گئی ہے۔

حدیث دوم:۔

محقق علامہ مجلسی مرحوم رضوان اللہ تعالیٰ علیہ نے کتاب مراۃ العقول کی دوسری جلد کے صفحہ ۱۲۱ پر حدیث دہم برید عجلی سے نقل کی ہے۔اس نے کہا۔

"سَمِعْتُ اَبَا جَعْفَرٍ عَلَیْهِ السَّلَامُ یَقُولُ : بِنَا عُبِدَ اللّٰهُ وَ بِنَا عُرِفَ اللّٰهُ وَ بِنَا وُحِّدَ اللّٰهُ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی و مُحَمَّدٌ حِجَابُ اللّٰهِ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی".

ترجمہ:۔ امام باقر علیہ السلام سے میں نے سنا کہ انہوں نے فرمایا۔کہ ہم (اہلبیت) کے وسیلے سے خدا تعالیٰ کی عبادت ہوئی ہے اور ہمارے ہی توسط سے اس کی معرفت ہوئی ہے۔ ہمارے وسیلے سے ہی یکتائی وحدانیت کے ساتھ اس کی شناخت ہوئی ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خداوند تبارک وتعالیٰ کا حجاب (یعنی خالق اور مخلوقات کے درمیان واسطہ) ہیں۔

☆☆☆☆☆

اب آپ پر لازم ہے کہ حضرت صاحب الزمان علیہ السلام کے مقام وعظمت کو پہچانیں اور اس کے سامنے نہایت خلوص کے ساتھ جھکیں کیونکہ آنحضرت کی معرفت راہ خدا

شناسی وخدا پرستی ہے۔اور وہ ایسی شخصیت ہیں کہ اگر کوئی شخص آپ کی امامت کی معرفت نہ رکھتا ہو اور آپ سے محبت و ولایت نہ رکھتا ہو وہ خدا تعالی وتبارک کو نہیں پہچان سکتا اور نہ ہی وہ اللہ تعالی عبادت و بندگی کر سکتا ہے۔جس کے نتیجے میں وہ غیر اللہ کی عبادت کریگا اور تخلیق کے ہدف اصلی اور آفرینش کے راز نہائی سے منحرف ہو جائیگا اور شرک و بت پرستی کی لعنت سے دوچار ہو جائیگا۔اسی حقیقت کو وہ حدیث بیان کرتی ہے جو خاصہ و عامہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کی ہے کہ آپؐ نے فرمایا۔

"مَنْ مَاتَ وَ لَمْ يَعْرِفْ اِمَامَ زَمَانِهِ مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً".

ترجمہ:۔ ہر وہ شخص جو مر جائے اور اس کو اپنے زمانہ کے امام کی معرفت وشناخت نہ ہو وہ جاہلیت کی موت مرا۔یعنی آخرت میں وہ جاہلیت کے دور کے کافروں کی صف میں ہوگا اور جہنم میں جھونکا جائیگا۔

☆☆☆

میثاق ولایت

گروہ نہم:۔

وہ اخبار و احادیث جو دلالت کرتی ہیں کہ اللہ رب العزۃ جل شانہ نے عالم اظلہ و اشباح میں تمام لوگوں خصوصاً پیغمبروں سے اور بالاخص انبیاء اولوالعزم سے امام عصر علیہ السلام کی محبت وولایت اور اطاعت کا عہد و پیمان لیا اور ان کی امامت اور مقام عظیم پر میثاق باندھا۔

حدیث اول:۔

محدث عالی مقام ثقۃ الاسلام مرحوم کلینی کتاب شریف اصول کافی میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مفصل حدیث نقل کرتے ہیں۔ اس کا ایک پیرایہ یوں ہے۔

"ثُمَّ قَالَ: "اَلَسْتُ بِرَبِّكُم قَالُوا بَلٰى شَهِدْنَا اَنْ تَقُولُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غَافِلِينَ" ثُمَّ اَخَذَ الْمِيثَاقَ عَلَى النَّبِيِّينَ فَقَالَ: اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ، وَ اَنَّ هٰذَا مُحَمَّدٌ رَسُولِي، وَاَنَّ هٰذَا عَلِيٌّ اَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ؟ قفالُوا: بَلٰى، فَثَبَتَتْ لَهُمُ النُّبُوَّةُ، وَ اَخَذَ الْمِيثَاقَ عَلٰى اُولِي الْعَزْمِ، اَنَّنِي رَبُّكُمْ وَ مُحَمَّدٌ رَسُولِي، وَ عَلِيٌّ اَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ وَ اَوْصِيَائُهُ مِنْ بَعْدِهِ وُلَاةُ اَمْرِي، وَ خُزانُ عِلْمِي، وَ اَنَّ

الْهُدیٰ اَنْتَصِرُبِهِ لِدینی وَاظْهِرُ بِهِ دَوْلَتي ، وَاَنْتَقِمُ بِهِ مِنْ اَعْدائي ، وَ اُعْبَدُ بِهِ طَوْعاً وَ كَرْهاً ، قالُوا : اَقْرَرْنا يا رَبِّ وَ شَهِدْنا".

ترجمہ:۔ پھر (خدا تعالی) نے فرمایا۔ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ سب نے کہا کیوں نہیں۔ ہم گواہی دیتے ہیں۔ مبادا قیامت کے دن تم کہو ہم اس سے بے خبر تھے۔ پھر (اللہ تعالی) نے پیغمبروں سے عہد لیا اور فرمایا۔ کیا میں تمہارا پروردگار نہیں؟ اور یہ محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) میرا رسول نہیں ہے؟ یہ علی مومنین کا امیر نہیں ہے؟ سب نے کہا ہاں۔ پھر انہیں عہد نبوت پر سرفراز کیا گیا۔ (اللہ تعالی نے) اولوالعزم پیغمبروں سے بھی عہد لیا کہ میں تمہارا پروردگار ہوں اور محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) میرا رسول ہے۔ اور علی علیہ السلام مومنوں کے امیر اور ان کے بعد اس کے جانشین ہیں اور اولی الامر ہیں اور میرے خزانہ حکمت کے خازن اور یہ کہ مہدی علیہ السلام وہ ہیں جن کے ذریعہ میں اپنے دین کی نصرت کرونگا اور اپنی حکومت کو آشکار کرونگا۔ اور اپنے دشمنوں سے انتقام لونگا طوعا و کرھاً میری عبادت کریں گے۔ سب نے کہا پروردگار ہم اعتراف و اقرار کرتے ہیں اور اس کی گواہی دیتے ہیں۔

حدیث دوم:۔

کتاب منتخب الاثر کے باب پنجم میں صفحہ ۶۴ پر امام صادق علیہ السلام سے روایت ہوئی ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔

"قالَ النَّبِيُّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ سَلَّمَ) اِنَّ اللّٰهَ تَعالٰى اَخَذَ ميثاقي وَ ميثاقَ اِثْنَى عَشَرَ اِماماً بَعْدي وَ هُمْ حُجَجُ اللّٰهِ عَلٰى خَلْقِهِ ، اَلثّاني

عَشَر مِنهُم اَلقائِمُ الَّذي يَملاءَ بِهِ الاَرضَ قِسطاً وَعَدلاً كَما مُلِئَتْ ظُلماً وَ جَوراً".

ترجمہ:۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خداوند متعال نے میرے لئے اور میرے بعد بارہ اماموں کے لئے میثاق وپیمان لیا کہ وہ مخلوقات پر اللہ تعالی کی طرف سے حجۃ ہیں ان میں سے بارھواں قائم علیہ السلام ہے کہ اللہ اس کے توسط سے زمین کو عدل و انصاف سے پر وسرشار کریگا جس طرح کہ ظلم وجور سے پر تھی۔

☆☆☆☆☆

اب آپ حضرت صاحب الزمانؑ کی بلندی مقام کے بارے میں غور وفکر کریں کہ ان کا وجود مقدس کیا ہے اور ان کی عظمت کس پایہ کامل کی ہے۔ حضرت حجۃؑ کی محبت اور اطاعت کا واجب ہونا کوئی نئی بات نہیں ہے جواب گھڑی گئی ہو۔ ان کی امامت وولایت کوئی ایسی چیز نہیں جس کا عہد صرف اس جہان میں پیغمبر و آئمہ علیہم السلام کے ذریعے لوگوں سے لیا گیا ہو۔ بلکہ آغاز آفرینش عالم اور عالم ذرہ میں ذات اقدس رب العزۃ جل جلالہٗ نے ان بزرگوار کی محبت وولایت پر میثاق اور ان کی اطاعت ودوستی کا پیمان قانون خلقت اور فطرت سے آمیختہ کیا ہے یعنی جو شخص باعظمت ذات کی امامت کے ماننے اور آپ کی ولایت کے قبول کرنے سے سرتابی کرے اس نے گویا قانون آفرینش سے انحراف کیا ہے اور وہ اپنی پاکیزہ فطرت سے روگردان ہوا ہے۔

اس کتاب کے اوائل میں آپ کی توجہ کے لئے اس ضمن میں کچھ آیات و روایات ذکر کی گئی ہیں۔ نیز زیارت ''آل یاسین'' جو امام عصر علیہ السلام کے محضر مقدس سے

پہنچی ہے اس کو مسلسل پڑھنے کی بہت زیادہ تاکید ہوئی ہے۔اس میں آنحضرت سے خطاب کرتے ہوئے پڑھتے ہیں۔

"اَلسَّلامُ عَلَیْکَ یا مِیثاقَ اللّٰہِ الَّذی اَخَذَہُ وَ وَکَّدَہٗ".

ترجمہ:۔ ہمارا تجھ پر سلام ہو اے اللہ کے عہد و میثاق کہ اللہ تعالی نے آپ کی ولایت و اطاعت پر پیمان لیا ہے اور اس کو محکم اور موکد کیا ہے۔

☆☆☆

حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر امامت

گروہ دھم:۔

شیعہ اور سنی طرق سے بہت ساری روایات موجود ہیں جو دلالت کرتی ہیں کہ حضرت بقیۃ اللہ صلوات اللہ علیہ وسلام کے ظہور پر سرور کے وقت پیغمبر عظیم الشان والا مقام حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام آسمان سے اتریں گے اور جان جاناں روح عالمیان، امام زمان ارواحنا فداہ کو اپنے سے آگے کھڑا کریں گے اور ان کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھیں گے اور پھر آپ کے ہمرکاب ہو کر جہاد کریں گے اور آپ کی حمایت و نصرت میں آپ کے دشمنوں کے خلاف جنگ کریں گے۔

حدیث اول:۔

فقیہ عالی مقام شیخ الطائفہ ابو جعفر طوسی کتاب الغیبۃ کے صفحہ ۱۱۶ پر ایک مفصل حدیث رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کی ہے جس میں آپؐ نے اپنی دختر گرامی حضرت صدیقہ کبری فاطمہ زہراؑ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا جس کا ایک پیرائیہ یوں ہے۔

"وَمِنَّا وَ اللّٰهِ الَّذي لا اِلٰهَ اِلاّ هُوَ ، مَهْدِيُّ هٰذِهِ الْاُمَّةِ الَّذي يُصَلّي خَلْفَهُ عيسَى بْنُ مَرْيَم".

ترجمہ:۔ اُس خدا کی قسم جو معبود برحق ہے اور اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور ہم (خاندان عصمت وطہارت) سے اس امت کا مہدی ہے کہ جس کے پیچھے حضرت عیسی بن مریم نماز پڑھیں گے۔

حدیث دوم:۔

کتاب منتخب الاثر کے صفحہ ۲۱۶ فصل دوم باب ۴۸ اور صفحہ ۴۷۹ فصل ہفتم باب ۸ پر بہت ساری روایات اہل سنت کے حوالے سے اس بارے میں نقل ہوئی ہیں۔ ان میں سے صاحب تذکرۃ الخواص اس حدیث کو نقل کرتے ہیں۔

"یَجتَمِعُ الْمَهْدِیُّ وَ عیسَی بْن مَریَم فَیَجیئُ وَقْتُ الصَّلٰوۃِ ' فَیَقُولِ الْمَهْدِیُّ لِعیسٰی : تَقَدَّمْ ' فَیَقُولُ عیسٰی : اَنتَ اَولٰی بِالصَّلٰوۃِ ' فَیُصَلّي عیسٰی وَرٰائَهُ مَاْموماً".

ترجمہ:۔ حضرت عیسی بن مریم علیہ السلام حضرت مہدی علیہ السلام کے حضور آئیں گے۔ پس نماز کا وقت ہوگا حضرت مہدی علیہ السلام حضرت عیسی علیہ السلام سے کہیں گے کہ آگے بڑھ کر نماز پڑھائیں تو حضرت عیسی علیہ السلام کہیں گے کہ آپ اس کے زیادہ سزاوار ہیں جماعت کی امامت کرائیں پس حضرت عیسیٰؑ حضرت مہدی علیہ السلام کے پیچھے کھڑے ہو کر ان کی اقتداء میں نماز پڑھیں گے۔

اخبار کی یہ قسم حضرت مہدی علیہ السلام کے حضرت عیسی بن مریمؑ پر افضل ہونے پر دلالت مطابقی کرتی ہے اور یہی روایت التزامی طور پر حضرت علی علیہ السلام کی خلافت بلا فصل کی حقانیت اور غاصبان خلافت کی حکومت کو باطل ثابت کرتی ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے برتر:۔

حضرت عیسیٰ علی نبینا و آلہ وسلم مقام عصمت پر فائز اور اوالوالعزم پیغمبروں میں سے اور حضرت عیسیٰ علی نبینا و آلہ وعلیہ السلام کی عظمت کا مقام یہ ہے آپ ہنوز بچے تھے اور گہوارہ میں آرام کرر ہے تھے اس وقت اذن خداوند تبارک وتعالیٰ سے لب کشائی کی اور کلام کی فرمایا۔

"اِنّي عَبْدُ اللّٰهِ اٰتانِیَ الْكِتابَ وَ جَعَلَني نَبِيّاً وَجَعَلَني مُبارَكاً اَيْنَ ما كُنتُ".

ترجمہ:۔ تحقیق میں اللہ کا بندہ ہوں۔اس نے مجھے کتاب دی ہے اور پیغمبر بنایا ہے اور جہاں رہوں اس نے مجھے بابرکت قرار دیا ہے۔

حضرت عیسیٰ علی نبینا و آلہ وعلیہ السلام کا کمال جسمانی وروحانی اس پایہ کو پہنچا ہوا ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلامتی ولادت اور سلامتی ایمان و دین اور پھر قیامت کے دن سلامتی کے ساتھ اٹھنے کی عظیم نعمت سے سرفراز ہوئے ہیں۔آیہ قرآن ہے۔

"وَالسَّلامُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدتُّ وَ يَوْمَ اَمُوتُ وَ يَوْمَ اُبْعَثُ حَيّاً".

ترجمہ:۔ مجھ پر سلامتی ہے اس دن جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن میں وفات پاؤنگا اور جس دن مجھے اٹھایا جائیگا درآنحالیکہ میں زندہ ہونگا۔

آپ کو گہرائی سے دیکھنا چاہیے کہ امام عصر اروا حنا فداہ کتنی عظیم شخصیت ہیں اور آپ کا مقام ومرتبہ کتنا بلند ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسے باعظمت نبی آپ کی اقتداء میں نماز پڑھیں گے ان کی شان حضرت مہدیؑ کے مقام ومرتبے سے کم ہے۔

باوجودیکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اولوالعزم پیغمبر ہیں، مرتبہ عصمت پر فائز ہیں۔

وحی الٰہی کا مرکز ہیں، ایسی ذات ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے برکت عطا کی گئی ہے۔ ولادت کے وقت سلامتی اور موت کے وقت سلامتی اور دوبارہ زندہ اٹھنے کے وقت سلامتی کی نعمت سے سرفراز ہیں۔ ان سب کے باوجود وہ امام زمانہؑ ارواحنا فداہ کے مأموم اور مقتدی ہیں۔ اور آپ کے مکتب کے شاگرد ہیں آپ کے سامنے جبین نیاز خم کرنے والے ہیں اور آپ کے رِکاب مقدس میں جانفشانی و جہاد کرنے والے ہیں آپکے تابع فرمان ہیں۔

مهدی آست آنکه وقت نماز جماعتش

عیسی بعد نیاز باوا اقتداء کند

ترجمہ:۔ مہدیؑ وہ ہے کہ جب اس کی نماز جماعت کا وقت ہو تو عیسیؑ بعد نیاز اس کی اقتداء کریگا۔

حضرت مہدی علیہ السلام کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر برتری ایسا عقیدہ نہیں جس کے بارے شیعہ ہی معتقد ہوں بلکہ احادیث متواترہ اور اخبار صحیحہ کے ذریعے مسلمانوں کے تمام فرقے اس کی تصدیق کرتے ہیں اور اعتراف کرتے ہیں۔ اس مسئلہ پر شیعہ وسنی سب کا اتفاق رائے اور اجماع ہے۔

گنجی شافعی اپنی کتاب البیان فی اخبار صاحب الزمان علیہ السلام کے صفحہ ۱۴۴ پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آپ کے پیچھے نماز پڑھنے پر دلالت کرنے والی روایات کے نقل کرنے اور آپکے ہمرکاب ہو کر جنگ و جہاد کرنے والی روایات کے نقل کرنے کے بعد ان کی صحت کی تصدیق کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

”اِنَّهُمَا قُدْوَتَانِ نَبِیٌّ وَاِمَامٌ وَاِنْ کَانَ اَحَدُهُمَا قُدْوَةٌ لِصَاحِبِهِ فِی حَالِ

اِجْتِماعِهِما وَ هُوَ الاِمامُ ، يَكُونُ قُدْوَةً لِلنَّبِيِّ وَ هُما اَيْضاً مَعْصُومانِ مِنْ اِرْتِكابِ القَبايِحِ كافَّةً وَالمُداهَنةِ وَالرِّياءِ وَالنِّفاقِ ، وَ لا يَدْعُوا الدّاعِيُ لِاَحَدِهِما اِلى فِعْلِ ما يَكُونُ خارِجاً عَنْ حُكْمِ الشَّرِيعَةِ وَ لا مُخالِفاً لِمُرادِ اللّهِ تَعالى وَرَسُولِهِ وَ اِذا كانَ الأَمْرُ كَذلِكَ فَالاِمامُ اَفْضَلُ مِنَ الْمَأْمُومِ لِمَوْضِعِ وُرُودِ الشَّرِيعَةِ المُحَمَّدِيَّةِ بِذلِكَ بِدَلِيلِ قَوْلِهِ صَلَّى اللّه عَلَيْهِ و آلِهِ (يَؤُمُّ الْقَوْمَ اَقْرَؤُهُمْ لِكِتابِ اللّهِ ، فَاِنْ اَسْتَوُوا فَاَعْلَمُهُمْ فَاِنِ اسْتَوُوا فَاَفْقَهُهُمْ فَاِنْ اَسْتَوُوا فَاَقْدَمُهُمْ هِجرَةً فَاِنِ اسْتَوُوا فَاَصْبَحُهُمْ وَجهاً) فَلَوْعَلِمَ الاِمامُ اَنَّ عِيسى اَفْضَل مِنْهُ لَما جازَلَهُ اَنْ يَتَقَدَّمَ عَلَيْهِ لاِحْكامِهِ عِلْم الشَّرِيعَةِ وَ لِمَوْضِعِ تَنْزِيهِ اللّهِ تَعالى لَهُ مِنْ اَرتِكابِ كُلِّ مَكْرُوهٍ ، وَكَذلِكَ لَوْ عَلِمَ عِيسى اَنَّهُ اَفْضَل مِنْهُ لَما جازَ اَنْ يَقْتَدى بِهِ لِمَوْضِعِ تَنْزِيهِ اللّهِ تَعالى لَهُ مِنَ الرِّياءِ وَالنِّفاقِ وَ المحاباةِ ، بَلْ لَمّا تَحققَ الاِمامُ اَنَّهُ اَعْلَمُ مِنْهُ جازَلَهُ اَنْ يَتَقَدَّمَ عَلَيْهِ ، وَ كَذلِكَ قَدْ تَحققَ عِيسى اَنَّ الاِمامَ اَعْلَم مِنْهُ فَلِذالِكَ قَدَّمَهُ وَ صَلَّى خَلْفَهُ ، وَ لَوْ لا ذلِكَ لَمْ يَسعَهُ اَلاَقتِداءِ بالاِمامِ فَهذِهِ دَرَجَةُ اَلْفَضْلِ في الصَّلاةِ ، ثُمَّ اَلْجِهادُ هُوَ بَذْلُ النَّفْسِ بَيْنَ يَدَىْ مَنْ يَرْغَبُ اِلى اللّهِ تَعالى بِذلِكَ وَ لَوْ لا ذلِكَ لَمْ يَصِحّ لِاَحدٍ جِهادٌ بَيْنَ يَدَىْ رَسُولِ اللّهِ صَلَّى اللّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ لا بَيْنَ يَدَىْ غَيْرِهِ ، وَ الدَّلِيلُ عَلى صِحّةِ ما ذَهَبْنا اِلَيْهِ قَولُ اللّهِ سُبْحانَهُ: (اِنَّ اللّه اَشْتَرىٰ مِنَ الْمُؤمِنينَ اَنْفُسَهُمْ وَ اَموالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ اَلْجَنَّةَ يُقاتِلُونَ في سَبيلِ اللّهِ فَيَقْتُلُونَ وَ يُقْتَلونَ وَعْداً عَلَيْهِ حَقّاً فِي اَلتَّوْراةِ وَالاِنجيلِ وَ القُرآنِ

وَمَنْ اَوْفٰی بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاَسْتَبْشِرُو اَبَیْعِکُمُ الَّذي بٰایَعْتُم بِهٖ وَ ذٰلِکَ هُوَ اَلْفَوْزُ الْعَظِیْمُ). وَلِاَنَّ الْاِمَامَ نَائِبُ الرَّسُولِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ اٰلِهٖ فِي اُمَّتِهٖ وَ لَا یَسُوغُ لِعِیسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ اَنْ یَتَقَدَّمَ عَلَی الرَّسُولِ فَکَذٰلِکَ عَلٰی نَائِبِهٖ".

ترجمہ:۔ وہ دنوں (حضرت مہدی علیہ السلام اور حضرت عیسی علیہ السلام) پیشوا ہیں ایک پیغمبر اور دوسرا امام۔ اگر دونوں اکٹھے ہو جائیں تو امام دوسرے کا بھی پیشوا ہو گا تو ناچار پیغمبر کی نسبت امام اور مقتداء ہو گا۔ اور یہ مسلم ہے کہ پیغمبر و امام خدا کی راہ میں کسی ملامت گر کی ملامت و سرزنش سے متاثر نہیں ہوتے ہیں اور دونوں مقام عصمت پر فائز ہیں اور تمام خطاؤں سے پاک اور ریا کاری، لگی لپٹی اور منافقت کا ان میں شائبہ تک نہیں ہوتا اور قانون اسلام سے خارج اور ارادہ خدا اور رسول کے مخالف کام کے انجام دینے کا انگیزہ تک ان میں موجود نہیں ہے تو اس صورت میں امام ماموم سے برتر اور افضل ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دین پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں امام کی ماموم پر افضلیت وارد ہوئی ہے کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ "امامت کرنا اس کے لئے جائز ہے جو بہترین طریقے سے قرآن پاک پڑھ سکتا ہو اور اگر (امام و ماموم) دونوں قرآن پاک کی قرأت میں یکساں ہوں تو امامت کا سزاوار وہ ہے جو ان میں زیادہ دانا ہو۔ اگر فہم و دانش میں دونوں برابر ہوں تو ان میں سے جو مسائل فقہ کو زیادہ جانتا ہو گا وہ امامت کا سزاوار ہو گا۔ اور اگر فقہ میں بھی دونوں برابر ہیں تو وہ امامت کرائیگا جو دین میں پہلے داخل ہو گا اگر دونوں دین اسلام میں برابر ہوں۔ اور اگر دونوں ہجرت میں برابر ہوں تو جو ان سے وجیہ دخوبصورت ہو گا وہ امامت کروائیگا۔

پس اگر حضرت مہدی علیہ السلام کو معلوم ہو کہ حضرت عیسی علیہ السلام ان سے افضل ہیں تو کسی صورت بھی ان کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ آگے بڑھ کر حضرت عیسی علیہ السلام کو جماعت کروائیں۔ کیونکہ امام علیہ السلام دین میں استوار ہوتا ہے اور اللہ تعالی نے امام کو ہر مکروہ تک کے انجام دینے سے منزہ و محفوظ فرمایا ہے۔ نیز اگر حضرت عیسی علیہ السلام جان لیں کہ وہ حضرت مہدی علیہ السلام سے افضل و برتر ہیں تو ان کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ امام زمانہ علیہ السلام کی اقتداء کریں کیونکہ اللہ تعالی نے انہیں بھی ہر قسم کی لغزش و ریا کاری اور منافقت سے پاک فرمایا ہے۔

بنابریں حضرت امام زمانہ علیہ السلام جانتے ہیں کہ حضرت عیسی علیہ السلام سے دانا اور افضل ہیں لہذا وہ امامت کے سزاوار ہیں اور حضرت عیسی علیہ السلام جانتے ہیں کہ امام زمانہ علیہ السلام ان سے دانا اور افضل و اعلی ہیں لہذا ان کے پیچھے کھڑے ہونگے اور ان کی اقتداء کریں گے۔ اس کے علاوہ کسی صورت میں بھی حضرت عیسی علیہ السلام کے لیے جائز نہیں کہ وہ کسی امام کی اقتداء کریں۔ حضرت عیسیٰ پر افضلیت و برتری نماز میں ہے۔

بہرحال مسئلہ جہاد میں (حضرت عیسی علیہ السلام امام زمانہ علیہ السلام کے ہمرکاب ہو کر جہاد کریں گے) جہاد کا معنی کسی کے سامنے جانفشانی اور زحمت کرنا ہے کہ جس کے ذریعے سے خدا تعالی کی طرف ترغیب دینا مقصود ہے۔ اگر جہاد کا معنی اس کے علاوہ کچھ اور ہوتا تو کسی کے لئے جائز نہ ہوتا کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا کسی اور کے روبرو جہاد کرتا۔

اس مطلب کے صحیح ہونے پر دلیل اللہ تعالی کا فرمان ہے کہ وہ فرماتا ہے۔

" تحقیق اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے ان کے مال و جان خرید کر لئے ہیں کہ ان کے بدلے میں ان کو جنت دیگا۔ خدا کی راہ میں جنگ کرتے ہیں قتل کرتے ہیں اور خود بھی شہید ہو جاتے ہیں۔ یہ اللہ کا برحق سچا وعدہ ہے تورات میں انجیل میں اور قرآن میں اور کون ہے جو اللہ تعالیٰ سے زیادہ اپنے وعدے کو وفا کرنے والا ہو۔ پس تو اس شراء پر خوش ہو جاؤ کہ تم نے ایسا معاملہ کر لیا ہے اور اس کی بہت بڑی کامیابی ہے۔

نیز اس لحاظ سے کہ امام علیہ السلام رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نائب امت میں اس کا جانشین ہے پس جس طرح حضرت عیسی علیہ السلام کے لئے سزاوار نہیں ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مقدم ہوں اسی طرح ان کے نائب اور نمائندہ سے بھی آگے بڑھنا اور اس کو امامت کروانا جائز نہیں ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حقیقی جانشین:۔

جب دلالت مطابقی کے ذریعے ثابت ہو گیا کہ حضرت بقیۃ اللہ ارواحنا فداہ حضرت عیسیٰؑ اور دیگر اولوالعزم انبیاء علیہم السلام سے افضل و اعلیٰ ہیں تو التزامی طور پر یہ بھی ثابت ہو گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سچے جانشین حضرت علی علیہ السلام ہیں (کہ جن کا بارہواں لعل ولایت حضرت عیسی پر مقدم ہے) اور غاصبین خلافت (وفدک) کی حکومت ناحق اور ناجائز ہے۔ کیونکہ قطعی طور پر حضرت امیر المومنین ابوالائمہ علیہ السلام کا مقام و مرتبہ آپ کے فرزند حضرت مہدی علیہ السلام سے کمتر نہیں ہے۔

پس حضرت ولی عصر علیہ السلام کی انبیاء پر افضلیت و برتری کا معنی یہ ہے حضرت علی بن ابی طالبؑ نیز ان سب کے امام و پیشوا ہیں اور یہ مسلم ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم کے بعد امت میں جب کوئی ایسی ہستی موجود ہو جو اولوالعزم انبیاء سے افضل ہو تو رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خلافت بلافصل اور پیشوائی امت صرف اسی کا مسلم حق ہوگا کسی دوسرے تک نوبت نہیں آئیگی۔ بنابریں حضرت علی علیہ السلام کو خانہ نشین کرنا آنحضرت کا مقام خلافت غصب کرنا ہے اور حکومتی امور میں دست اندازی ظلم صریح اور باطل ہے۔

اس لحاظ سے یہ کہنا چاہیے کہ یہ اخبار کا (التزامی دلیل) جو خود اہل سنت کی کتب میں فراوان ہیں۔ سب مسلمانوں کی طرف سے تصدیق شدہ ہیں۔ اہل سنت کے مذہب کو باطل اور تشیع کو حق ثابت کرتا ہے۔ پس ان روایات واخبار کا ڈائریکٹ مدلول حضرت مہدی علیہ السلام کی حضرت عیسی ابن مریم علیہ السلام سے برتری وافضلیت ہے۔ اور حضرت عیسی علیہ السلام پر امامت کا معنی یہ ہے کہ آپ غیر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام انبیاء سے برتر وافضل ہیں۔

اے شیعہ! توجہ کریں کہ آپ کا امام وہ شخصیت ہے جو حضرت عیسی بن مریم کے بھی امام ہیں اور تیرا پیشوا وہ ہستی ہے جو تمام ملائکہ بلکہ غیر از رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام انبیاء سے افضل و برتر ہیں۔ اس کی معرفت حاصل کریں اس کی محبت واطاعت کے لئے کمر بستہ ہو جائیں۔ اس کے لطف وکرم بے کراں کو جلب کریں کیونکہ جو کچھ ہے اس کے در دولت پر ہے اور سچائی ونجات کی راہ اس کی محبت وولایت کی مرہون منت ہے۔

☆☆☆

انبیاء و آئمہ علیہم السلام کے ارمانوں کو زندگی بخشنے والا

گیارواں گروہ:۔

وہ احادیث جو دلالت کرتی ہیں حضرت امام زمانہ علیہ السلام کا وجود ذی جود تمام پیغمبروں اور اماموں کی آرزوں اور امیدوں کو زندہ کرنے والا ہے اور آپ تمام انبیاء وآئمہ علیہم السلام کی زحمت کو نتیجہ خیز اور ثمرآور بنانے والے ہیں۔ کیونکہ رب العزۃ جل جلالہ کی طرف سے جو پیشوا مبعوث ہوئے ہیں ان کے دو بنیادی مقصد تھے۔ ایک شرک و بت پرستی کی لعنت کو صفحہ ہستی سے مٹانا۔ اور توحید و یکتا پرستی کو رائج کرنا اور دوسرا معاشرے سے ظلم و عدوان کی بیخ کنی کرنا اور عدل و پاکدامنی کو وجود بخشنا۔ لیکن یہ دو بنیادی آرزوئیں رہبران الٰہی کی طاقت فرسا زحمت اور رنج و الم برداشت کرنے کے باوجود پوری کائنات میں بطور کامل تحقق پیدا نہ کرسکیں۔ یہ دونوں بنیادی کام حضرت ولی عصرؑ اروحنا فداہ کے ظہور اور ان کے آفاقی قیام سے محقق ہونگے اور آپ کے دست مبارک سے کفر و شرک صفحہ ہستی سے مٹ جائیگا اور ظلم وستم کا تاریک دور ختم ہو جائیگا پورے جہان میں دین حق و توحید کا دور دورہ ہوگا اور سارا جہان عدل مفضل سے سرشار ہوگا۔

حدیث اول:۔

کتاب منتخب الاثر کی دوسری فصل کے باب ۴۳ میں صفحہ ۲۹۰ پر محمد بن مسلم سے روایت ہے۔اس نے کہا۔

"قُلْتُ لِلْبَاقِرِ (عَلَيْهِ السَّلَامُ) مَا تَأْوِيلُ قَوْلِهِ تَعَالَىٰ فِي الْأَنْفَالِ: (وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلّٰهِ؟

قَالَ: لَمْ يَجِيءْ تَأْوِيلُ هٰذِهِ الْآيَةِ، فَإِذَا جَاءَ تَأْوِيلُهَا يُقْتَلُ الْمُشْرِكُونَ حَتَّى يُوَحِّدُوا اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ، وَ حَتَّى لَا يَكُونَ شِرْكٌ، وَ ذٰلِكَ فِي قِيَامِ قَائِمِنَا".

ترجمہ:۔ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کی کہ سورہ انفال میں اللہ تعالی کے اس فرمان کی تاویل کیا ہے کہ "وَ قَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَ يَكُونُ الدِّينُ كُلُّهُ لِلّٰهِ". کہ ان کے ساتھ جنگ کریں یہاں تک کہ فتنہ وفساد ختم ہو جائے اور پورے کا پورا دین اللہ کے لئے ہو۔ حضرت نے فرمایا۔ہنوز اس آیہ کی تاویل نہیں آئی ہے۔پس جب اس آیہ کی تاویل آئیگی کافروں سے جنگ ہوگی مشرکین قتل کئے جائیں گے یہانتک کہ وہ خدائے وحدہ لاشریک پر ایمان لے آئیں اور شرک باقی نہ رہے اور یہ ہم اہلبیت علیہم السلام کے قائم کے ظہور کے وقت ہوگا۔

سورہ انفال کی آیہ ۲۹ کے ذیل میں فرماتا ہے۔

"وَ قَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَ يَكُونُ الدِّينُ كُلُّهُ لِلّٰهِ".

اورسورہ آل عمران کی آیت ۸۳ میں فرماتا ہے۔

"وَلَهُ اَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضِ طَوْعاً وَ كَرْهاً".

اور جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے وہ خواہ نخواہ اس کے لیے اسلام لے آئیگا۔

سورہ صفا کی آیہ ۹ میں فرماتا ہے۔

"لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ".

تا کہ وہ ان تمام ادیان پر غالب کرے اگر چہ مشرکین اس کو ناپسند کریں۔

عامہ وخاصہ کے طریق وسند سے فروان اخبار وروایات وارد ہوئی ہیں جو دلالت کرتی ہیں حضرت مولا صاحب الزمانؑ اروحنا فداہ کے ظہور کے زمانے میں جو کچھ زمین و آسمان میں ہے خواہ نا خواہ خداوند کریم کا مطیع و پیرو ہوگا شرک وکفر زمین سے اٹھ جائیگا۔ دین حق کہ مذہب شیعہ امامیہ اثنا عشریہ ہر جگہ پر رائج ہوگا۔ بقیہ تمام باطل دین اور فاسد عقائد نابود ہوجائیں گے۔

مهدی است آنکه پر تو توحید پاک را

در قلبهای تیره و آلوده جا کند

ترجمہ:۔ مہدیؑ وہ ہے جو توحید کے پاک نور کو۔ سیاہ تیرہ اور آلودہ دلوں میں اُتار دیگا۔

تفسیر برہان ج ۲ میں سورہ انفال کی آیہ ۳۹ کے ذیل اس بارے میں احادیث نقل ہوئی ہیں کہ اس آیہ مبارکہ کی تاویل عملی کا ابھی وقت نہیں آیا ہے۔ کیونکہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کفار سے جزیہ لے کر انہیں اذن زندگی عنایت فرمایا تھا۔ لیکن جب اس آیہ کی تاویل کا وقت آئیگا تو جزیہ قبول نہیں کیا جائیگا اور مشرکین کے ساتھ میدان کارزار برپا ہوگا اور شکست ناپذیر جنگ ہوگی تا کہ سب توحید ویکتا پرستی کی طرف آجائیں اور مشرک و

بت پرستی جہان سے اٹھ جائے۔

مهدئ است تانکه پرچم اسلام را متین

هر قلعه هائی محکم دشمن بپا کند

ترجمه:۔ مہدیؑ وہ ہے جو سچے اسلام کے پرچم۔ دشمن کے محکم قلعوں پر گاڑھے گا۔

حدیث دوم:۔

فقیہ عالی قدر شیعہ مرحوم شیخ صدوق رضوان اللہ تعالی علیہ کتاب کمال الدین کی پہلی جلد کے باب ۲۴ صفحہ ۲۸۵ پر حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام سے حدیث نقل کی ہے جس میں آپ نے سلیم بن قیس ہلالی سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا ہے۔ میرے سامنے آپ نے پیغمبر اکرمؐ کے اوصیاء اور آئمہ طاہرین میں سے ایک ایک کا نام لیا۔ پھر حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا۔

"فیهِمْ وَاللّٰهِ یَا اَخَابَنِي هِلَالٍ ' مَهْدِیُّ اُمَّتِي مُحَمَّدُ الَّذِی یَمْلَاءَ الْاَرْضَ قِسْطاً وَعَدْلاً کَمَا مُلِئَتْ ظُلْماً وَ جَوْراً".

ترجمه:۔ اے نبو ہلال کے فرزند۔ خدا کی قسم ان (آئمہ کے ناموں) میں میری امت کا مہدیؑ جس کا نام محمد ہے جو زمین کو عدل وانصاف سے پر کردے گا جس طرح پہلے ظلم وستم سے پر تھی۔

؎ مهدی اسمت آنکه کاخ عظیم ستمگری

با یک نهیب خویش دچار فنا کند

مهدی است آنکه داد سرای نهائیش

برپایه های عدل خدائی بنا کند

ترجمہ:۔ مہدی وہ ہے کہ جو اپنی ایک گرج سے ستمگری کے عظیم کاخ کو دو چار فنا کریگا۔ مہدیؑ وہ ہے جو عدل الٰہی کی بنیاد پر عدالت کو انتہا تک پہنچائیگا۔

☆☆☆☆☆

اچھی طرح تدبر و فکر کریں اور سمجھیں کہ آپ کے زمانے کے امام کس قدر بلند مرتبہ اور ان کی قدر و منزلت کیا عظیم ہے۔ تنہا وہ ذات ہیں جو انبیاء و آئمہ کی کوششوں کو نتیجہ خیز بنائیں گے اور تمام آسمانی رہبروں کی امیدوں کو تحقق بخشیں گے۔ جنگ و جدال غارت گری و ستم کو جہان ہستی سے اٹھا دیں گے اور انسانی نیت کے منافی ننگ و عار سے پر حکومتوں کا خاتمہ کر دیں گے۔ باطل و فاسد حکومتوں کو حق و صلاح کے قالب میں ڈھال دیں گے۔ سفاک و ظالم طاقتوں کو لباس عدل و خیر خواہی میں تبدیل کر کے رکھ دیں گے۔ خلاصہ یہ کہ غیر خدا کی کوئی نشانی و علامت باقی نہیں چھوڑیں گے اور پورے جہان کو حکومت الٰہی کے تابع کر دیں گے اور ہستی وجود کو عدالت و پاکیزگی سے سرشار کر دیں گے۔

کتنا با مقصد اور خوبصورت کسی نے لکھا ہے۔

؎ مهدی امام منتظر نو بادهٔ خیر البشر

خلق دو عالم سر بسر بر خوان احسانش میکن

مهر از صیائش زره بدر از عطایش بدره

دریا ز جودش قطره گردون زکشتش خوشه چین

امرش قضا حکمش قدر حبش جنان بغضش سقر

خاك رهش زیبد اگر بر طره ساید حورِ عین

مرآت ذات کبریا مشکوه او هدی

منظور بعث انبیاء مقصود خلق عالمین
دانند قرآن سر بسر بابی زمدحش مختصر
اصحاب علم و معرفت ' ارباب ایمان و یقین
نوح و خلیل و بوا البشر ' ادریس و داود و پسر
از ابر فیضش مستمد ' از کان علمش مستعین
موسی بکف دارد عصا ' دربانیش را منتظر
آماده بهر اقتداء عیسی بچرخ چارمین
ایزد بنامش زد رقم ' منشور ختم الاوصیاء
چونانکه جد امجدش گردید ختم المرسلین
ظاهر شود آن شه اگر شمشیر حیدر بر کمر
دستار پیغمبر بسر ' دست خدا در آستین
دیاری از این ملحدان ' باقی نماند در جهان
ایمن شود روی زمین ' از جور و ظلم ظالمین

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے آیہ مبارکہ

"جَاءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ".

کے بارے میں نقل ہوا ہے انہوں نے فرمایا۔

"اِذَا قَامَ الْقَائِمُ ذَهَبَ دَوْلَةُ الْبَاطِلِ".

جب قائم اہلبیت قیام کریگا باطل کی حکومت ختم ہو جائیگی۔

☆☆☆

پیغمبر اسلام اور آئمہ علیہم السلام کی قائم آل محمد سلام اللہ علیہ کی تعظیم و احترام

بارھواں گروہ:۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دیگر آئمہ اطہار علیہم السلام کی طرف سے حضرت ولی عصر ارواحنا فداہ کے مقام والا کی تعظیم اور تجلیل کے لئے احادیث وارد ہوئی ہیں۔آنجناب کی عظمت پر یوں دلالت کرتی ہیں کہ حضرت معصومین علیہم السلام نے آپ کو نہایت عظمت بزرگی کے ساتھ یاد فرمایا ہے حضرات کی منزلت کی تعریف کی ہے۔اور آپ کی شان کی بلندی اور علو درجہ کو دلوں میں راسخ فرمایا ہے۔

حدیث اول:۔

فقیہ مرحوم شیخ صدوق قدس سرہ کتاب کمال الدین کی دوسری جلد کے صفحہ ۳۷۲ پر اپنی سند کے ساتھ عبدالسلام صالح ہروی سے نقل کرتے ہیں کہ اس نے کہا۔

"سَمِعْتُ دِعْبِلَ ابْنَ عَلِيٍ الْخُزَاعی ، يَقُولُ: اَنْشَدْتُ مَوْلَایَ الرِّضَا عَلِی بْن مُوسٰی عَلَيْهِمَا السَّلاَمُ قَصِيدَتي الَّتي اَوَّلُهَا:

مَدارِسُ آیاتٍ خَلَتْ مِنْ تَلاوَةٍ

وَمَنْزِلُ وَحْيٍ مُقْفَرُ الْعَرَصاتِ

فَلَمّا انْتَهَيْتُ اِلىٰ قَولي:

خُرُوجُ اِمامٍ لا مَحالَةَ خارِجٌ

يَقُومُ عَلَى اسْمِ اللّهِ وَالْبَرَكاتِ

يُمَيِّزُ فينا كُلَّ حَقٍّ وَ باطِلٍ

وَ يُجْزي عَلَى النَّعْماءِ وَالنَّقَماتِ

بَكَى الرِّضا عَلَيْهِ السَّلامُ بُكاءً شَديداً ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ اِلَيَّ فَقالَ لي: يا خُزاعي، نَطَقَ رُوحُ الْقُدسِ عَلىٰ لِسانِكَ بِهٰذَيْنِ الْبَيْتَيْنِ، فَهَلْ تَدْري مَنْ هٰذَا الْإِمامُ وَ مَتىٰ يَقُومُ؟

فَقُلْتُ: لا يا مَوْلايَ، اِلاّ انّي سَمِعْتُ بِخُرُوجِ اِمامٍ مِنْكُمْ يُطَهِّرُ الْاَرْضَ مِنَ الْفَسادِ وَ يَمْلَأُها عَدْلاً (كَما مُلِئَتْ جَوْراً)

فَقالَ: يا دِعْبِل، اَلاِمامُ بَعْدي مُحَمَّدُ ابْني وَ بَعْدَ مُحَمَّد اِبْنُهُ عَلِيٌّ وَ بَعْدَ عَلِيٍّ اِبْنُهُ الْحَسَنُ وَ بَعْدَ الْحَسَنِ اِبْنُهُ الْحُجَّةُ الْقائِمُ الْمُنْتَظَرُ في غَيْبَتِهِ، اَلْمُطاعُ في ظُهُورِهِ، لَوْ لَمْ يَبْقَ مِنَ الدُّنْيا اِلاّ يَوْمٌ واحِدٌ لَطَوَّلَ اللّهُ عَزَّوَجَلَّ ذٰلِكَ الْيَوْمَ حَتّىٰ يَخْرُجَ فَيَمْلَأُ الْاَرْضَ عَدْلاً كَما مُلِئَتْ جَوْراً..

وَ اَمّا مَتىٰ، فَاِخْبارٌ عَنِ الْوَقْتِ، فَقَدْ حَدَّثَني اَبي عَنْ اَبيهِ عَنْ آبائِهِ عَلَيْهِمُ السَّلامُ، اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ قيلَ لَهُ: يا رَسُولَ اللّهِ، مَتىٰ

يَخْرُجُ الْقَائِمُ مِنْ ذُرِّيَّتِكَ؟ فَقَالَ: مَثَلُهُ مَثَلُ السَّاعَةِ الَّتِي لاٰ يُجَلِّيهَا لِوَقْتِهَا اِلاّ هُوَ ثَقُلَتْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لاٰ يَأْتِيكُمْ اِلاّ بَغْتَةً".

ترجمہ:۔ دعبل خزاعی سے میں نے سنا اس نے کہا۔

میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں قصیدے سرائی کی اس قصیدہ کا مطلع یوں تھا۔

آیات الٰہی کے مدارس تلاوت کی آواز سے (مخالفین کے ظلم وستم کی وجہ سے) خالی ہو گئے اور وحی کے نزول کی جگہ بیابان کی مانند ویران ہو گئی ہے۔

جب میں ان اشعار پر پہنچا۔ خروج امام لامحالۃ خارج

مجھے امید ہے کہ ایسے امام کا ظہور اور قیام ناگزیر ہے اور وہ خروج کریگا وہ بنام خدا اور فراوان برکتوں سے قیام کریگا تا کہ وہ ہمارے درمیان حق کو باطل سے جدا کرے اور لوگوں کو نعمتوں اور عقوبتوں کا بدلہ دے اس دوران حضرت امام رضا علیہ السلام نے سخت گریہ کیا پھر انہوں نے اپنا سر اقدس بلند کیا اور میری طرف رخ انور کر کے فرمایا۔ اے خزاعی یہ دو شعر روح القدس نے تیری زبان پر جاری کئے ہیں کیا تمہیں خبر ہے کہ وہ امام کون ہے اور کب قیام کریگا؟ میں نے عرض کی نہیں میرے آقا۔ میں اس کے سوا کچھ نہیں جانتا ہوں کہ میں نے سنا آپ کے خاندان میں سے ایک امام ظہور کریگا اور زمین کو ہر فساد سے پاک کردیگا اور عدل وانصاف سے سرشار کردیگا جس طرح وہ ظلم وستم سے پر تھی۔ پھر حضرت نے فرمایا اے دعبل میرے بعد میرا بیٹا محمد (علیہ السلام) امام ہے اس کے بعد اس کا بیٹا علی علیہ السلام امام ہوگا اس کے بعد اس کا بیٹا حسن علیہ السلام امام ہوگا اس کے بعد اس کا بیٹا ''حجۃ

القائم" علیہ السلام امام ہے کہ اس کے زمانہ غیبت میں اس کے انتظار میں رنج اٹھائیں اور اس کے ظہور کے زمانہ میں اس کی اطاعت ہوگی۔

اگر دنیا کی زندگی کا ایک دن بھی باقی رہا تو اسی دن کو اللہ تعالی اتنا طولانی کریگا کہ وہ قیام کرے اور زمین کو عدل وانصاف سے پر کردے کہ جس طرح وہ ظلم وجور سے پر تھی۔

بہرحال وہ ظہور کب کریگا۔ یہ خبر دینا قبل از وقت ہے۔ (درحالانکہ اس کا وقت معین نہیں کیا جاسکتا) کیونکہ میرے والد گرامی (موسی ابن جعفر علیہما السلام) نے اپنے والد سے انہوں نے اپنے والد علیہم السلام سے میرے لئے حدیث بیان فرمائی ہے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال ہوا کہ آپ کی ذرّیت میں سے "قائم" کب قیام کریگا؟ تو حضرت نے جواب دیا اس کی مثال روز قیامت کی سی ہے (کہ خدا تعالی کے علاوہ کوئی بھی اس کے وقت کو نہیں جانتا) اور اس وقت کو اللہ تعالی ظاہر نہیں فرماتا مگر یہ گھڑی آسمانوں اور زمین پر گران ہے۔ اس کا تمہاری طرف آنا ناگہائی ہوگا۔

حدیث دوم:۔

محدث جلیل القدر مرحوم شیخ محمد بن ابراہیم نعمانی نے کتاب الغیبۃ کے صفحہ ۲۴۵ پر خلاد سے نقل کیا ہے کہ اس نے کہا۔

"سُئِلَ اَبُو عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: هَلْ وُلِدَ الْقَائِمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ؟ فَقَالَ: لَا ، وَلَوْ اَدْرَكْتُهُ لَخَدَمْتُهُ اَيَّامَ حَيَاتِي".

ترجمہ:۔ امام صادق علیہ السلام سے سوال ہوا آیا حضرت قائم علیہ السلام متولد ہوئے ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ نہیں۔ اگر میں اس تک رسائی پالوں تو عمر بھر اس کی خدمت

کروں۔

☆☆☆☆☆

پھر بیٹھیں اور اپنے امام زمانہؑ کے معنوی و روحانی مقام کے اوج وعروج کے بارے میں سوچیں کہ وہ کتنی بلند ہستی ہیں اوران کا کام عظمت کی کن حدوں کو چھو رہا ہے۔

اگر چہ تمام حضرات معصومین علیہم السلام اجمعین سب ایک نور ہیں اور آئمہ طاہرین علیہم السلام ایک حقیقت ہیں اور سب کی ولایت ایک طرز کی ہے کہ خود فرماتے ہیں۔ **کلھم نور واحد**۔ سب ایک ہی نور ہیں۔

لیکن حضرت صاحب الزمان ارواحنا فداہ کا وجود قدسی کچھ علیحدہ ہی خصوصیات کا مالک ہے۔ اس بزرگوار کا پروگرام اوراس کے امتیازات باعث بنتے ہیں کہ تمام لوگ حتی پیغمبر گرامی اور آئمہ علیہم السلام کی امید آپ سے وابستہ ہو۔ اور آپ کے کام کی اہمیت اتنی زیادہ ہے کہ سب آئمہ کے گفتار ورفتار میں آپکا تذکرہ نہایت عظمت وجلالت کے ساتھ آیا ہےاورعوام کوآپ کی عظمت کی طرف متوجہ کیا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت قائم علیہ السلام کی برتری واوج علمی کی تصریح فرمائی ہے۔ حضرت علی علیہ السلام اس وصف کے ساتھ کہ قائم علیہ السلام وہ شخصیت ہیں جو آخرالزمان میں ظہور کریں گے اور جہان ہستی کو عدالت سے سرشار کردیں گے آپ کے فرزندوں میں ہیں لیکن پھر بھی حضرت امیر کو اس کی جلالت وعظمت کے ساتھ بشارت ہوئی ہے۔

باوصف اینکہ حضرت مہدی (علیہ السلام) وہ شخصیت ہیں کہ جن کے پیچھے عیسی بن

مریم علیہ السلام نماز پڑھیں گے اہلبیت عصمت سے ہے پھر حضرت زہراء سلام اللہ علیہا کو اس کے ذریعے تسلی اور دلداری کی گئی ہے۔

امام رضا علیہ السلام حضرت حجۃ ارواحنا فداہ کے اوصاف حمیدہ سننے پر اشک بہاتے ہیں اور شدید گریہ کرتے ہیں اور ان کے اسم مقدس کے احترام کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں اور اپنے ہاتھوں کو سر مبارک پر رکھتے ہیں۔ حضرت امام صادق علیہ السلام ان کے دیدار کی آرزو رکھتے ہیں اور عمر بھر ان کی خدمت میں گزارنے کی خواہش رکھتے ہیں اور ان کے فراق میں آہ وفغان کر رہے ہیں اور ان کے غم ہجران میں جل رہے ہیں اور ان کے رخ اقدس سے دوری کی وجہ سے آرام و آسائش نہیں ہے۔ ان کی جدائی میں افسردہ دل اور پریشان ہیں۔ لباس سادہ بے آستین بغیر گریبان کے پہنے ہوئے خاک پر بیٹھے۔ پسر مردہ عورت کی طرح نالہ و گریہ وزاری کر رہے ہیں اشک کی لڑیاں آنکھوں سے جھڑ رہی ہیں اور اس محبوب غائب سے یوں خطاب کرتے ہیں۔

"سَیِّدی، غَیْبَتُکَ نَفَتْ رُقَادی وَ ضَیَّقَتْ عَلَیَّ مِهَادی وَابْتَزَّتْ مِنّی رَاحَةَ فُؤَادی".

ترجمہ:۔ میرے سردار آپ کی غیبت نے میری نیند اڑادی ہے اور میرے بستر کو مجھ پر تنگ کر دیا ہے اور مجھ سے میرے دل کا چین چھین لیا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت مہدی علیہ السلام کے مقام ومنزلت کی ستائش میں فرماتے ہیں۔ حضرت علیؑ و حضرت زہراء سلام اللہ علیہا ان کے وجود مسعود کے ذریعے تسلی خاطر اور سرور حاصل کرتے ہیں اور امام صادق علیہ السلام ان کی خدمت کے

لئے کمر بستہ ہیں اور ان کے فراق میں اشک ریز ہیں اور حضرت امام رضا علیہ السلام ان کا اسم مبارک آنے پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور ان کی یاد میں گریہ وزاری کرتے ہیں۔ شائستہ و مناسب بلکہ واجب ہے کہ ہم شیعہ بھی آنجناب کو یاد کریں اور ان کے ظہور پر ان کے نزدیک ہونے کی دعا کریں ان کی خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ مخلوق کو ان کی طرف کھینچیں اور دلوں کو ان کی محبت سے لبریز کریں اور ان کی ہمراہی میں جہاد کے لئے اپنے آپ کو تیار کریں۔ ان کے زمانہ غیبت میں اپنے فرائض کو پہچانیں اور ان سے عہدہ برآ ہونے کی کوشش کریں۔ ان کے دیدار کو طلب کرنے اور اس کے لئے جستجو کرنے سے نہ تھکیں۔ ان کے ہجر میں نالہ و بکا کریں اور آنسو بہائیں۔ تا کہ انشاءاللہ ان کی خدمت میں پہنچ سکیں اور ان کے نور مقدس کا دیدار کر سکیں اور ان کی زیارت کی سعادت سے بہرہ مند ہو سکیں۔

"اَللّٰهُمَّ اَرنی الطَّلْعَةَ الرَّشیدَةَ وَ الْغُرَّةَ الْحَمیدَه".

جو کچھ گزر چکا ہے وہ حضرت صاحب الزمان ارواحنا فداہ کے بارے میں وارد ہونے والی احادیث کے کچھ حصہ کی تقسیم بندی تھی اور آنحضرت کے مقام ومنزلت کا بیان تھا۔ لیکن اس ضمن میں تمام آیات و روایات کی چھان بین اور تقسیم بہت ضروری ہے اور بہت ساری آیات و روایات کا ایک جا کرنا مشکل ہے۔ ہم نے بقدر ضرورت اور بطور نمونہ ان روایات میں سے چند ایک کا ذکر کیا ہے جو حضرت حجۃ علیہ السلام کے مقام قدسی کو بیان کرتی ہیں۔

اب آپ بطور خلاصہ آیات و روایات کی طرف توجہ اور مقام والا حضرت قائم

المنتظرؑ کی معرفت میں قدم رکھیں۔

۱۔ حضرت امام زمانہ علیہ السلام کا نور مقدس اللہ تعالی کی اولین مخلوق اور خلقت کی غایت اصلی ہے۔

۲۔ حضرت امام زمانہ علیہ السلام کی محبت اعمال وعبادت کی قبولیت کی سند ہے اور ہر وہ شخص جو اس کو قبول نہیں کرتا آپ کی ولاء اور محبت سے تہی دست ہے وہ کفار کے زمرے میں ہے اور اس کے لئے جہنم کا حکم دیا گیا ہے۔

۳۔ حضرت امام زمانہ علیہ السلام کی ذات پاک تمام جہان والوں کے لئے باعث فیض ورحمت ہے۔

۴۔ حضرت امام زمانہ علیہ السلام کا وجود مقدس تمام انبیاء کے کمالات کا حامل ہے۔

۵۔ حضرت امام زمانہ علیہ السلام کا دست مبارک عقول کو کمال بخشنے والا اور لوگوں کو اخلاق کی بلندی عطا کرنے والا ہے۔

۶۔ حضرت امام زمانہ علیہ السلام کی زندگی سادہ اور زھد وتقوی کا نمونہ ہے۔

۷۔ حضرت امام زمانہ علیہ السلام کی دعا وعبادات پوجا و پرستش اللہ تعالی کے تمام کمالات وجلوات کا پرتو ہے۔

۸۔ حضرت امام زمانہ علیہ السلام کی معرفت رب العزہ کی معرفت کا ذریعہ ہے جو شخص آپ کو نہ پہچانے اس کو اللہ سبحانہ کی معرفت حاصل نہ ہوگی۔

۹۔ حضرت امام زمانہ علیہ السلام کی امامت وولایت پر عالم میثاق میں سب سے عہد و پیمان لیا گیا ہے۔

۱۰۔ حضرت امام زمانہ علیہ السلام کا مقام باعظمت حضرت عیسی علیہ السلام سے برتر ہےاور آپ کا درجہ نبی پاکؐ کے علاوہ تمام انبیاء سے بالاتر ہے۔

۱۱۔ حضرت امام زمانہ علیہ السلام کا پروگرام تمام انبیاء وآئمہ علیہم السلام کی آرزوؤں کو حیات بخشنے والا ہے۔

۱۲۔ حضرت امام زمانہ علیہ السلام کی عظمت و بزرگی کو گفتار و رفتار اہل بیت عصمت و طہارت علیہم السلام میں سے مسلسل خاطر نشان کیا گیا ہے۔

☆☆☆

فصل سوم

آیت اللہ العظمی وحید خراسانی مدظلہ العالی
کی حضرت امام زمانہ علیہ السلام
کے مقام بالا کے بارے میں

تین تقاریر

جس طرح کہ اوّل کتاب میں آپ کو متوجہ کیا تھا کہ اس کتاب کو محقق فقیہ اہل بیت عصمت حضرت آیت اللہ العظمیٰ کی تقریرات پر اختتام کو پہنچائیں گے۔

ان میں سے پہلی تقریر وہ ہے جو حضرت آیت اللہ العظمیٰ وحید خراسانی مدظلہ نے بروز بدھ ۱۴ شعبان اور حضرت امام زمانہ علیہ السلام کے تولد مبارک کی مناسبت سے کی تھی۔ دوسری تقریر ایک ہفتہ بعد بروز بدھ ۲۱ شعبان المعظم کو ۱۴۰۴ھ رمضان المبارک کی تعطیلات کی مناسبت سے درس اصول فقہ کے بعد بیان فرمائی تھی۔ اور تیسری تقریر ۱۴ شعبان معظم ۱۴۰۵ھ کو اسی مسجد سلماسی حوزہ علمیہ میں درس کے بعد طلباء وفضلاء حوزہ علمیہ کی خواہش پر بدیہی طور پر ارشاد فرمائی تھی۔

یہ بتانا ضروری ہے کہ تقریر کے بعض الفاظ اور تعبیرات تحریر میں تبدیل ہو گئے ہیں۔ ضمناً چونکہ یہ مطالب عمومی استفادہ کے قابل تھے۔ اس لئے حوالہ دی گئی آیات روایات اور بعض عبارتوں کو حاشیہ میں ذکر کر دیا گیا ہے۔ جس جگہ پر کسی آیت یا روایت کی طرف اشارہ ہوا ہے تحقیق کر کے اس کا مدرک نقل کر دیا ہے۔ نیز جو توضیحات ضروری تھیں حاشیہ میں ذکر کر دی گئی ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امام زمان علیہ السلام

امام زمانہ علیہ السلام کے بارے میں ہر چیز سے بہتر یہ ہے کہ ہم کلمہ ''امام زمان'' کے بارے میں غور وفکر کریں امام زمان یعنی چہ۔ ہم امام زمانیات نہیں کہتے ہیں بلکہ امام ''زمان'' کہتے ہیں یہ کلمہ ''صاحب الزمان'' سے لیا گیا ہے جو کہ دعا و زیارات میں آیا ہے(۱) کہ صاحب الزمان ہے نہ کہ صرف صاحب زمانیات (۲)۔

---

(۱) ہر روز نماز صبح کے بعد جو زیارت پڑھتے ہیں اس میں حضرت ولی عصر علیہ السلام کی زیارت میں یہ الفاظ آتے ہیں۔ ''اَللّٰھُمَّ بَلِّغْ مَوْلَایَ صَاحِبَ الزَّمَانِ صَلَوَاتُ اللّٰہِ عَلَیْہِ..''

اہل بیت عصمت وطہارت علیہم السلام سے نیز بہت ساری احادیث ہم تک پہنچی ہیں جن میں حضرت مہدی علیہ السلام کو صاحب الزمان کہا گیا ہے۔ ان احادیث میں سے شیخ صدوق رضوان اللہ تعالی نے کتاب کمال الدین کی دوسری جلد کے باب ۳۳ میں صفحہ ۳۴۲ پر امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا۔ ''اِنَّ الْغَیْبَۃَ سَتَقَعُ بِالسَّادِسِ مِنْ وُلْدِی وَھُوَ الثَّانِی عَشَرَ مِنَ الْاَئِمَّۃِ الْھُدَاۃِ بَعْدَ رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ ' اَوَّلُھُمْ اَمِیرُ الْمُؤْمِنِینَ عَلِیُّ بْنُ اَبِی طَالِبٍ وَ آخِرُھُمُ الْقَائِمُ بِالْحَقِّ ' بَقِیَّۃُ اللّٰہِ فِی اَرْضِہٖ وَ صَاحِبُ الزَّمَانِ..'' یعنی عنقریب میرا چھٹا پوتا غیب ہوگا اور وہ رسول پاکؐ کے بعد ہدایت دینے والے آئمہ میں سے بارہواں امام ہے اور

اگر آپ کلمہ ''صاحب وامام'' کے کلمہ ''زمان'' کی طرف اضافت میں غور کریں تو معلوم ہوگا کہ آنحضرت زمان سے آگے ہیں اور زمان کے امام ہیں اور زمان ان کے پیچھے ہے۔ اگر آپ اس مسئلے میں غور کریں گے تو حضرت حجۃ علیہ السلام کے کامل و تام معرفت حاصل کر لیں گے۔ کیونکہ کوئی تعبیر بھی اس سے دقیق نہیں ہے اور یہ تعبیر صرف اور صرف حضرت حجۃ علیہ السلام کے بارے میں وارد ہوئی ہے اور آپ کی خصوصیات میں سے ہے اگر کوئی اس مطلب کی گہرائی کو سمجھ لے تو وہ جان لے گا حضرت حجۃ علیہ السلام کیوں بوڑھے نہیں ہوتے۔

یہ مطلب جو کہ بعض تنگ نظر افراد کے لئے مشکل اور نا قابل حل ہے کہ کیونکر آنحضرتؑ بوڑھے نہیں ہوتے۔ ان بزرگوار پر پیری کیوں طاری نہیں ہوتی ہے کیونکہ دور زمانہ آپ پر اثر انداز نہیں ہوتا۔ حالانکہ مسلم حقیقت کہ

ان بارہ میں سے پہلا حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام اور آخری قائم بحق ہے۔

اہل سنت کے سلسلہ سند سے بھی ایسی روایات تواتر سے نقل ہوئی ہیں کہ ان میں بھی امام عصر ارواحنا فداہ کو ''صاحب الزمان'' کے لقب سے ملقب کیا گیا ہے۔ ان میں سے قندوزی حنفی نے کتاب ینابیع المودۃ کی دوسری جلد کے صفحہ ۵۱۳ پر عبداللہ بن مسکان کے حوالے سے امام محمد باقر علیہ السلام اور امام صادق علیہ السلام اور امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے حدیث نقل کی ہے اس کا آخری پیرایوں ہے۔

''حَتّٰی یَنْتَهِی اِلٰی صَاحِبِ الزَّمَانِ الْمَهْدِی عَلَیْهِ السَّلَامُ''.

۲۔ فلک کی حرکت کی تعداد کو زمان کہتے ہیں اور جو اشیاء زمان میں ہیں ان کو زمانیات کہتے ہیں۔

" انّ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ یُبلیانِ کِلّ جدیدٍ وَ یُقَرِّبانِ کِلّ بَعیدٍ وَ یاْتِیانِ بِکُلِّ مَوْعُودٍ". (۳)

حل ہو جائیگی۔ کیونکہ جب شمس و قمر کی وہاں تک رسائی ہی نہیں ہے جب وہاں پہنچتے ہی ساکن وساکت ہو جاتے ہیں۔ (۴) تو آپ پر اثر انداز کیسے ہو سکتے ہیں۔

۳۔ یعنی گردش شمس وقمر اور وقت کا گزرنا ہر تازہ شئی کو بوسیدہ کر دیتا ہے اور ہر دور کو نزدیک کر دیتا ہے اور ہر وعدہ دی ہوئی اجل وسرنوشت کو لے آتا ہے۔

۴۔ شیخ صدوق قدس سرہ الشریف نے کتاب کمال الدین کی دوسری جلد کے باب ۳۵ صفحہ ۳۷۶ حدیث ہفتم ریان میں صلت سے نقل کی ہے کہ اس نے کہا "قُلْتُ لِلرِّضا عَلَیْهِ السَّلامُ: اَنْتَ صاحِبُ هٰذَا الْاَمْرِ؟ فَقالَ: اَنَا صاحِبُ هٰذَا الامرِ وَلٰکِنّي لَسْتُ بِالَّذي اَمْلَأُ ها عَدْلاً کَما مُلِئَتْ جَوْراً، وَ کَیْفَ اَکُوْن ذٰلِکَ عَلٰی ما تَریٰ مِنْ ضَعْفِ بَدَني، وَ انَّ القائِمَ هُوَ الَّذي اِذا خَرَجَ کانَ في سِنِّ الشُّیُوخ وَ مَنْظَرِ الشُّبّانَ، قَوِیّاً فی بَدَنِهِ، حَتّی لَوْ مَدَّ بَدَهُ اِلٰی اَعْظَمِ شَجَرَةٍ عَلٰی وَجْهِ الْاَرْضِ لَقَلَعَها وَلَوْ صاحَ بَینَ الْجِبالِ لَتدَکْدَکَتْ صُخُورها.."

یعنی حضرت امام رضا علیہ السلام سے میں نے عرض کیا۔ کیا آپ صاحب امر ہیں؟ حضرت نے فرمایا میں اولی الامر (زمان) کا صاحب و ولی ہوں۔ لیکن صاحب امر نہیں ہوں جو زمین کو عدل و انصاف سے سرشار کرے گا جبکہ وہ ظلم و جور سے پر ہو چکی ہوگی۔ میں اس ضعیف بدنی جو کہ تم مجھ میں دیکھ رہے کے ساتھ کس طرح وہ صاحب امر ہو سکتا ہوں۔ جبکہ قائم (علیہ السلام) وہ ہستی ہیں کہ جب ظہور فرمائیں گے پیرانہ سال ہونگے مگر چہرہ جوانوں کی آب تاب والا ہوگا (یعنی اگر چہ ان پر لیل ونہار کا گزرنا بہت زیادہ ہوگا لیکن زمانے کا گزرنا ان پر اثر انداز نہ ہوگا اور وہ جوانوں کے رخ واندام اور قوت کے مالک ہوں گے) ان کی قوت جسمانی اتنی زیادہ ہوگی کہ اگر وہ زمین پر کسی عظیم ترین درخت کو اکھاڑنے کے

آنحضرت کا مقام اتنا مفید ہے کہ شمس وقمر جو کہ "یُبْلِیَانِ کُلَّ جَدِیدٍ" (ہرنئی شئی کو پرانا کرنے والے ہیں) صرف وہاں تک پہنچتے پہنچتے تھک کر ساکن ہو جاتے ہیں۔

وہ ذات بالا ہے شمس وقمر کو بوسیدہ کر دیتی ہے۔ لیکن آفتاب و مہتاب میں یہ صلاحیت نہیں ہے کہ وہ اس کو پیر و فرسودہ کر سکیں یہ امامت نسبت بہ زمان فعلی ہے نہ صرف اہل زمان پر یہ امامت فعلی ہے۔ (۵)

لئے ہاتھ بڑھائیں گے وہ درخت اکھڑ جائیگا اگر وہ پہاڑوں کے درمیان آواز بلند کریں گے تو پہاڑوں کی چٹانیں ریزہ ریزہ ہو جائیں گیں۔

کتاب کمال الدین کی پہلی جلد باب ۲۹ صفحہ ۳۱۲ پر ایک حدیث امام حسن علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس کے ضمن میں قائم آل محمد ارواحنا فداہ کے بارے میں فرمایا۔ "یُطِیلُ اللّٰهُ عُمْرَهُ فِی غَیْبَتِهِ، ثُمَّ یُظْهِرُهُ بِقُدْرَتِهِ فِی صُورَةِ شَابٍّ دُونَ اَرْبَعِینَ سَنَةً". خداوند تعالی اس (قائم آل محمدؐ) کی عمر اس کی غیبت میں دراز کریگا اور پھر اس کو چالیس سال سے بھی کم عمر کے جوان کی صورت میں ظاہر فرمائے گا

۵۔ کثیر اخبار سے استفادہ ہوتا ہے کہ حضرت بقیۃ اللہ الاعظم ارواحنا فداہ کا وجود مطہر نہ صرف غیبت کے زمانے بوڑھا نہیں ہوتا بلکہ ظہور کے بعد حضرت کے وقت کے پورا ہونے تک گردش ایام اور مرور زمان آپ پر اثر انداز نہیں ہو سکتے۔ آپ زندگی کے آخری لحہ تک اسی طرح چہرہ جوان اور اندام قوی رہیں گے۔ ایسی احادیث میں سے ایک حدیث شیخ بزرگوار مرحوم صدوق اعلی اللہ مقامہ نے کتاب کمال الدین کی دوسری جلد کے صفحہ ۶۵۲ پر اپنے سلسلہ سند کے ساتھ ابی صلت ھروی سے نقل کی ہے۔

"قُلْتُ لِلرِّضَا عَلَیْهِ السَّلَامُ: مَا عَلَامَاتُ الْقَائِمِ مِنْكُمْ اِذَا خَرَجَ؟ قَالَ: عَلَامَتُهُ اَنْ یَكُونَ شَیْخَ السِّنِّ، شَابَّ الْمَنْظَرِ حَتّٰی اَنَّ النَّاظِرَ اِلَیْهِ لَیَحْسِبُهُ اِبْنَ اَرْبَعِینَ سَنَةً اَوْ دُونَهَا، وَ اَنَّ مِنْ عَلَامَاتِهِ اَنْ لَا یَهْرَمَ بِمُرُورِ الْاَیَّامِ وَ اللَّیَالِی حَتّٰی یَأْتِیَهُ اَجَلُهُ". یعنی میں نے حضرت امام

یہ حضرت حجۃ علیہ السلام کے مختصات میں ہے اور یہ خصوصیت اور مقام عالم میں آپ کے سوا کسی کو حاصل نہیں ہے۔ اسی وجہ سے آنحضرت کو "صاحب الزمان" کا لقب دیا گیا ہے۔ پس آپکا وجود حاکم اور مسلط بر زمان ہے۔ (٦)

رضا علیہ السلام سے عرض کی۔ آپکے خاندان عصمت میں سے قائم جب ظہور کریں گے تو ان کی علامات کیا ہیں؟ حضرت نے فرمایا۔ اس کی علامات یہ ہیں کہ وہ پیرانہ سال ہونگے لیکن ان کا چہرہ جوان ہوگا کہ دیکھنے والا اس کو چالیس یا کمتر کا جوان گمان کریگا۔ اور اس کی علامات میں سے یہ ہے کہ وہ مرور ایام اور وقت گذرنے سے ان پر بڑھاپا نہیں آئیگا یہاں تک کہ وہ رحلت فرمائیں گے۔

٦۔ حضرت مہدی علیہ السلام کے طول عمر کے مسئلے کے بارے میں اُستاد کے اس عمیق اور سنہرے بیان نے آنحضرت کی پیری و بڑھاپے کے مسئلہ کو احسن طریقے سے حل کر دیا ہے اور اس چیز کا تعارف کروایا ہے کہ آپ زمانے سے برتر اور اس سے آگے ہیں۔ اور حضرت کے اس مقام و مرتبہ کو پہچاننے کیلئے کہ وہ زمان پر بالفعل امامت رکھتے ہیں اور ان کے جوان اور دراز عمر پانے کے محال اور بعید از قیاس ہونے کی خبر کی بہترین طریقے سے بیخ کنی ہوتی ہے اس دقیق مطلب کی طرف توجہ کے بعد کہ جس کا سرچشمہ معرفت مقام امام عصر ارواحنا فداہ ہے۔ اکثر نویسندگان کے ان بیانات کی ضرورت نہیں رہتی ہے جو اس مشکل کا جواب دینے کے لئے لکھے گئے ہیں۔ جن میں انسان کی طبیعی عمر کی تحقیق اور جڑی بوٹیوں اور حیوانات کے بارے میں عمرانیات کے اعداد و شمار کہ کونسی شئی کتنی لمبی عمر کر پاتی ہے اور نہ ہی اس کی ضرورت ہے کہ حفظان صحت کے اصول اپنائے جائیں اور طول عمر کے لئے تمبا کو نوشی جیسی اشیاء سے اجتناب اور پیادہ روی، خواب، قیلولہ اور آرام دہ جوتا پہننا وغیرہ کسی قسم کی بحث کی ضرورت نہیں ہے اور نہ یہی مناسب ہے کہ میڈیکلی مفروضہ قائم کریں یا زیست شناسی کے مقالوں کے ذریعے یہ عقیدہ قائم کریں کہ بدن انسان منجمد ہو تو اس کے سیلز ہمیشہ باقی رہتے ہیں اور اس کو صرف غذا اور شدید گرمی و

یہاںپر آپکوغور کرنا چاہیے کہ ایسی ہستی ہے جوزمانے پریوں مسلط ہے کہ زمانہ اس میں اثر اندازنہیں ہوسکتااس وجود کادائرہ کتناوسیع ہےاورکون ومکان پراس سلطنت کی حدیں کہاں تک پھیلی ہوئی ہیں۔

نتیجہ عبارت یہ ہے کہ تمام وہ مقامات جہاں کلمہ ''عصر'' اور ''زمان'' آیا وہ حضرت کی مقام ومنزلت پرآ کرمنتفی ہوجاتا ہے۔اگرآپ یہ مطلب سمجھ لیں تو آپ کے لئے سورہ عصر کامفہوم روزروشن کی طرح واضح ہوجائیگا۔

سردی سے تحفظ کی ضرورت ہے۔اس مطلب کے بعدہمیں اسے خودساختہ مفروضوں کاسہارالینے کی قطعی ضرورت نہیں ہےاورنہ ہی ایسے شاہد ونمونے لانے کی ضرورت ہے کہ مثلاًعلی شاہ کربلائی نے ۱۲۵ سال عمرپائی اورشیرعلی مسلم اورف نے ۱۶۷ سال زندگی کی اورھنری انگریز نے ۱۶۹ سال عمرپائی اورایک ھنگری کے کسان نے ۱۸۵ سال عمرپائی وغیرہ وغیرہ کیونکہ یہ سب وہ ہیں جوزمان کے محکوم بہ ہیں اور زمانہ کے پیچھے ہیں لیکن حضرت حجت سلام اللہ علیہ وہ شخصیت ہیں جوزمانہ پرحاکم ہیں اوراس کے آگے ہیں اورصاحب دامام عصرہیں اوردیگراشیاءسب زمانیات ہیں اوروہ ظرف زمانہ واقع ہیں اورناچارزمانہ کے گذرنے کے ساتھ اس سے متاثرہوتے ہیں لیکن حضرت مہدی علیہ السلام صرف زمانیات ہی نہیں بلکہ خودزمانے کے بھی حاکم اورامام ہیں اورزمانے سے صرف متاثرہی نہیں ہوتے بلکہ زمانہ ان کے زیر اثرہےاگرچہ رسول گرامی اوردیگرتمام آئمہ علیہم السلام بالقوہ یہ مرتبہ ولایت اورمرتبہ امامت کے حامل ہیں۔ لیکن یہ قوہ امام زمانہ علیہ السلام میں مرتبہ فعلیت کوپہنچ گئی ہے۔اس کے علاوہ حضرت بقیۃ اللہ اروا حنافداہ کے طول عمرپرجتنے استدلات کامفہوم یہ ہے کہ آنحضرت کی عمرمبارک بہداشتی اورغذائی وسائل اور حفظان صحت کے اصول کے تحت درازہےتوپھربھی ایک نہ ایک دن توان پرھرم وپیری آئیگی۔پس حضرت کی زندگی طبیعی قانون کے تحت ایک نہ ایک دن ہوکراختتام کوپہنچے گی۔اگرچہ یہ امرہزاروں سال بعد

"وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِی خُسْرٍ اِلَّا الَّذِینَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ".

وہ انسان جو "لفی خسر" یعنی خسارے میں ہیں ان سے "اِلَّا الَّذِینَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ". کی استثناء ہوئی ہے۔ یہ انسان بعداز عصر ہے یعنی انسان زمانی ہے۔ لیکن امام زمانہ علیہ اسلام قبل از عصر اور آپ کا مقام ومرتبہ قبل العصری ہے۔ پس یہ واضح ہو گیا کہ آنحضرت امام زمانہ اور امام عصر ہیں۔ کیونکہ عصر کے معانی میں سے ایک معنی زمانہ بھی ہے۔ اور اسی سورہ مبارکہ کی تفاسیر میں ایک تفسیر زمانے کے ساتھ کی گئی ہے۔ والعصر۔ یعنی قسم ہے زمانے کی۔ اور یہ تفسیر نہایت عمیق اور اساسی تفسیر ہے۔

اسی طرح حضرت حجۃ علیہ السلام کے القاب میں کلمہ "صاحب الزمان" آیا ہے اور کلمہ "ولی العصر" آیا ہے۔ پس آنحضرت عصر پر ولائیت رکھتے ہیں اور عصر پر مقدم ہیں

ہو۔ درحالانکہ حضرت ولی عصر علیہ السلام اپنی حیات مبارکہ کے آخری لمحے میں بھی کسی صورت پیر اور بوڑھے نہیں ہونگے اگر دس ہزار سال بعد ہی کیوں نہ ہو۔ جیسا کہ اس بارے میں بعض اخبار کا مفہوم ہے یہ مطلب صرف اور صرف اس صورت میں ممکن ہے کہ مقام امامت آنحضرت بر کل زمان بالفعل ہو۔

حضرت بقیۃ اللہ صلوات اللہ علیہ کے طول عمر کو طبیعی رنگ دینے والے مطالب کا خلاصہ یہی ہے کہ جب آنحضرت فوق طبیعت شخصیت ہیں اور عام قوانین طبیعی کے حاکم اور ان پر مسلط ہیں تو پھر ان پر ان کے طبعی اثرات مرتب نہیں ہوتے ہیں۔

۷۔ زمانے کی قسم۔ تحقیق انسان زیان وخسارے میں ہے مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور عمل صالح انجام دیئے۔

اور عصر انسان پر مقدم ہے۔اور خدا تعالی عصر کی قسم کھاتا ہے کہ

اس پوری کلام عمیق کا خلاصہ یہ ہوا کہ تمام رنج وزیان اور خیر وشر کی نشاہ و پیدائش اس مقام بالا سے نیچے ہے۔اس وقت جو سوچنے کی بات ہے کہ خدا تعالی نے ایسی ہستی کو اس مقام و مرتبہ کے ساتھ کس لئے ذخیرہ کیا ہوا ہے؟

اس لئے کہ رمز تخلیق کو زندہ وتابندہ رکھے!

تمام انبیاء ورسل حضرت پیغمبر خاتم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کا مقدمہ ہے اور پیغمبر خاتم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نیز انسان کو اوج کمال تک پہنچانے کے لئے مبعوث ہوئے ہیں کہ اس کمال کے بعد کوئی کمال نہیں ہے۔پس بعثت تمام انبیاء مقدمہ حضرت خاتمؐ اور پیغمبر خاتمؐ کی بعثت انسان کو اوج کمال تک پہنچانا لیکن یہودی لابی نے مداخلت کر کے حضرت پیغمبر کے بعد یہ مقصد عظیم پورا نہ ہونے دیا۔یہودی ہاتھ یعنی وہ دو شخص جو احبار یہود کے ہاتھ میں کھلونا تھے(۸)

---

(۸) حضرت معصومین علیہم السلام اجمعین سے مروی ہونے والی احادیث اور شیعہ کے فقہاعظام اور علماء کرام رضوان اللہ تعالی علیہم نے غاصبین خلافت اور ظالمین نسبت بہ زہراء مرضیہ سلام اللہ علیہا کے کفر ولعن کے واجب ہونے کو نہایت تفصیلی طور پر ثابت کیا ہے کہ اس کی اس مختصر میں گنجائش نہیں ہے۔ آیات وروایات کے مطالعہ اور تاریخ کی تحقیق انیق اور اہل بصیرت کے اقوال کی تحقیق سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے اور اس میں ذرہ بھر تردید وشک نہیں رہتا کہ جو شخص ان کے کفر اور ان پر لعنت کے بارے میں شک کرے وہ کافر اور ملعون ہے۔

فقیہ زاہد اور عالم باعمل ''مرحوم مولی محمد تقی مجلسی'' قدس سرہ کتاب روضۃ المتقین کی جلد پنجم

یعنی وہ شخص جو احبار یہود کی پیداوار تھا اور سقیفہ بنی ساعدہ کا المیہ اور وہ سازش اور ریشہ دوانی سب کچھ کا سرچشمہ یہود کی اس مشتری کی طرف لوٹتا ہے جس کو تیس ۳۰ انصار اور احبار یہود نے تشکیل دیا تھا۔ سرفہرست ان میں یہودی تھے سقیفہ بنی ساعدہ کے معاملے میں کعب الاحبار کی وسیع دست اندازی تھی اور یہ مسلم الثبوت ہے کہ وہ کون تھا اور اللہ تعالی کا وہ پروگرام جو رمز تخلیق کے ظہور کے لئے مستحق تھا دھرا رہ گیا اپنے نتیجہ تک نہ پہنچ سکا۔

اسی وجہ سے خواجہ نصیر الدین طوسی رضوان اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں۔ "وُجُودُهُ لُطفٌ وَ تَصَرُّفهٗ لُطفٌ آخَرَ وَعَدَمُهُ مِنّا". (۹)

عدمہ منا درست اور صحیح ہے اس وجہ سے "اَحَسِبَ النّاسُ اَنۡ یُترَکُوا اَنۡ یَقُولُوا آمَنّا وَ هُمۡ لاَ یُفتَنُونَ". (۱۰) اللہ تعالی فتنہ و آزمائش کا اپنی قدرت اور قہر سے سد باب نہیں کرتا یہ آزمائش و امتحان ضرور پیش آنا ہے۔

کے صفحہ ۳۴۹ پر غاصبین فدک و خلافت اور حضرت زہراء سلام اللہ علیہا پر ظلم کرنے والوں کے بارے میں لکھتے ہیں۔ "فَانظُرۡ هَلۡ یَبقَی اللَّعنُ عَلَیهِمۡ مَحَلُّ تَوَقُّفٍ ، اَوۡ فی کُفرِهِمۡ مَجَالُ کَلامٍ؟ فَلَعنَةُ اللّٰهِ عَلیٰ مَنۡ تَوَقَّفَ فی کُفرِهِمۡ". آپ دیکھیں کیا ان پر لعنت کرنے میں کوئی توقف و درنگ رہ جاتا ہے یا ان کے کفر میں کوئی بات کرنے کی گنجائش ہے پس اس پر بھی اللہ کی لعنت ہے جو ان کے کفر میں توقف کرے۔

۹۔ یعنی امام کا وجود لطف و کرم ہے اور ان کی امامت اور اولی بالتصرف ہونا مزید لطف ہے اور ان کا نہ ہونا (غائب ہونا) ہماری وجہ سے ہے۔ (شرح تجرید الاعتقاد صفحہ ۲۸۵)

۱۰۔ کیا لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ انہیں (آزاد) چھوڑ دیا جائیگا کہ انہوں نے "آمنا" کہہ دیا ہے اور ان کا امتحان و آزمائش نہیں ہوگا۔ (سورہ عنکبوت آیہ ۲)

بنابراین خداوند تعالی و تبارک نے ایک شخص کو ذخیرہ کیا ہوا ہے جو کہ بعثت و رمز تخلیق کا عصارہ و نچوڑ ہے۔ اور یہ اس کے وجود مقدس کے ذریعے ظاہر ہو کر رہے گا اور ایسے بزرگوار جس کے وجود مسعود کے ذریعہ نتیجہ خلقت و بعثت ظاہر ہوگا اس کو ایسے امتیازات کا حامل ہونا چاہیے جو پورے عالم میں کسی کے حصہ میں نہ آئے ہوں۔

ان امتیازات میں سے ایک یہ ہے کہ وہ شخصیت اس سلطنت و قدرت کے ساتھ باقی رہے۔ لہذا جب آنحضرت تشریف لائیں گے تو آپ کا کام اہمیت کے لحاظ سے کسی دوسرے کے کاموں کے ساتھ اصلاً قابل مقایسہ نہیں ہوگا۔ اگر آپ ادعیہ و زیارات کا دقت سے مطالعہ کریں تو آپ سمجھیں گے کہ اس مسئلے کا فلسفہ کیا ہے۔ مسئلہ امام زمان اور ظہور امام زمان علیہ السلام کو صحیح طریقے سے درک ہی نہیں کیا گیا۔ آپ کے کام کی اہمیت کو سمجھا ہی نہیں جا سکا کہ تمام انبیاء و مرسلین کے کام ایک طرف اور آپ کے کام ایک طرف۔ یعنی انہوں نے تمام امور جو انجام دیئے وہ اور بیج بونے کی منزل میں ہیں اور حضرت حجۃ علیہ السلام کا کام اس کھیتی کو مرحلہ ثمر آور بنانا اور کمال تک پہنچانا ہے۔

یہ ایسی شخصیت ہیں جن کو اللہ تعالی نے ذخیرہ کیا ہوا ہے اور آپ کو وہ بلند مرتبہ عطا کیا ہے کہ اگر اس کو درک کر لیا جائے تو پتہ چلے کہ شمس و قمر کیوں آپ پر اثر انداز نہیں ہوتے ہیں۔ اور آپ کے بارے میں زمین و زمان اور آسمان مورد بحث نہیں ہیں اور دنیا و آخرت کا کوئی اثر نہیں ہے۔ خلاصہ یہ کہ آپ کا وجود تمام نشات طولیہ و عرضیہ پر مسلط ہے اور بسیط ہے

اگر کلمہ ''امام زمان'' کے معنی کی گہرائی کو سمجھ لیں تو خود بخود معلوم ہو جائیگا کہ آنحضرت علیہ السلام زمانیات پر بھی مقدم ہیں اور زمان پر بھی۔ اور زمان کی امامت اس

وقت تک ممکن نہیں جب تک آپ آلائش مادہ سے پاک اور مجرد نہ ہوں۔ وہ مطلب جس کے متعلق نوع انسانی کے بڑے بڑے دانشور پریشان ہیں یہی مرحلہ تجرد روحانیت ہے کہ جس کے باعث وہ تمام زمانے کی امامت کرتے ہیں در عین حال وہ جسد بھی ہیں۔ اس جسدیت کا اس تجرد و تروج کے ساتھ اور اس تجرد و تروج کا اس جسدیت کے ساتھ اجتماع حضرت حجۃ علیہ السلام کی خصوصیات میں سے ہے اور یہ مفہوم خود کلمہ ''امام زمان'' میں ہے۔

پس وہ زمانے کا امام ہے اور زمانہ کی طرف مضاف ہے اور وہ مضاف بسوی زمان بھی اسی حال میں امام زمان بھی ہے۔

مرحوم حاج میرزا احمد مرحوم آخوند اعلی اللہ مقامہ الشریف کے فرزند نقل کرتے ہیں کہ ہماری والدہ ماجدہ بہت سخت بیمار ہوگئیں۔ یہانتک کہ ڈاکٹر و معالج اس کے علاج سے عاجز آ گئے اور ہمارے والد گرامی ہماری والدہ کی بیماری کے لا علاج ہو جانے کے سبب بہت زیادہ رنجیدہ و افسردہ تھے۔ ایک دن ہمیں اطلاع ملی کہ ایک شخص نجف اشرف میں آیا ہے جو علم رمل کا ماہر ہے اور میں اور میرا بڑا بھائی (الحاج میرزا محمد آقا زادہ بزرگ جو خراسان کے تمام اساتیذ کا استاد ہے) دونوں اس کی تلاش میں نکلے کہ اپنی والدہ کی بیماری کے متعلق دریافت کریں۔ اس شخص کی علامات پوچھیں اور حضرت امیر علیہ السلام کے حرم مطہر کے ایوان میں بیٹھ کر اس کا انتظار کرنے لگے کہ وہ زیارت حضرت امیر علیہ السلام کے لئے آئے اور ہم اس سے گفتگو کریں۔ ایک شخص پھٹے پرانے کپڑے پہنے حرم میں داخل ہوا۔ تو ہم سمجھ گئے کہ یہ وہی شخص ہے جس کو ہم تلاش کر رہے ہیں۔ ہم اٹھے اس کے پاس آئے وہ آیا اور بیٹھ گیا۔ ہم نے کہا ہمارے ذہن میں کچھ مطلب ہے ہم اس کی نیت کرتے ہیں تم

ہمیں خبر دو کہ کیا ہے؟ ہم نے نیت کی۔ اس نے بلا فاصلہ تسبیح کے کچھ دانے پھینکے اور کہا کہ تمہاری نیت ایک بیمار کے بارے میں ہے۔ جس کو مرض نے سرتا پا اپنی لپیٹ میں لیا ہوا ہے اور یہ صحت یاب ہونے والا نہیں ہے۔ دو تین دن میں رحلت کر جائیگا۔ اور اتفاق سے ہماری نیت اپنی والدہ کی بیماری کے بارے میں تھی۔ بغیر اس کے ہم ان سے کچھ کہیں تسبیح کے چند دانے پھینک کر اس نے ہمارا مدعا کشف کر لیا۔ پھر میرا بھائی کسی فکر میں گم ہو گیا اور کہا کہ میں نے جو نیت کی ہے اس کے بارے میں بتائیں؟ اس نے تسبیح کے دانے پھینکے تو ناگہاں اس کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا۔ پھر دانے پھینکے تو اس کا رنگ اور زیادہ متغیر ہو گیا۔ اس وقت اس نے کہا یہ نیت آپ نے جس شخص کے بارے کی تھی وہ ابھی لبنان تھا اور اب میں دیکھ رہا ہوں وہ کعبہ میں ہے۔ میں کعبہ کی طرف متوجہ ہوا ہوں تو دیکھ رہا ہوں وہ مدینہ میں ہے۔ ایک دفعہ پھر اس نے تسبیح کے دانوں کی طرف توجہ کی تو اس نے کہا تمہاری نیت جس شخص کے بارے میں ہے اب میں دیکھ رہا ہوں کہ خورشید اس کا طواف کر رہے ہیں وہ امام زمانہ علیہ السلام ہے۔

اس شخص کی بات بے وقعت نہ تھی جو اس نے کہا کہ خورشید اس کے گرد چکر لگا رہا ہے اس کے بعد اس شخص کی کوئی خبر نہ ہوئی۔ انہوں نے کہا اس ماجرے کے بعد ہم اس کے پاس گئے تاکہ اس سے علم رمل سیکھیں۔ پہلے تو اس نے سکھانے سے معذرت کی اور کہا کہ یہ علم فقر کا باعث بنتا ہے۔ دوبارہ ہم نے جب علم رمل حاصل کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا اور اس کے سراغ میں نکلے اور جب ہم گمان کرتے ہیں کہ اس نے فقر کے خوف سے ہمیں اس علم کے سیکھنے سے منصرف کر دیا ہے ہم نے پکا ارادہ کر لیا کہ اس سے کہیں ہم فقر کو قبول کرتے ہیں

تو ہمیں یہ علم ضرور سکھا۔ بہر حال اس کے بعد جتنی بھی کوشش کی اس کو تلاش نہ کر سکے۔

غرض یہ ہے کہ اس نے کہا تھا۔ یہ سوال اس شخص کے بارے میں ہے جس کے سر پر سورج گردش کرتا ہے اگر آپ اندازہ لگائیں کہ سورج زمین کے گرد نہیں گھومتا جیسا کہ پہلے یہ نظریہ تھا کہ سورج زمین کے گرد گھومتا ہے۔ وہ غلط بطلومیسی تھی جو یہ گمان کرتے تھے اس سب کی ایک بنیاد ہے کیونکہ مسابقہ ادیان میں رمزی طور پر ایک کلمہ آیا ہے جس کی وضاحت نہ ہو سکتی تھی۔

اور ھئیت بطلومیسی نے اس کو سمجھنے میں اشتباہ کیا ہے وہ شخصیت جس کے گرد سورج چکر لگاتا ہے زمین نہیں ہے۔ بلکہ وہ ذات ہے جس کا مقام امامت خورشید پر ہے۔ یہاں وہ شخصیت ہے جو زمان کی امام ہے اور خورشید اس کے گرد گھومتا ہے۔

ایسے شخص کی معرفت کی طرف توجہ انسان کو خود بخود تبدیل کر دیتی ہے۔ ہمارے عیوب میں سے سب سے بڑا عیب امام زمانہ علیہ السلام کی طرف توجہ کا نہ ہونا ہے۔ یہاں سے ہم سمجھ لیں کل ہم آنحضرت کی خدمت اقدس میں کیا جواب دیں گے؟ مثلاً اگر ہم اپنی زندگی کا منصفانہ محاسبہ کریں کل صبح ہم یہاں آئے اور درس و بحث شروع کی آج چوبیس گھنٹے گزر گئے۔ اب ہر شخص کو کل سے آج تک کا محاسبہ کرنا چاہے۔ اور سوچنا چاہیئے کہ کتنا وقت ہم نے حضرت حجۃ علیہ السلام کی یاد میں گزارا ہے اور کتنی گھڑیاں حضرت حجۃؑ کی یاد میں گزاری ہیں۔

امام زمانہ علیہ السلام وہ شخصیت ہیں کہ اگر دقت سے ان کے بارے وارد ہونے والی آیات و روایات کو دیکھیں تو انکی عظمت اس پایہ کمال کو پہنچی ہوئی ہے جو ہم نے بیان کیا

ہے اور نظام ہستی کی مدت اسی طرح کامل ہے کہ اس کی طرف اشارہ ہوا ہے اور ان کا مقام و مرتبہ بھی اس قدر عظیم ہے کہ ہدایت کہتی ہے تمام انبیاء ورسل نے دو حرف سے زیادہ علم بیان نہیں کیا اور امام زمانہ علیہ السلام ظہور فرمائیں گے ۲۵ حرف بقیہ کا علم بیان فرمائیں گے۔(۱۱)

مہم تر یہ دوسری بات ہے فرماتے ہیں کہ جب حضرت حجۃؑ ظہور فرمائیں گے لوگوں کے سروں پر ہاتھ رکھیں گے اور ہر وہ جوان ۲۵ حروف کے علم تک رسائی حاصل کرنا چاہتا ہوگا اس کی قدرت درک وفکر چالیس افراد کے عقل کے برابر ہو جائیگی۔ مہم یہ ہے کہ تمام روایات کو ایک دوسرے کے ساتھ شمار کریں اور سمجھیں۔ نہ یہ کہ ہر ایک روایت کو دوسری سے جدا حساب کریں۔ فرماتے ہیں صرف ایک دفعہ سر پر ہاتھ رکھنے سے قدرت عقل چالیس گناہ ہو

۱۱۔ علامہ مجلسی مرحوم رضوان اللہ تعالیٰ علیہ بحار الانوار کی جلد ۵۲ باون کے صفحہ ۳۳٦ پر امام صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں انہوں نے فرمایا۔

"اَلْعِلْمُ سَبْعَة وَ عِشْرُونَ حَرْفاً ، فَجمیع ما جاء تْ بِهِ الرُّسُلُ حَرْفَانِ ، فَلَمْ یَعْرِفْ النّاسُ حَتّی الْیَوْمَ غَیْرَ الْحَرْفَیْنِ ، فَاِذا قَامَ قَائِمُنا اَخْرَجَ الْخَمْسَةَ وَ الْعِشْرینَ حَرْفاً ، فَبَثَّها فِي النّاسِ ، وَ ضَمَّ اِلَیْهَا الْحَرْفَیْنِ حَتّی یُبَثَّها سَبْعَةَ وَ عِشْرینَ حَرْفاً".

ترجمہ:۔ یعنی تمام علم ۲۷ حرف ہیں اور وہ جو انبیاء کرام لائے دو حرف ہیں۔ پس لوگوں نے آج تک دو حرفوں کے علاوہ علم حاصل نہیں کیا ہے۔ جب ہم اہل بیت علیہم السلام کا قائم ظہور کریگا وہ بقیہ ۲۵ حروف کو آشکار کریگا اور لوگوں میں نشر کریگا اور ان دو حرفوں کو بھی ان کے ساتھ ضمیمہ کریگا یہانتک کہ پورے ۲۷ حروف کا علم نشر کریگا۔

جائیگی اور ہاتھ صرف رکھیں گے اور اٹھالینگے۔ آپ سوچیں کہ جو شخص سر پر ہاتھ رکھے اور اس کے سر پر ہاتھ رکھنے سے عقل یوں آتی تو خود وہ شخصیت کیسی ہوگی۔ حقیقۃً اس کلمہ کا معنی کیا ہے۔(۱۲)

انشاءاللہ تعالی اس کے بارے میں کسی دوسری فرصت میں گفتگو کریں گے کہ وہ سر پر ہاتھ رکھے اور عقل چالیس گنا ہو جائے' آج چونکہ کلمہ ''امام زمان'' کی بحث کر رہے ہیں اور اتنی آسانی سے کلمہ امام زمان سے نہیں گزر سکتے ہیں۔

امام عصر علیہ السلام وہ شخصیت ہیں جو تمام انبیاء کا خلف و وارث ہیں

''وَ اَنْتَ یا مَوْلایَ وَ یا حُجَّۃَ اللّٰہِ وَ بَقِیَّتُہُ ' کَمالُ نِعْمَتِہِ وَ وارِثُ اَنْبِیائِہِ وَ خُلَفائِہِ''۔(۱۳)

اس عبارت پر خوب توجہ کریں تو معلوم ہوگا کہ حضرت حجۃ بقیہ الٰہی ہیں 'بقیۃ اللہ'' اور کمال نعمت ہیں کہ نعمت ان کے بغیر اصلاً ناقص ہے اور تمام نعمتیں وہ ہیں کہ جن کے بارے ارشاد باری تعالی ہے۔

''وَاِنْ تَعُدوا نِعْمَۃَ اللّٰہِ لاٰ تُحْصُوھٰا''۔(۱۴)

اور ان کا کمال حضرت حجۃ بن الحسن ہیں کہ انت کمال نعمتہ۔

۱۲۔ اسی کتاب ۱۲۲ صفحہ پر دیکھیں۔

۱۳۔ یعنی تو اے میرے مولا اے حجۃ خدا اے بقیۃ اللہ اے نعمات الٰہی کو کامل کرنے والے آپ تمام انبیاء' خلفاء کے وارث ہیں (بحار الانوار جلد ۱۰۲ ص ۹۳)۔

۱۴۔ یعنی اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو گن نہیں سکو گے۔ سورہ نحل آیہ ۱۸ ۔ سورہ ابراہیم آیہ ۳۴۔

ہمارا مسلم عقیدہ ہے کہ

"بِیُمْنِہِ رُزِقَ الْوَرٰی وَ بِوُجُودِہِ ثَبَتَتِ الْاَرْضُ وَالسَّمٰاءُ".

اس کے علاوہ ہمارے ہاتھ ہر وقت دامن مبارک حضرت حجتؑ سے گلچینی کرتے ہیں اب آپ خود اندازہ لگائیں کہ کل سے آج اس وقت تک کس قدر ہم نے حضرت حجۃ علیہ السلام کے بارے میں سوچا ہے اور ان کے لئے کیا کارنامہ انجام دیا ہے اور ان کی طرف لوگوں کو کس قدر دعوت دی ہے۔ ایک سچا اور منصفانہ محاسبہ کریں۔ اس کو کھیل نہ سمجھیں یہ مشینری کھیل کود کی مشینری نہیں ہے ہر کوئی اپنے آپ کا محاسبہ کرے اس سب کے بعد ہم سوچیں کہ اس صورتحال میں آنحضرت سے ہمیں کس قدر توقع رکھنا چاہیے اگر وہ تشریف لائیں اور ایک نگاہ ہم پر ڈالیں صرف ایک نگاہ تو کیا ہم شرم سے پانی پانی ہوں گے یا نہ؟!!

۱۵۔ یعنی اس کی برکت سے لوگوں کو روزی دی جاتی ہے اور اس کے وجود کے سبب زمین و آسمان برقرار اور ثابت ہیں (دعائے ندبہ)۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نور خدا

حضرت حجتؑ ان کے خاک پا پر میری اور عالمین کی ارواح نثار ہوں ۔کلی طور پر ان کی معرفت سے غفلت ہوتی گئی ہے اور ہماری معیشت خنک و تنگ خواہ از نظر افراد ہو یا از نظر معاشرہ یہ سب آنحضرت سے غفلت اور بے توجہی کی وجہ سے ہے۔ہمیں بغیر تردد کے ان کی طرف بازگشت کرنا چاہیے۔جس طرح بازگشت کا حق ہے اور ان کی طرف بازگشت کا حق بہت عظیم ہے۔ کیونکہ ہماری پہلی مشکل یہ ہے کہ ہم نے ان کی معرفت حاصل کرنے میں کوتاہی کی ہے نادانستہ نہیں بلکہ دانستہ طور پر یعنی ہم ان کے حق میں قاصر ہی نہیں بلکہ مقصر ہیں اور ہماری معیشت ضنک (۱) کا بنیادی سبب ان کی معرفت میں ہماری تقصیر ہے۔

لامحالہ جب انسان کسی موضوع کو کما حقہ نہ پہچانتا ہو تو اس کے بارے میں وہ اپنے وظیفہ کو دلی

۱۔ معیشت ضنک کا معنی زندگی کا تنگ و دشوار ہونا ہے اللہ تعالی سورہ طٰہٰ کی آیہ ۱۲۴ میں فرماتا ہے۔"وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَاِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكاً وَ نَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيامَةِ اَعْمیٰ"۔یعنی ہر وہ شخص جس نے میرے ذکر سے روگردانی کی پس تحقیق اس کے لئے تنگ و دشوار زندگی ہے اور قیامت کے دن ہم اس کو اندھا محشور کریں گے۔

لگاؤ سے انجام نہیں دے سکتا اور نہ ہی بدنی لحاظ سے وہ اپنے فرائض ادا کرتا ہے جیسا کہ اگر ایک شخص معرفت حاصل کر لے تو وہ تن من دھن سے اپنا وظیفہ انجام دیتا ہے۔

اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا"۔(۲) یہ بڑی عجیب بات ہے۔ پہلے تو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ قرآن وحدیث کی بہت زیادہ اہمیت ہے کیونکہ جو کچھ بھی ہے ان دو میں ہے۔ لیکن جب انسان اس حقیقت کے سمجھنے کے در پے ہوتا ہے تو متاسفانہ وقت گذر چکا ہوتا ہے۔ آپ ابھی سے کہ جب آپ کے پاس وقت ہے اس حقیقت کو سمجھیں کہ نور و ہدایت اور حکمت کتاب وسنت (۳) کے علاوہ اصلاً نہیں ہے۔

۲۔ یعنی اس کے سوا نہیں کہ خدا سے وہی ڈرتے ہیں جو اللہ کے بندوں میں سے علماء ہیں۔

۳۔ ثقۃ الاسلام کلینی مرحوم اعلی اللہ مقامہ نے اپنی کتاب کافی میں ایک باب الرد الی الکتاب "اَلرَّدُّ اِلَی الْکِتَابِ وَ السُّنَّةِ وَ اَنَّهُ لَیْسَ شَیْیءٌ مِنَ الْحَلَالِ وَ الْحَرَامِ وَ جَمِیعِ مَا یَحْتَاجُ النَّاسُ اِلَیْهِ اِلاَّ وَقَدْ جَاءَ فِیهِ کِتَابٌ اَوْ سُنَّةٌ"۔

یعنی قرآن وسنت کی طرف رجوع کرنے کا باب اور یہ کہ سب حلال وحرام اور لوگوں کی ضروریات کے تمام مسائل قرآن وسنت میں آ گئے ہیں اور اس کے ذیل میں انہوں نے دس روایات نقل کی ہیں ان میں سے ایک روایت بطور نمونہ ذکر کرنے پر اکتفاء کرتے ہیں۔ "عَنْ حَمَّادٍ عَنْ اَبِي عَبْدِ اللّٰهِ عَلَیْهِ السَّلَامُ قَالَ: سَمِعْتُهُ یَقُولُ: مَا مِنْ شَیْیٍ اِلاَّ وَ فِیهِ کِتَابٌ اَوْ سُنَّةٌ"۔ حماد نے حضرت امام صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ میں نے ان سے سنا ہے وہ فرماتے ہیں کہ شئی کوئی نہیں ہے مگر اس کے بارے میں قرآن وسنت میں حکم موجود ہے۔

علامہ محدث قمی کے استاد مرحوم حسن بن صفار رضوان اللہ تعالیٰ علیہ متوفی ۲۹۰ھ نے کتاب بصائر الدرجات کی جلد ۶ باب ۱۵ میں آئمہ علیہم السلام سے اس موضوع کے بارے میں احادیث نقل کی

"شَرقًا وَ غَربًا فَلا تَجِدانِ عِلماً صَحیحاً اِلاّ شَیئاً خَرَجَ مِنْ عِندِنا"۔۔(۴)

جو کچھ بھی ان منابع کے علاوہ ہے یا نجس ہے یا متنجس ان دو حالتوں سے خارج نہیں ہے۔ خاندان نبوت یعنی اہل بیت عصمت و طہارت سلام اللہ علیہم اجمعین کے غیر سے جو کچھ بھی آئے وہ یا نجس ہے یا متنجس فراوان روایات سے بڑھ کر خود قرآن مجید میں بھی یہ مفہوم مسلم طور پر ثابت ہے لہذا ہر مطلب و حکم کا مرجع و مدرک کتاب و سنت ہی ہونا چاہیے۔ حتی کہ امام علیہ السلام کی معرفت میں بھی یہی مسند منبع ہونا چاہیے۔(۶) کیونکہ حضرت حجۃ سلام اللہ علیہ کا مقام مقدس ان باتوں سے بہت بلند ہے

ہیں جن میں آیا ہے کہ "لَیسَ شَیئٌ اِلاّ جاءَ فِی الْکِتابِ وَ جاءَ فیهِ السُّنَّة".. کہ کوئی شئی نہیں ہے مگر اس کا ذکر قرآن میں بھی آیا ہے اور سنت میں بھی۔

علامہ مجلسی مرحوم قدس سرہ نے نیز بحار الانوار کی جلد ۲ اور صفحہ ۱۶۸ پر "اِنَّ لِکُلِّ شَیْءٍ حَدّاً وَ اَنَّهُ لَیسَ شَیْءٌ اِلاّ وَرَدَ فیهِ کِتابٌ اَوْ سُنَّةٌ وَ عِلْمُ ذٰلِکَ کُلِّه عِنْدَ الْاِمامِ". کا عنوان قائم کیا ہے اور اس باب میں اس موضوع کے متعلق روایات ذکر کی ہیں اختصار کے پیش نظر ان کے نقل کرنے سے گریزاں ہیں۔

۴۔ اسی کتاب کے صفحہ ۷۷ پر دیکھیں۔

۵۔ علامہ مجلسی قدس سرہ الشریف نے کتاب بحار الانوار کی جلد ۲ ص ۹۴ حدیث نمبر ۳۳ میں فضیل سے نقل کیا ہے اس نے کہا "سَمِعْتُ اَبا جَعفَر عَلَیْهِ السَّلامُ یَقُولُ: کُلُّ ما لَمْ یَخْرُجْ مِنْ هٰذَا الْبَیْتِ فَهُوَ باطِلٌ". یعنی میں نے ابو جعفر محمد باقر علیہ السلام سے سنا ہے انہوں نے فرمایا ہر وہ جو اس بیت (یعنی خاندان نبوت) کی طرف سے نقل نہ ہوا ہو وہ باطل ہے۔

اس مختصر سے بیان میں اس بارے میں دو آیات کے ذیل میں صرف دو روایات پر اکتفاء کرتے ہیں۔

ایک آیہ مبارکہ "وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا" اور دوسری آیہ نور ہے۔

۶۔ عالم ربانی حضرت آیت اللہ آقا میرزا محمد مهدی اصفہانی مرحوم قدس سرہ الشریف کے حضرت حجتؑ کے حضور مشرفیات ہونے کا واقعہ اسی حقیقت کو بیان کرتا ہے جو کہ کتاب از فراز ہائی تجلیات امام عصر علیہ السلام کے صفحہ ۵۶ پر یوں نقل ہوا ہے۔

"یہ بزرگوار جب تحصیل علوم میں مشغول تھے اور اپنے سینے کو علوم اسلامی سے لبریز کر رہے تھے اسی دور میں ان کا سامنا مختلف مکاتب فکر و مسالک سے ہوا جس نے انہیں حیران اور پریشان کر دیا اور عجیب سا اضطراب ان کی روح پر سایہ افگن ہو گیا۔ بلا وجہ سی پریشانی اور ازردگی کی وجہ سے ان میں فکری انقلاب سا پیدا ہو گیا تھا۔ انہیں سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کرے اور کدھر جائے۔ اور اس زمانے کے مختلف مسالک میں سے کس علمی و معنوی مسلک پر چلے۔

آخر کار اس تشویق خاطر سے وہ نجات حاصل کرنے کے لئے وہ حضرت ولی عصر علیہ السلام سے متوسل ہوتے ہیں۔ اس مشکل سے نکلنے کے لئے آنحضرت سے چارہ جوئی کرتے ہیں۔ آنحضرت بھی فضل و کرم فرماتے ہیں۔ حضرت ہود و حضرت صالح علیہما السلام کے مرقد وادی السلام نجف اشرف میں تشریف لاتے ہیں اور آقا اصفہانی پر تجلی فرماتے ہیں اور ان کی راہنمائی فرماتے ہیں۔۔ وہ شکستہ دلی اور اشک بار آنکھوں سے آنحضرت کے دیدار کی آرزو کرتے ہیں اور نتیجتاً اپنا گوہر مقصود پا لیتے ہیں اور حضرت کے پر فیض محضر سے شرفیات ہوتے ہیں اور اپنے درد کی دوا کرتے ہیں۔ اس طرح کہ جب آنحضرت کو عالم بیداری میں آپ کی خدمت میں پہنچتے ہیں تو آپ کے سینہ مبارک پر ۲۰ فٹ چوڑی اور ۴۰ فٹ لمبی سبز رنگ کی تختی دیکھتے ہیں جس پر سفید نور کی مانند اس طرح کندہ ہوتا ہے۔

اس کا نتیجہ یہ ہے "یَهْدِی اللّٰهُ لِنُورِهِ مَنْ یَشَاءُ". (۸)

ان دو آیات کے ضمن میں روایات ہیں جو بتلاتی ہیں۔ "وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُورِ رَبِّهَا". یہ امام زمانہ علیہ السلام کی شان میں اور آپ کے ظہور کے بارے میں ہے۔ (۹)

"طَلَبُ الْمَعَارِفِ مِنْ غَیْرِ طَرِیقِنَا اَهْلَ الْبَیْتِ مُسَاوِقٌ لِاِنْکَارِنَا وَقَدْ اَقَامَنِیَ اللّٰهُ وَاَنَا حُجَّةُ بْنُ الْحَسَنِ".

(کہ کلمہ حجۃ بن الحسنؑ درھم کی مقدار و دستخط کی شکل میں کندہ ہوتا ہے (یعنی ہم اہل بیت کے طریقے کے علاوہ سے معارف اسلامی کا حاصل کرنا ہمارے انکار کے مترادف ہے۔ آج اللہ تعالی نے مجھے یہاں قائم فرمایا ہے میں حجۃ بن الحسن (علیہ السلام) ہوں اس کے بعد آنحضرت غائب ہو جاتے ہیں حضرت کا یہ پیام گوہر باران کے دل سوختہ کے لئے مرہم بن جاتا ہے اور ان کے لئے راہ حق و صداقت روشن و آشکار ہو جاتا ہے اس توسل کے بعد میرزا مرحوم کو معارف الٰہی کے جوشان چشمہ اور ایک فرزانہ شخصیت کی طرف راہنمائی ہوتی ہے کہ جس کا انہوں نے کسی جگہ ذکر نہیں کیا۔ اور اس کو ہمیشہ "صاحب علم جمی" کے ساتھ تعبیر کرتے رہے ہیں۔ امام کا درس گہر بار مرزا کی زندگی کی راہ کا چراغ بن جاتا ہے۔ اس پیغام کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر ہم قبول کرتے ہیں تو معارف الٰہی بھی ہمیں سے اور تمام مراحل یعنی خداشناسی، نفس شناسی، روح شناسی، اور آخرت شناسی بلکہ آفاق شناسی سب میں ہم (اہلبیت) کی اتباع کریں۔ میرزا اس کے بعد معارف اہل بیت علیہم السلام تابندہ رکھنے کے لئے عازم ایران ہوتے ہیں اور قرآن اور علوم عترت کے آمیزہ سے حاصل کئے ہوئے معارف کو دانشوروں کے لئے مطرح کرتے ہیں۔

۷۔ یعنی اور زمین اپنے پروردگار کے نور سے روشن ہو گئی ہے۔ سورہ زمر د آیہ ۶۹۔

۸۔ یعنی اللہ تعالی جس کو چاہتا ہے اپنے نور کی طرف ہدایت کرتا ہے (سورہ نور آیہ۔ ۳۵)

۹۔ اس ضمن میں بہت ساری روایات نقل ہوئی ہیں اختصار کو مدنظر رکھتے ہوئے صرف ایک

اور آیہ "یَھْدِی اللّٰہُ لِنُورِہٖ مَنْ یَشَآءُ" میں فرمایا۔
وہ جس کو اپنے نور کی طرف رہنمائی کرتا ہے وہ حجۃ بن الحسنؑ کے بارے میں ہے۔(۱۰)۔

حدیث ذکر کرتے ہیں شیخ صدوق کتاب کمال الدین جلد۲ باب ۳۵ صفحہ ۳۵۱ پر اپنی سند کے ساتھ حسین بن خالد سے نقل کرتے ہیں کہ اس نے کہا۔

"قَالَ عَلِیُّ بْنُ مُوسَی الرِّضَا عَلَیْھِمَا السَّلَامُ: لَا دِینَ لِمَنْ لَا وَرَعَ لَہُ ، وَ لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَا تَقِیَّۃَ لَہُ ، اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَعْمَلُکُمْ بِالتَّقِیَّۃِ، فَقِیلَ لَہُ: یَا ابْنَ رَسُولِ اللّٰہِ اِلٰی مَتٰی؟ قَالَ: اِلٰی یَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ وَ ھُوَ یَوْمُ خُرُوجِ قَائِمِنَا اَھْلَ الْبَیْتِ، فَمَنْ تَرَکَ التَّقِیَّۃَ قَبْلَ خُرُوجِ قَائِمِنَا فَلَیْسَ مِنَّا ، فَقِیلَ لَہُ: یَابْنَ رَسُولِ اللّٰہِ وَمَنِ الْقَائِمُ مِنْکُمْ اَھْلَ الْبَیْتِ؟ قَالَ: اَلرَّابِعُ مِنْ وُلْدِي ، اِبْنُ سَیِّدَۃِ الْاِمَاءِ ، یُطَھِّرُ اللّٰہُ بِہِ الْاَرْضَ مِنْ کُلِّ جَوْرٍ وَ یُقَدِّسُھَا مِنْ کُلِّ ظُلْمٍ، وَ ھُوَ الَّذِی یَشُکُّ النَّاسُ فِی وِلَادَتِہِ ، وَ ھُوَ صَاحِبُ الْغَیْبَۃِ قَبْلَ خُرُوجِہِ ، فَاِذَا خَرَجَ اَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُورِہِ ، وَ وَضَعَ مِیزَانَ الْعَدْلِ بَیْنَ النَّاسِ فَلَا یَظْلِمُ اَحَدٌ اَحَدًا ، وَ ھُوَ الَّذِی تُطْوٰی لَہُ الْاَرْضُ بِالدُّعَاءِ اِلَیْہِ ، یَقُولُ: اَلَا اِنَّ حُجَّۃَ اللّٰہِ قَدْ ظَھَرَ عِنْدَ بَیْتِ اللّٰہِ فَاتَّبِعُوہُ فَاِنَّ الْحَقَّ مَعَہُ وَ فِیہِ ، وَ ھُوَ قَوْلُ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ: اِنْ نَشَاْ نُنَزِّلْ عَلَیْھِمْ مِنَ السَّمَاءِ آیَۃً فَظَلَّتْ اَعْنَاقُھُمْ لَھَا خَاضِعِینَ".

ترجمہ:۔ حضرت علی بن موسی الرضا علیہما السلام نے فرمایا۔ جس کے پاس ورع و پرہیز گاری نہیں اس کے پاس دین نہیں ہے۔ اور جس کے پاس تقیہ نہیں ہے اس کے پاس ایمان نہیں ہے۔ اللہ کے نزدیک تم میں سے سب سے زیادہ محترم و مکرم وہ ہے جو تم میں سے سب سے زیادہ تقیہ پر عمل کرنے والا ہے۔ حضرت سے پوچھا گیا۔ اے فرزند رسول خدا کس وقت تک تقیہ کرنا چاہیے حضرت نے فرمایا تا روز "وقت معلوم" اور وہ دن ہم اہل بیت کے قائم کے ظہور کا وقت ہے۔

بنیادی طور پر ان دوکلموں میں دقت کرنا چاہیئے۔ اور اس کے مطلب کی گہرائی کو سمجھنا چاہیے اور اس بات کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے ایک تمہید کی ضرورت ہے۔

پس جو شخص ہمارے قائم کے قیام سے پہلے تقیہ کو ترک کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ آپ سے پوچھا گیا آپ اہلبیت کا قائم کون ہے؟ تو حضرت نے فرمایا میری نسل میں چوتھا بیٹا جو اللہ تعالیٰ کی سب سے اعلیٰ مخدرہ کا فرزند ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے توسط سے زمین کو ہر ستم سے پاک اور ہر ظلم سے مبرا کر دیگا یہ وہ شخصیت ہے جس کے تولد کے بارے میں لوگ متردد ہیں یہ وہ جو قیام سے پہلے غائب رہیگا پس جب ظہور فرمائیگا۔ زمین اس کے نور سے چمک اٹھے گی یہ میزان عدل لوگوں کے درمیان رکھے گا۔ اس طرح کہ کوئی دوسرے پر ظلم نہیں کر سکے گا وہ وہ ہے جس کے لئے زمین سمٹ جائیگی اور اس کا سایہ نہ ہوگا اور حضرت حجۃ وہ شخصیت جو اپنے نام کی آواز آسمانوں سے دیں اس طرح کہ اہل زمین میں سے اس کی اپنی طرف دعوت کو ہر کوئی سنے گا وہ فرمائیں گے خبردار! میں حجۃ خدا ہوں اللہ کے گھر میں ظہور کیا ہے میری اتباع کرو کہ حق اس کے ساتھ ہے اور اسی میں ہے اور اللہ تعالیٰ کے فرمان کا بھی یہی معنی ہے کہ ''اِنْ نَشَأْ نُنَزِّلْ عَلَیْهِمْ مِنَ السَّمَاءِ آیَةً فَظَلَّتْ اَعنَاقُهُمْ لَهَا خَاضِعِینَ''. کہ اگر چاہیں گے آسمان سے ان کی نشانی نازل کریں گے تو ہم ان کی گردنوں کو اس نشانی کے لئے جھکا دیں گے۔ (سورہ شعراء ۔ آیہ ۴)

۱۰۔ عالم ربانی مرحوم سید ہاشم بحرانی رضوان اللہ تعالیٰ نے کتاب تفسیر برہان کی تیسری جلد میں آیہ شریفہ نور کے ضمن میں صفحہ ۱۳۶ پر یہ حدیث نقل کی ہے۔ ,,رُوِیَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدُ اللّٰهِ الْاَنْصَارِی ، قَالَ: دَخَلْتُ اِلٰی مَسْجِدِ الْکُوفَةِ وَ اَمِیرُ الْمُؤْمِنِین صَلَوٰاتُ اللّٰهِ وَ سَلَامُهُ عَلَیْهِ یَکْتُبُ بِاِصْبَعِهِ وَ یَتَبَسَّمُ ، فَقُلْتُ لَهُ یَا اَمِیرَ الْمُومِنِین ، مَا الَّذِی یضحکک؟ فَقَالَ: عَجِبْتُ لِمَنْ یَقْرَأُ هٰذِهِ الْاٰیَةَ وَلَمْ یَعْرِفْهَا حَقَّ مَعْرِفَتِهَا ، فَقُلْتُ لَهُ: اَیُّ آیَةٍ یَا اَمِیرَ

اسماءذات اقدس معارف الٰہی کے ابواب ہیں یعنی خدا تعالی کی شناخت کی کلید پروردگار کے اسماء مبارکہ ہیں۔ "وَلِلّٰهِ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوهُ بِهَا" ۔(۱۱) اگر آپ اسم الٰہی کو پہچان لیتے ہیں اور اس اسم مبارکہ کے ذریعہ خدا تعالی کو یاد کرتے ہیں اور دعا مانگتے ہیں۔

الْمُؤْمِنِينَ؟ ! فَقَالَ: قَوْلُهُ تَعَالٰى: (اَللّٰهُ نُورُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُورِهِ كَمِشْكٰوةٍ اَلْمِشْكٰوةُ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ (فِيهَا مِصْبَاحٌ) ' اَنَا الْمِصْبَاحُ ' (فِي زُجَاجَةٍ) اَلزُّجَاجَةُ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ' (كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ) وَ هُوَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ ' (يُوقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُبَارَكَةٍ) مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ (زَيْتُونَةٍ) جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ (لَا شَرْقِيَّةٍ) مُوسَى بن جعفر عَلَيْهِ السَّلَامُ (وَلَا غَرْبِيَّةٍ) عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ ' (وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ) عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ (نُورٌ عَلٰى نُورٍ) اَلْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ (يَهْدِي اللّٰهُ لِنُورِهِ مَنْ يَشَاءُ) اَلْقَائِمُ الْمَهْدِيُّ' (وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ وَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ)"..

ترجمہ:۔ جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت ہے اس نے کہا میں مسجد کوفہ میں داخل ہوا تو امیر المومنین علیہ السلام اپنی انگشت مبارک سے کچھ لکھ رہے ہیں اور مسکرا رہے ہیں میں نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے پوچھا کہ آپ کس وجہ سے مسکرا رہے ہیں حضرت نے فرمایا یہ تعجب آمیز شگفتگی مجھے اس شخص کی وجہ سے ہے جو اس آیہ مبارکہ کو پڑھتا ہے لیکن اس کو اس طرح نہیں پہچانتا جس طرح پہچاننے کا حق ہے اور معرفت کے سزاوار ہے۔میں نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے عرض کی۔کونسی آیت اے امیر المومنین حضرت نے فرمایا اَللّٰهُ نُورُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُورِهِ كَمِشْكٰوةٍ کہ اللہ تعالی آسمانوں اور زمین کا نور ہے اس کے نور کی مثال چراغدان کی سی ہے اور اس مشکوۃ سے مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں کہ جس میں چراغ ہے اور چراغ سے مراد ہیں (علی بن ابی طالبؑ) ہوں۔وہ آبگینہ

تو اس آیت سے مقصود یہی ہے۔

اللہ تعالی کے اسماء مبارک میں ایک اسم اس کی ذات کی انتہائی ستاریت کی حکایت کرتا ہے۔ وہ اسم مقدس ''ھوٗ'' ہے اور ایک اسم اللہ کے کمال ظہور اور کمال عنایت کی حکایت کرتا ہے اور لطف الٰہی کے شمول تام کی حکایت کرتا ہے وہ ''رب'' ہے۔ یہ دو اسماء ایک دوسرے کے مقابل نقطہ پر ہیں۔ اسم ''ھوٗ'' اور اسم ''رب'' لہٰذا قرآن مجید میں بہت زیادہ دقت نظر کریں۔ اَفَلاَ یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْآنَ اَمْ عَلٰی قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا''. (۱۲)۔

اسم اعظم اسماء الٰہی میں سے ''اللہ'' ہے پروردگار کے اسماء مبارکہ میں سے اسم

میں ہو اور آ بگینہ سے مراد حسن و حسین علیہما السلام ہیں۔ کہ وہ ستارہ کی مانند درخشاں ہیں اور اس سے مراد علی ابن الحسن علیہما السلام ہیں ''شجرہ مبارکہ سے روشن کیا ہوا ہے''۔ اس سے مراد محمد بن علی علیہما السلام ہیں ''زیتون'' سے مراد جعفر بن محمد علیہ السلام ہیں ''کہ نہ شرقی'' ہے سے مقصود موسی ابن جعفر علیہ السلام ہیں۔ ''اور نہ غربی'' سے مراد علی بن موسی الرضا علیہ السلام ہیں۔ نزدیک ہے کہ اس کا روغن نورانیت بخشے سے مراد محمد بن علی علیہ السلام ہیں۔ اگر چہ شعلہ اس تک نہ پہنچے۔ سے مراد علی بن محمد علیہ السلام ہیں۔ نور بر نور سے مراد حسن بن علی علیہ السلام ہیں اور خدا ہدایت کرے گا اس کے ذریعہ جس کو چاہے گا سے مراد قائم مہدی علیہ السلام ہیں۔ اور خدا تعالی لوگوں کے لئے مثالیں بیان کرتا ہے اور خدا تعالی ہر شئی کو جاننے والا ہے۔

۱۱۔ یعنی اللہ تعالی کے لئے پاکیزہ نام ہیں اس کو اس کے ناموں کے ساتھ پکارو۔ (سورہ اعراف۔ آیہ ۱۰۸)

۱۲۔ یعنی کیا وہ تدبر و فکر نہیں کرتے ہیں قرآن میں یا ان کے دلوں پر ان کے تالے پڑے ہوئے ہیں۔ (سورہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ آیہ ۱۴)

جلالت ''اللہ'' ہے کہ توحید کی بھی اسی کے ساتھ ہمبستگی ہے۔اگر کوئی ''لَا اِلٰـهَ اِلَّا الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ'' کہے وہ مسلمان نہیں ہوگا بلکہ ''لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ'' کہے تب مسلمان ہوگا۔یعنی اللہ تعالیٰ کے تمام اسماء مبارکہ سوائے اسم جلالہ ''اللہ'' کے تو اسلام نہیں ہوگا۔اب اس میں راز کیا ہے کہ اسم جلالہ ''اللہ'' کے بغیر توحید معتبر نہیں ہے صرف اسم جلالہ کے ساتھ توحید معتبر ہے۔ اس کی تفصیلی بحث اس کی شرح کے لئے کسی اور موقع کی ضرورت ہے۔اجمالی طور پر یہیں سے اسم جلالہ اللہ کی عظمت کا ادارک کرلیں۔اب آپ غور کریں کہ اس عظمت کے باوجود سورہ اخلاص میں قل ھو اللہ احد آیا ہے کہ اول ''ھو'' ہے اور پھر ''اللہ'' ہے۔کیونکہ ''ھو'' وہ اسم ہے جو اسم جلالہ اور اللہ سے مخفی تر ہے۔پھر انہیں مراتب کو مدنظر رکھتے ہوئے آگے بڑھیں تو بات اسم مبارک تعالیٰ ''رب'' تک پہنچتی ہے۔فضلا درس میں ایک خوب دقیق نکتہ کی طرف متوجہ ہوئے ہیں انہوں نے کہا کہ میں نے قرآن کا استقصاء و پڑتال کی کوئی اسم الٰہی اسم ''رب'' سے زیادہ ذکر نہیں ہوا ہے۔بہرحال قرآن مجید میں اسم الٰہی ''رب'' کے کثرت سے ذکر ہونے کا فلسفہ یہ ہے کہ یہ ظہور عنایت الٰہی اسم مبارک ''رب'' ہے وہ ذات ''رب العالمین'' رب تمام مخاطب کہا جاتا ہے۔''يَـا اَيُّهَـا النَّـاسُ اعْبُـدُوا رَبَّـكُمُ الَّـذِى خَلَقَكُمْ''۔(۱۳)

اس میں عنایت الٰہی کے ظہور کی وجہ یہ ہے کہ یہ اسم ذات ذوالجلال کے پرورش و تربیت کے

۱۳۔ یعنی اے لوگو! اپنے اس پروردگار کی عبادت کرو جس نے تمہیں خلق کیا ہے۔ (سورہ بقرہ آیہ ۲۱)

پہلو کو نمایاں کرتا ہے اور اللہ تعالی کی پرورش کا پہلو یہ ایک مخصوص جہت ہے۔

اس وقت اسم ''ھو'' اس قدرت غیبت کی عکاسی کرتا ہے کہ معلوم ہوتا ہے کوئی شئی وہاں تک رسائی ہی حاصل نہیں کرسکتی۔ نہ کوئی اشارہ نہ کوئی حد نہ کوئی وصف۔ ھیچ (یعنی ہم جس قدر بھی کوشش کریں اس کی تعریف وتوصیف کما حقہ ہمارے بس میں نہیں ہے) اور اسم مبارک ''رب'' اتنا عیاں ہے کہ معلوم ہوتا ہے جو کچھ جہان میں ہے اس کی تربیت و پرورش سے ہے۔ سارا عالم اثر ربوبیت ہے اور ظہور تربیت ہے۔ لہذا یہ اسم وسیع تر وظاہر تر ہے اور اسم الہی ''ھو'' تمام اسماء الہی سے مخفی تر ہے۔

اب قرآن مجید اور روایات کے معجزے میں یہاں پر دقت کریں۔ جو کہ آیہ مبارکہ ''وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا''. کے ذیل میں احادیث آئی ہیں۔ فرماتے ہیں نور الرب وہ حجۃ بن الحسن علیہ السلام ہیں اور اس آیہ مبارکہ کا تحقق حضرت امام زمانہ علیہ السلام کے ظہور کے وقت ہے۔ وہ کاملاً ظہور اسم رب ذوالجلال ہے۔ نور الرب (یعنی حجۃ بن الحسن علیہ السلام) کے ذریعہ آنحضرت کے ظہور کے وقت (۱۴)۔

۱۴۔ حضرت بقیۃ اللہ ارواحنا فداہ کے ظہور کے وقت حضرت کے وجود مقدس کے نور سے زمین کے ظاہری اور باطنی وروحانی لحاظ سے روشن ہونے کے بارے میں۔ یعنی آپ کے جسم مبارک کے نور کی درخشندگی اس طرح ہے کہ صفحہ ہستی کو یوں منور کردیگی کہ خورشید سے دنیا بے نیاز ہو جائیگی اور آپ کا نور ہدایت اس طرح دلوں کو منور کردیگا کہ شرک وگمراہی کی تیرگی کا ذرہ تک باقی نہیں رہیگا۔ اس مطلب کو ثابت کرنے والی اخبار واحادیث کا کچھ حصہ آپ کی توجہ وتسلی خاطر کرنے کے لئے پیش کرتے ہیں۔

آیہ مبارکہ "یَهْدِی اللّٰهُ لِنُورِهٖ مَنْ یَشَاءُ". کے ضمن میں حدیث بتلاتی ہے وہ نور جس کی طرف اللہ تعالی رہنمائی فرمائیگا حضرت امام زمانہ علیہ السلام ہیں۔ لہذا امام عصر علیہ السلام نور رب بھی ہیں اور نورہ بھی ہیں یعنی یہ وجود مقدس ایسا نور ہے جو اللہ تعالی کے اسم اظہر رب کی طرف بھی مضاف ہے' اس نور کا اسم "ھو" کی طرف مضاف ہونا اور پھر اسم "رب" کی طرف مضاف ہونا متحیر کردینے والا قصہ ہے۔ میری اور آپکی عقل کو ہی حیران وپریشان نہیں کرتا بلکہ اولیاء کی عقول کو حیران کرنے والا ہے۔

اول:۔ ایک نمونہ ان اخبار واحادیث میں سے جو دلالت کرتی ہیں کہ ظہور امام زمانہ علیہ السلام سے زمین یوں چمک اٹھے گی کہ انسان ماہ وخورشید کا محتاج نہیں رہیگا۔

علامہ مجلسی رضوان اللہ تعالی علیہ کتاب بحار الانوار کی جلد ۵۲ صفحہ ۳۳۰ پر مفضل بن عمر سے روایت کرتے ہیں۔ اس نے کہا۔ سَمِعْتُ اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ عَلَیْهِ السَّلَامُ یَقُولُ: اِنَّ قَائِمَنَا اِذَا قَامَ اَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُورِ رَبِّهَا وَاسْتَغْنَی الْعِبَادُ مِنْ ضَوْءِ الشَّمْسِ..." یعنی میں نے حضرت صادق علیہ السلام سے سنا وہ فرمارہے تھے۔ بے شک جب ہمارا قائم ظہور کریگا زمین اپنے پروردگار کے نور سے یوں چمک اٹھے گی کہ لوگ خورشید سے بے نیاز ہوجائیں گے۔

تفسیر نور الثقلین جلد ۴ صفحہ ۵۰۳ پر حضرت امام صادق علیہ السلام سے آیہ شریفہ "وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُورِ رَبِّهَا". کے ضمن میں نقل ہوا ہے۔ فرماتے ہیں۔ "رَبُّ الْاَرْضِ یَعْنِي اِمَامُ الارْضِ، قُلْتُ: فَاِذَا خَرَجَ یَكُونُ مَاذَا؟ قَالَ: اِذَاً یَسْتَغْنِي النَّاسُ عَنْ ضَوْءِ الشَّمْسِ وَ نُورِ الْقَمَرِ وَیَجْتَزُونَ بِنُورِ الْاِمَامِ". یعنی رب زمین امام وپیشواز مین کے معنی میں ہے کسی نے عرض کی جب وہ ظہور فرمائیں گے تو کیا ہوگا؟

"وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُورِ رَبِّهَا". آیت میں دقت فرمائیں اورغور وفکر کریں زمین اس نور کے ساتھ روشن ومنور ہو جائیگی یعنی پوری زمین خشک وتر بحر و بر صحراء و پہاڑ جو کچھ اور جو کوئی زمین میں ہے۔ اشرقت بنور ربھا۔ یعنی اپنے رب کے نور سے چمک اٹھے گا۔ بہرحال آیہ "یَهْدِی اللّٰهُ لِنُورِهِ مَنْ یَشَاءُ". وہاں پر ہے جہاں اوج غیبت ہوگا۔

حضرت نے فرمایا لوگ خورشید کے نور اور چاند کی چمک سے بے نیاز ہو جائیں گے صرف حضرت کے نور کی نورانیت پر اکتفاء کریں گے۔

دوم:۔ ایک نمونہ ان احادیث میں سے جو جو دلالت کرتی ہیں کہ زمین نور معنوی و روحانی سے منور ہو جائیگی اور حضرت رب العزۃ جل شانہ کی عبادت کا فروغ ہوگا اور شرک و گمراہی کی ظلمت وفساد ختم ہو جائیگا

شیخ بزرگوار مرحوم صدوق اعلی اللہ مقامہ کتاب کمال الدین کی جلد۲ باب ۳۳ صفحہ ۳۴۵ پر اپنے سلسلہ سند کے ساتھ نقل کرتے ہیں۔"عَنْ اَبِي بَصِير قَالَ: سَمِعْتُ اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ: اِنَّ سُنَنَ الْاَنْبِيَاء عَلَيْهِمُ السَّلَامُ بِمَا وَقَعَ بِهِمْ مِنَ الْغَيْبَاتِ حَادِثَةٌ فِي الْقَائِمِ مِنَّا اَهْلَ الْبَيْتِ حَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ وَالْقُذَّةِ بِالْقُذَّةِ، قَالَ اَبُو بَصِير: قُلْتُ: يَا ابْنَ رَسُولِ اللّٰهِ وَمَنِ الْقَائِمُ مِنْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ؟ فَقَالَ: يَا اَبَا بَصِير، هُوَ الْخَامِسُ مِنْ وُلْدِ ابْنِي مُوسٰى، ذٰلِكَ ابْنُ سَيِّدَةِ الْاِمَاءِ، يَغِيبُ غَيْبَةً يَرْتَابُ فِيهَا الْمُبْطِلُونَ، ثُمَّ يُظْهِرُهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فَيُفْتَحُ اللّٰهُ عَلٰى يَدِهِ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَ مَغَارِبَهَا وَ يَنْزِلُ رُوحُ اللّٰهِ عِيسَى بْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَيُصَلِّي خَلْفَهُ، وَ تَشْرُقُ الْاَرْضُ بِنُورِ رَبِّهَا، وَ لَا تَبْقٰى فِي الْاَرْضِ بُقْعَةٌ عُبِدَ فِيهَا غَيرُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ اِلَّا عُبِدَ اللّٰهُ فِيهَا، وَ يَكُونُ الدِّينُ كُلُّهُ لِلّٰهِ وَ لَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ".

ترجمہ:۔ابو بصیر سے روایت ہوئی ہے اس نے کہا میں نے حضرت امام صادق علیہ السلام سے سنا ہے وہ فرمارہے تھے: تحقیق تمام پیغمبروں کی سنتیں جو غیبت کے عرصے میں ان سے واقع ہوئی ہیں سب کی سب

اور جو آیت "وَاَشۡرَقَتِ الۡاَرۡضُ بِنُوۡرِ رَبِّهَا". میں یہ وہاں ہے جہاں تنزل واوج ظہور ہو۔ ہر دو آیت حضرت حجۃ علیہ السلام کے بارے میں ہیں۔ نور ربھا بھی اور لنورہ بھی۔ کلام خدا تعالیٰ کسی دوسری کلام سے قابل قیاس نہیں ہے۔ پس جب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "یَهۡدِی اللّٰهُ لِنُوۡرِهٖ". تو جو کچھ اسم الٰہی "ھو" میں ہے اس کو کشف کرنا چاہیے۔ اور جب فرماتا ہے۔ "وَاَشۡرَقَتِ الۡاَرۡضُ بِنُوۡرِ رَبِّهَا". تو جو کچھ اسم الٰہی "رب" میں ہے اس کو درک کرنا چاہیے۔ جب امام علیہ السلام تفسیر کرتے ہیں کہ یہ آیت حضرت حجۃ علیہ السلام کے ظہور کے بارے میں ہے تو یہی چیز بتلاتی ہے کہ عصر غیبت امام زمان علیہ السلام "یَهۡدِی اللّٰهُ لِنُوۡرِهٖ مَنۡ یَّشَآءُ". میں درج ہے۔ اور عصر ظہور "وَاَشۡرَقَتِ الۡاَرۡضُ بِنُوۡرِ رَبِّهَا". مندرج ہے۔

صد در صد ہم اہل بیت کے قائم میں موجود ہیں۔ ابو بصیر کہتا ہے میں نے عرض کیا۔ یا بن رسول اللہؐ۔ آپ کے خاندان کا قائم کون ہے؟ حضرت نے فرمایا میرے بیٹے موسیٰ کی پانچویں نسل سے بیٹا ہے جو اللہ تعالیٰ کی کنیزوں میں سے سب سے اعلیٰ واشرف مخدرہ کا فرزند ہے۔ وہ یوں غائب اور پنہاں ہوگا کہ اہل باطل اس کے بارے میں متردد اور مشکوک ہونگے۔ پھر خداوند تعالیٰ اس کو ظاہر فرمائیگا اور اس کے ہاتھ پر زمین کے مشرق و مغرب کو فتح کریگا اور روح اللہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام آسمان سے اتریں گے اور حضرت حجۃ کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھیں گے اور زمین اپنے پروردگار کے نور سے روشن ہو جائیگی اور روئے زمین پر کوئی خطہ ایسا نہیں ہوگا جہاں غیر اللہ کی پرستش ہوتی ہو بلکہ صرف اور صرف اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت ہوگی اور پورے کا پورا دین اللہ کے لئے ہوگا اگرچہ مشرکین اس کو ناپسند کریں گے۔

تفسیر عیاشی کی دوسری جلد صفحہ ۸۷ حدیث نمبر ۵۰ میں ابی مقدام سے یوں روایت ہوتی

یعنی حضرت کے ظہور کے زمانے میں سب شرائط مکمل ہو جائیں گیں۔ "اَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُورِ رَبِّھَا"۔ سب کچھ گل وخار اس نور سے مستفید ہوگا۔ لیکن غیبت کے زمانہ میں ایسے نہیں ہے۔ بلکہ "یَھْدِی اللّٰہُ لِنُورِہٖ مَنْ یَشَاءُ"۔ زمان غیبت میں ہمیں وہ کام کرنا ہے جس سے رمز من یشاء کشف ہو جائے۔ اس کے بعد اللہ تعالی نے فرمایا۔ "وَیَضْرِبُ اللّٰہُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ"۔ (۱۵)۔ یہ مطلب بھی بہت مہم مطلب ہے کیونکہ قرآن مجید کی آیات میں جہاں بھی اللہ تعالی دقت فکر و درک کے لئے فرماتا ہے "وَیَضْرِبُ اللّٰہُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ"۔ وہ کچھ مخصوص مقامات ہیں ہر جگہ دقت فکر کے لئے یہ نہیں فرمایا ہے۔ سورہ حشر کی آخری آیات تلاوت کریں فرماتا ہے۔ "لَوْ اَنْزَلْنَا ھٰذَا الْقُرآنَ عَلٰی جَبَلٍ لَرَأَیْتَهُ خَاشِعاً مُتَصَدِّعاً مِنْ خَشْیَةِ اللّٰہِ وَ تِلْکَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُھَا لِلنَّاسِ"۔ (۱۶)۔ آیت نور تلاوت کریں اس میں فرماتا ہے۔ "اَللّٰہُ نُورُ السَّمٰوَاتِ وَ الْاَرْضِ مَثَلُ نُورِہٖ

ہے۔ "عَنْ اَبِي جَعْفَر عَلَيْهِ السَّلاَم فِي قَوْلِ اللّٰهِ (لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَ لَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ) يَكُونُ اَنْ لَا يَبْقٰى اَحَدٌ اِلَّا اَقَرَّ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ"۔

ترجمہ:۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہوئی ہے کہ آپ نے اللہ تعالی کے فرمان لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَ لَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُون کے بارے میں فرمایا اس وقت کوئی شخص ایسا نہیں ہوگا جو محمد وآل محمد علیہم السلام کا اقرار نہ کرتا ہوگا۔

۱۵۔ یعنی اور اللہ تعالی لوگوں کے لئے مثالیں بیان کرتا ہے (سورہ نور آیہ ۳۵)

۱۶۔ یعنی اگر ہم اس قرآن کو پہاڑ پر نازل کرتے تو تم دیکھتے کہ وہ اللہ کے خوف سے ریزہ ریزہ ہو جاتے یہ مثالیں ہیں جو لوگوں کے لئے ہم بیان کرتے ہیں

كَمِشْكٰوةٍ فِيهَا مِصْبَاحٌ اَلْمِصْبَاحُ فِي زُجَاجَةٍ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُوقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُبَارَكَةٍ زَيْتُونَةٍ لاَ شَرْقِيَةٍ وَلاَ غَرْبِيَّةٍ يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيئُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ نُورٌ عَلٰى نُورٍ يَهْدِي اللّٰهُ لِنُورِهِ مَنْ يَشَاءُ وَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ وَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَئِيٍ عَلِيمٌ"۔ (۱۷)

بنابریں ضرب امثال الناس کے مقامات میں سے ایک مقام سورہ مبارکہ حشر کی آخری آیات میں ہے جو کہ اس میں مہم ہے اور اسماء الھیہ کی بحث ہے وہاں ضرب مثال اس جگہ کی خصوصیات کے ساتھ ہے اور ایک مقام بیان یعنی آیہ نور میں ہے کہ فرماتا ہے۔"وَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ".

لہذا "يَهْدِي اللّٰهُ لِنُورِهِ مَنْ يَشَاءُ". اس ہمارے زمانہ سے مربوط ہے جس میں امام زمانہ غائب ہیں۔ اس عصر میں امام زمانہ علیہ السلام مرحلہ نورہ میں ہیں اور ظہور کے دور میں وہ مرحلہ نور رب کے میں ہیں۔

ان تمام مطالب اور مباحث کا سرچشمہ قرآن و روایات ہیں اسی لئے ہم نے کہا ہے کہ معارف الھیہ صرف اور صرف قرآن واخبار واحادیث سے حاصل کریں۔

۱۷۔ ترجمہ آیات:۔ اس طرح ہے۔ اللہ تعالی آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔ اس کی مثال مشکوا (چراغدان) کی سی ہے اس میں روشن چراغ ہے وہ چراغ آبگینہ میں ہے۔ وہ آبگینہ ستارہ کی مثل درخشان ہے جو کہ زمینوں کے لئے مبارک روغن سے فروزان ہے۔ نہ شرقی ہے اور نہ غربی نزدیک ہے کہ اس کا روغن اس کو روشنی بخشے اگر چہ آگ اس تک نہ پہنچے۔ نور پر نور ہے۔ اللہ تعالی جسکو چاہتا ہے نور کی طرف راہنمائی کرتا ہے اور اللہ تعالی لوگوں کے لئے مثالیں بیان کرتا ہے اور اللہ ہر شئی سے باخبر ہے۔

اس دور میں جب کہ غیبت ہے اور ''یَھْدِی اللّٰہُ لِنُورِہٖ مَنْ یَشَاءُ''. کے ساتھ مختص ہے اس بات کی طرف توجہ کرتے ہوئے خدا تعالی کا ''من یشاء'' بہت دقیق ہے اگر کوئی شخص واقعاً من یشاء کا مصداق بننا چاہتا ہے اور حضرت حجۃ علیہ السلام کے الطاف و عنایات سے مستفید ہونا چاہتا ہے اس کو چاہیے کہ اس عالم سے تھوڑا گزر جائے اور اس سے تھوڑا سا آگے نکلے۔ کلمہ ''ھوٗ'' تک پہنچنا جس قدر عجیب ہے۔ اس قدر کلمہ لنورہ تک رسائی ہے جو کہ ''ھوٗ'' تک رسائی کے بعد والا مرحلہ ہے۔

لہذا باب عنایات کسی طور پر بند نہیں ہے۔ در عین حال کہ منسد معلوم ہوتا ہے مفتوح ہے۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ اس مفتوح ہونے کی ایک نہایت مشکل شرط ہے اور وہ شرط یہی من یشاء کا مصداق بننا ہے۔

جب ہم حضرت حجۃ علیہ السلام کے بارے میں وارد ہونے والی کلام پر نگاہ ڈالیں۔ تو ہمیں یہ حساب کتاب کرنا چاہیے کہ آنحضرت کے ساتھ ہمارا رابطہ از نظر معرفت کیسا ہے اور از لحاظ عمل کیسا ہے کیونکہ آنحضرت کا مقام و مرتبہ وہ مقام ہے جس پر خدا کی نسبت کا اطلاق ہوتا ہے کہ وہ ''نور رب العزۃ'' ہے اور اس پر نیز یہ اطلاق ہوتا ہے کہ انہ نورہ۔ حضرت کا مقام اس قدر عظیم ہے۔

اگر آپ امام زمانہ علیہ السلام کے ان القاب کا مطالعہ کریں جو روایات میں وارد ہوئے ہیں تو خود یہی کلمات القاب کا پتہ دیتے ہیں کہ ان کا اصل منبع کیا ہے اور یہ کہاں سے صادر ہوئے ہیں۔ ''اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا الْعَلَمُ الْمَنْصُوبُ وَالْعِلْمُ الْمَصْبُوبُ''.۔(۱۸)

یہ سب کے سب اسم مفعول کے صیغہ کے ساتھ وارد ہوئے ہیں۔ تو ان کا فاعل معلوم ہے کہ کون ہے۔ "اَلسَّلامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا الْعَلَمُ الْمَنصُوبُ". اے وہ نشانی وعلامت جس کو خدا تعالی نے نصب فرمایا ہے۔ "وَالْعِلْمُ الْمَصْبُوبُ". اے وہ جس کو اللہ تعالی نے منتشر فرمایا ہے۔ حضرت حجۃ علیہ السلام علم مصبوب ہیں نہ کہ صرف عالم ہیں یہ چیز بتلاتی ہے کہ آنحضرت کس طرح سراپا نور ہیں اور سراپا ظہور ہیں۔ پس توجہ کریں کہ امام زمانہ علیہ السلام سے ہماری نسبت کا کیا محل ہے کہ یہ کیسا وجود مقدس ہے اور کن خصوصیات کے ساتھ زمانہ غیبت میں ہے۔

ہمارا معاملہ دو مطلب میں دائر ہے یا یہ کہ ہم کلی طور پر امام زمانہ علیہ السلام سے بے گانہ واجنبی ہو جائیں۔ یا تھوڑی بہت معرفت اور آشنائی امامؑ اپنے اندر پیدا کریں۔ لیکن اگر بطور کلی ہم بے گانہ واجنبی ہو جائیں تو ہمیں ناچار کہنا پڑیگا "یَا حَسْرَتَنَا عَلٰی مَا فَرَّطْنَا فِیْھَا". ۔(۱۹) پس مجبور ہیں کہ کچھ معرفت وشناخت حاصل کریں اور یہی تھوڑی سی شناسائی بہت بڑی خصوصیت کی حامل ہوگی۔ ہم اجمالی طور پر یہاں دو باتیں ذہن نشین کریں۔

ایک تو ان خصوصیات میں سے ہے کہ جو مقام بالا امام کی شناخت ومعرفت کے لئے ضروری ہے وہ یہ کہ ہمیشہ آنحضرت کو یاد کریں۔ آنحضرت کی طرف متوجہ رہیں یعنی

۱۸۔ یعنی تجھ پر سلام اے کھلے ہوئے پرچم۔ اور پھیلائے ہوئے علم۔ زیارت آل یاسین

۱۹۔ یعنی ہماری حسرت کا مقام اس پر جو ہم نے اس کے بارے میں کوتاہی کی۔ (سورہ انعام آیہ ۳۱)

بہت زیادہ توجہ کرنا چاہیے۔ یہ ایک ایسا تیر بھدف نسخہ ہے جو یقینی اثر رکھتا ہے کیونکہ مسلماً اگر روح کو ایک شئی کی طرف متوجہ کریں گے تو ہو ہی نہیں سکتا کہ اس شئی کے ساتھ رابطہ برقرار نہ ہو سکے۔ اس عالم کا ایک اندازہ اور حساب ہے۔ "وَ كُلُّ شَيءٍ عِندَهُ بِمقدارٍ"۔ (۲۰) اگر آپ نے امام زمانہ علیہ السلام کو اپنی توجہ کا مرکز بنا لیا تو خود یہ کثرت توجہ روحی کشش کو ایجاد کر دیتی ہے۔ البتہ استعداد ظرف کی حفاظت اور شرائط کے ساتھ اور شرائط جب محفوظ ہیں تو اس کا اثر خواہ مخواہ ہوگا اور روایات کی تاکید بھی اسی لحاظ سے ہے۔

یہ سب کچھ ہمارے لئے فضل و عنایت کے واسطے سے ہے۔ حضرت امام زمانہ علیہ السلام کی طرف توجہ نہایت موثر ہے۔ کیونکہ اس متوجہ اور متوجہ الیہ کے درمیان رابطہ لا محالہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اور یہ مسلم ہے اور وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ خواہ مخواہ شدت اختیار کرتا جاتا ہے اور موثر ہوتا جاتا ہے اور حتمی طور پر ایسا ہے آج سے اس کام کی تمرین و مشق کریں یعنی کم از کم چوبیس گھنٹوں میں دو وقت ایک صبح اور دوسرے رات کے وقت حضرت بقیۃ اللہ علیہ السلام کی طرف توجہ کریں۔

یہ سب کچھ اسرار و خصوصیات کا حامل ہے۔ "اَلسَّلامُ عَلَيكَ فِي اللَّيلِ اِذا يَغشىٰ"۔ (۲۱) یہ سب ایک درس ہے راہ معرفت کا بیان ہے۔

ایک صبح کے وقت یاد کرنا کہ نماز صبح کے بعد دعا عہد (۲۲) کے پڑھنے کا حکم ہے اور ایک رات

۲۰۔ یعنی اور ہر چیز اللہ کے نزدیک ایک اندزے سے ہے۔ (سورہ رعد آیہ ۸)

۲۱۔ یعنی سلام تجھ پر جب رات کی تاریکی چھا جائے اور جب دن کا اجالا پھیل جائے۔ زیارت آل یاسین

کے وقت نماز مغرب وعشاء کے بعد دعاء عہد کے پڑھنے کا حکم ہے۔ تا کہ "اَلسَّلام عَلَیْکَ فِي اللَّیْلِ اِذٰا یَغْشٰی وَ النَّهٰارِ اِذٰا تَجَلّٰی"۔ محقق ہو سکے۔

دوسری خصوصیت اس سے عبارت ہے کہ انسان کو آخر کوئی کام کرنا چاہیے اپنے اندر جنبش و تحرک اور تحول و ولولہ پیدا کرنا چاہیے اور یہ مسلم ہے کہ جس قدر بھی اس کے وجود میں تحول و تحریک پیدا ہوگا اس کا اثر ضرور ہوگا اور یقینی طور پر اس عالم کا اثر بے حساب و کتاب نہیں جاتا۔

۲۲۔ حضرت امام صادق علیہ السلام سے نقل ہوا ہے کہ جو شخص اس عہدنامہ کو چالیس صبح پڑھے گا وہ حضرت قائم علیہ السلام کے مددگاروں میں شمار ہوگا اور اگر آنحضرت کے ظہور سے پہلے وفات پا جائیگا تو اللہ تعالی اس کو قبر سے مبعوث فرمائیگا کہ وہ خدمت امام زمانہ میں حاضر ہوگا اور اللہ تعالی اس کے ہر کلمہ کے عوض ہزار نیکیاں مرحمت فرمائیگا اور اس کے ہزار گناہ محو فرمائیگا۔ اور وہ دعا عہد یہ ہے۔

اَللّٰهُمَّ رَبَّ النُّوْرَ الْعَظِیمِ وَرَبَّ الْكُرْسِيِّ الرَّفِیعِ وَ رَبَّ الْبَحْرِ الْمَسْجُورِ وَ مُنْزِلَ التَّوْرٰهِ والانجیلِ وَ الزَّبُورِ وَ رَبَّ الظِّلِّ و ا الْحَرُوْرِ وَ مُنْزِلَ الْقُرْاٰنِ الْعَظِیمِ وَ رَبَّ الْمَلٰئِكَةِ الْمُقَرَّبینَ وَالْأَنْبِیآءِ وَالْمُرْسَلینَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیٓ اَسْئَلُكَ بِوَجْهِكَ الْكَرِیمِ وَ بِنُورِ وَجْهِكَ الْمُنِیْرِ وَ مُلْكِكَ الْقَدِیمِ یٰا حَیُّ یٰا قَیُّوْمُ اَسْئَلُكَ بِاسْمِكَ الَّذی اَشْرَقَتْ بِهِ السَّمٰوٰاتُ وَ الْاَرَضُونَ وَ بِاسْمِكَ الَّذی یَصْلَحُ بِهِ الْاَوَّلُونَ وَالْاٰخِرُونَ یٰا حَیًّا قَبْلَ كُلِّ حَيٍّ وَ یٰا حَیًّا بَعْدَ كُلِّ حَيٍّ وَ یٰاحَیًّا حینَ لٰا حَیَّ یٰا مُحْیِيَ الْمَوْتٰی وَ مُمیتَ الْاَحْیٰا یٰا حَیُّ لٰا اِلٰهَ اِلاّٰ اَنْتَ اَللّٰهُمَّ بَلِّغْ مَوْلٰانَا الْهٰادِیَ الْمَهْدِیَّ الْقٰائِمَ بِاَمْرِكَ صَلَوٰاتُ اللّٰهِ عَلَیْهِ وَ عَلٰی اٰبٰائِهِ الطّٰاهِرِینَ عَنْ جَمیعِ الْمُؤْمِنینَ وَالْمُؤْمِنٰاتِ فی مَشٰارِقِ الْاَرْضِ وَ مَغٰارِبِهٰا سَهْلِهٰا وَ جَبَلِهٰا وَ بَرِّهٰا وَ عَنّی وَ عَنْ وٰالِدَیَّ مِنَ الصَّلَوٰاتِ زِنَةَ عَرْشِ اللّٰهِ وَ مِدٰادَ كَلِمٰاتِهِ وَ مٰا

اَحصٰاهُ عِلمُهُ وَ اَحاطَ بِهِ کِتابُهُ اَللّٰهُمَّ اِنی اُجَدِّدُ لَهُ فی صَبیحَةِ یَوْمِیُ هٰذٰا وَ مٰا عِشْتُ مِنْ اَنْصٰارِهِ وَ اَعْوٰانِهِ وَ الذّٰآبینَ عَنْهُ وَ الْمُسٰارِعینَ اِلَیهِ فی قَضٰآءِ حَوٰائِجِه وَالْمُمْتَثِلینَ لاِوامِرِهِ وَ الْمُحامینَ عَنْهُ وَ السّٰابِقینَ اِلٰی اِرٰادَیهِ وَ الْمُسْتَشْهَدینَ بَیْنَ یَدَیْهِ اَللّٰهُمَّ اِنْ حالَ بَیْنی وَ بَیْنَهُ الْمَوْتُ الَّذی جَعَلْتَهُ عَلٰی عِبٰادِکَ حَتْماً مَقْضِیًّا فَاَخْرِجْنی مِنْ قَبْری مُؤْتَزِراً کَفَنی شٰاهِراً سَیْفی مُجَرِّداً قَنٰاتی مُلَبِّیاً دَعْوَةَ الدّٰاعی فِي الْحٰاضِرِ وَ الْبٰادی اَللّٰهُمَّ اَرِني الطَّلْعَةَ الرَّشیدَةَ وَ الْغُرَّةَ الْحَمیدَةَ وَ الْکُحلُ نٰاظِری بِنَظْرَةٍ مِنّی اِلَیْهِ وَ عَجِّلْ فَرَجَهُ وَ سَهِّلْ مَخْرَجَهُ وَ اَوْسِعْ مَنْهَجَهُ وَاسْلُکْ بی مَحَجَّتَهُ وَ اَنْفِذْ اَمْرَهُ وَ اشْدُدْ اَزْرَهُ وَاعْمُرِ اللّٰهُمَّ بِهِ بِلاٰدَکَ وَ اَحْيِ بِهِ عِبٰادَکَ فَاِنَّکَ قُلْتَ وَقَوْلُکَ الْحَقُّ ظَهَرَ الْفَسٰادُ فِي الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ بِمٰا کَسَبَتْ اَیْدِي النّاس فَاَظْهِرِ اللّٰهُمَّ لَنٰا وَلِیَّکَ وَابْنَ بِنْتِ نَبِیِّکَ الْمُسَمّی بِاسْمِ رَسُولِکَ حَتّی لاٰ یَظْفَرَ شَیْئٍ مِنَ الْبٰاطِلِ الا مَزَّقَهُ وَ یُحِقَّ الْحَقَّ وَ یُحَقِّقَهُ وَ اجْعَلْهُ اللّٰهُمَّ مَفْزَعاً لِمَظْلُوم عِبٰادِکَ وَ نٰاصِراً لِمَنْ لاٰ یَجِدُ لَهُ نٰاصِراً غَیْرَکَ وَ مُجَدِّدًا لِمٰا عُطِّلَ مِنْ اَحْکٰامِ کِتٰابِکَ وَ مُشَیِّداً لِمٰا وَرَدَ مِنْ اَعْلاٰمِ دینِکَ وَ سُنَنِ نَبِیِّکَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ اٰلِهِ وَاجْعَلْهُ اللّٰهُمَّ مِمَّنْ حَصَّنْتَهُ مِنْ بٰاْسِ الْمُعْتَدینَ اَللّٰهُمَّ وَ سُرَّ نَبِیَّکَ مُحَمَّداً صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ اٰلِهِ بِرُؤْیَتِهِ وَ مَنْ تَبِعَهُ عَلٰی دَعْوَتِهِ وَ ارْحَمِ اسْتِکٰانَتَنٰا بَعْدَه اللّٰهُمَّ اکْشِفْ هٰذِهِ الْغُمَّةَ عَنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ بِحُضُورِهِ وَ عَجِّلْ لَنٰا ظُهُورَهُ اِنَّهُمْ یَرَوْنَهُ بَعیداً وَ نَرَیهُ قَریباً بِرَحْمَتِکَ یٰا اَرْحَمَ الرّٰاحِمینَ ”..

اَلْعَجَلَ الْعَجَلَ یٰا مَوْلاٰیَ یٰا صٰاحِبَ الزَّمٰان.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ولی امر

جو کچھ ہمارا علم و عمل ہے وہ سب کا سب صرف ناقص ہی نہیں بلکہ ہیچ اور صفر بھی ہے۔ ہمارے علم و عمل کے بارے نقص کا کلمہ استعمال کرنا ہی غلط ہے کیونکہ نقص کے کلمے کا استعمال وہاں متصور ہے جہاں کوئی مرتبہ کمال موجود ہو اور جہاں سراسر خرابی و بطلان ہی ہو وہاں نقص کا کلمہ استعمال نہیں ہوتا۔ لیکن سوال یہ ہے کہ یہ سراسر خراب کیوں ہے؟ اس خرابی کی وجہ یہ ہے کہ جو شئی قیمتی و بہاء رکھتی ہے اور بقاء رکھتی ہے وہ سب عند اللہ ہے اور ہر وہ شئی جو خدا تعالی کے واسطے نہیں ہے وہ ہیچ اور بے وقعت ہے۔ لہذا اگر علم اولین و آخرین ہو لیکن خدا کے واسطے نہ ہو وہ بے وقعت ہے۔ پس اگر کوئی یہ سمجھے کہ اس کا علم و عمل خدا کے لئے ہے یا اس کا علم و عمل واقعاً خدا کے لئے ہو وہ لائق صد تحسین و افتخار ہے۔ اول تو اس کی فکر پاک کے سبب اور دوسرے واقعیت حال کے سبب کبھی کبھی انسان ہزاروں کڑیاں ملا کر ثابت کرتا ہے کہ اس کا علم و عمل خدا کے لئے ہے لیکن اسی دوران وہ خدا تعالی کو اپنی ذات کے لئے وسیلہ بناتا ہے تو وہ سب کچھ خدا واسطے نہ ہوگا بلکہ اپنی ذات کے لئے ہوگا۔

یہیں سے یہ واضح ہوتا ہے کہ جو قسم شیطان نے کھائی تھی کہ ''تیری عزت و جلال کی قسم'' وہ کس انداز کی تھی۔ شیطان بہت دانا ہے ان دانشوروں میں سے ہے کہ کوئی ملا و

دانشور اس کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔ کیونکہ وہ ہر درس میں حاضر تھا۔ سب اساتذہ کے ہمراہ تھا اور تمام علماء و دانشوروں کے افکار کو جانتا تھا۔ لہذا بہت بڑا ملاں اور فاضل ہے اور کلام کرنے میں بڑی دقت سے کام لیتا ہے۔

اس مقام پر جب وہ اللہ تعالی سے گفتگو کرتا ہے تو کہتا ہے "تیری عزت کی قسم" یہ کلمہ بڑا عجیب ہے۔ کیونکہ اگر وہ کہتا کہ "تیری رحمت کی قسم" خدا تعالی اس کو عذاب نہ کرتا۔ کیونکہ جونہی رحمت کا نام آیا تو اس کی رحمت اس کے غضب پر غالب ہے۔ اور دین کل رحمت ہے دین کو کسی وقت بھی بھولنا نہیں چاہیے۔ قرآن کا آغاز بھی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے ہے اور نماز بھی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے شروع ہوتی ہے۔ اس لئے کہ دین کی اساس رحمت ہے اور امام زمانہ علیہ السلام اسی خصوصیت رحمت کے مالک ہیں اور اس خصوصیت میں وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شریک ہیں اور وہ خصوصیت رحمۃ للعالمین ہے۔ یہ دو شخصیت رحمۃ للعالمین ہیں چونکہ رحمت الٰہیہ اس طرح ہے کہ اس کا ظہور صرف اور صرف رسول اعظم خاتم النبین اور آپکے وصی آخر میں ہوا ہے۔

شیطان اس بات کی طرف متوجہ تھا اور سمجھتا تھا کہ اگر "تیری رحمت کی قسم" کہتا تو اس کو عذاب نہ ہوتا (وہ تو اکڑا ہوا تھا اور غضب وجلال باری تعالی کو انگیخت کر رہا تھا) اور اگر وہ "تیری عزت کی قسم" کہتا ہے تو سخت عذاب پاتا ہے۔

لہذا قسم لینے اور دینے میں اگر قاضی یا جج اسم الٰہی کے ساتھ اسماء جلال باری تعالی کو ملا کر قسم لے تو بہت خطرناک ہے لیکن اگر قسم اسماء جمال باری تعالی کے ساتھ ہو تو اخروی سزا کی مستوجب ہے لیکن دنیا میں خطرناک نہیں ہے۔

اسماء جلالہ باری تعالی کے ساتھ قسم اٹھانا بہت خطرناک ہے اور اسم جلال میں سے سب سے مہم اسم ''عزت'' ہے۔ شیطان نے کہا کہ ''تیری عزت کی قسم'' کہ میں تمام لوگوں کو گمراہ کروں گا۔ **الا عبادک منهم المخلصين** ۔(۱) (سوائے ان میں سے تیرے خالص بندوں کے) کون ہے جو دعوی کر سکتا ہو کہ اللہ کا مخلص بندہ ہے۔

تنہا اگر کوئی راہ نجات ہے تو یہ کہ انسان ذی مرتبہ شخصیت کے دامن عنایت کو پکڑ لے جو اللہ کے نزدیک معزز ہے۔ اور وہ آبرومند شخصیت ہمارے زمانے میں صرف ایک ہستی ہے اس کا اس زمانے میں کوئی ثانی نہیں ہے۔ اور وہ وجود مقدس حضرت ولی عصر ارواحنا فداہ ہے۔ ان کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ اس سب کا ناسخ ہے جو گزر چکا ہے اور مابعد اور من بعد کے لئے بھی کوئی گنجائش نہیں چھوڑی۔ اس کو بھی انتہا کو پہنچا دیا ہے۔ اور منزل کمال انسانیت کا خلاصہ آپکا اسم مبارک ہے۔ اور اس دفتر کمال کی مہر آپ کا اسم مقدس ہے

بنابراین اگر ہم نتیجہ حاصل کرنا چاہیں تو اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہے۔ اسم مبارک آنحضرت سے رطب اللسان ہوں۔ شاید اسی سے اثر پیدا ہو ورنہ ہمیں اپنے علم و عمل سے مایوس ہونا چاہیے۔ اگر ہم مایوس و ناامید نہ ہوں یہ ہماری پہلی بدبختی ہو گی۔ البتہ ہمیں محنت کرنا چاہیے یعنی ہمیں اپنے میں علمی و عملی جہاد انتہائی درجہ تک انجام دینا چاہیے۔ لیکن پھر بھی اس پر اعتماد نہیں کرنا چاہیے۔ مگر یہ کہ صرف اور صرف آنحضرت کے ساتھ

۱۔ ''قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ''. ۔سورہ ص آیت ۸۲
یعنی اس نے کہا تیری عزت کی قسم یقیناً ان سب کو گمراہ کرونگا مگر تیرے بندوں میں سے جو مخلص ہونگے۔

توسل ہوا اور ذرہ نوازی ہو تو انشاء اللہ آج اس ضمن میں وارد ہونے والی آیات و روایات کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

امام زمانہ علیہ السلام کے بارے میں جو سلام وارد ہوا ہے وہ تین جملے ہیں ہم دو جملوں کو تو اصلاً نہیں کہتے اور صرف ایک جملہ سے ایک ظریف سا پردہ اتارنا ممکن ہے۔ وہ تین جملے یہ ہیں کہ آنحضرت سے توسل کے وقت کہا جاتا ہے۔

"فَبِحَقِّ مَنِ اخْتَصَّكُمْ بِاَمْرِهٖ وَ ارْتَضَاكُمْ لِسِرِّهٖ وَ بِالشَّاْنِ الَّذِی لَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَهُ"۔ (۲) یہ تین جملے ہیں دو آخری جملوں کو دنیا میں شاہد کوئی نہ سمجھ سکے۔ اس کا قیام اسی جملے پر ہے۔ چونکہ من اختصکم بامرہ جملہ کے بعد پہلا جملہ ہے۔ "وَ ارْتَضَاكُمْ لِسِرِّهٖ" وہ سر کیا ہے؟ کسی کو اس کی خبر نہیں ہے۔ اگر اس سر و بھید کا دوسروں تک پہنچنا مقصود ہوتا تو پھر وہ آنحضرت کے لئے مختص نہ ہوتا اور دوسرا جملہ "وَ بِالشَّاْنِ الَّذِی لَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَهُ"۔ ہے یعنی اس شان و منزلت کے سبب کہ جو تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ آپ کے اور اللہ کے درمیان ہے۔ (کسی اور کو اس کی خبر نہیں)

جو شان "اللہ کے ہاں ہے" یہ جاننا ضروری ہے کہ (عند اللہ یعنی اللہ کے ہاں ہے) کا کیا مطلب ہو یہ وہ مقام ہے کہ جہاں تک جبرائیل و میکائیل کی رسائی نہیں ہے۔ حضرت ابراہیم وہاں تک نہ پہنچ سکے۔ وہ مقام و منزلت اللہ کے نزدیک آپ کے لئے ہے

۲۔ یہ جملے حضرت قائم عجل اللہ فرجہٗ سے جو استغاثہ کیا جاتا ہے اس کے آخر میں ہیں جو کہ سلام اللہ الکامل التام کے کلمات سے شروع ہوتا ہے۔

یہ صرف آپ کے اور خدا تعالی کے درمیان ہے۔ اگر کوئی تیسرا فرد درمیان میں ہوتا تو یہ منزلت آپکے اور اللہ کے درمیان نہ ہوتی۔ پس یہ ایسا مقام ہے جہاں نہ حضرت ابراہیم پہنچ سکے، نہ حضرت موسی اور نہ ہی حضرت عیسی علیہم السلام بلکہ کوئی نبی بھی اس درجہ کمال تک رسائی حاصل نہ کر سکا سوائے نبی اعظم رسول معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے۔ حتی ملائکہ میں سے کوئی ملک بھی اس مقام کو نہ پہنچ سکا۔ سوائے خاتم واوصیاء خاتم کے۔ یہ بڑی عجیب تعبیر ہے۔ وہ شان و منزلت جو "آپ کے اور اللہ کے درمیان ہے" وہ بھی جو "عند اللہ" ہے۔ یہ مطلب ہماری سمجھ سے بالاتر ہے اور جو عالم میں اس کی رسائی اس مطلب تک ممکن نہیں ہے۔ دلیل وبرہان کا فیصلہ یہ ہے کہ وہ برہان ہے نا قابل تردید ہے۔

بہر حال وہ سر د بھید جو ان کے مابین ہے اور انہیں کے لئے وہ سر د بھید ہے اگر دوسروں کے پاس بھی ہو تو ان کے ساتھ مختص نہیں ہو سکے گا پس اس راز سے حضرت جبرائیل وحضرت مکائیل، حضرت ابراہیم حضرت موسی اور حضرت عیسی علیہم السلام کا مطلع ہونا ناممکن ہے۔ ان کے بعد کون رہ جاتا جو اس تک رسائی حاصل کر سکتا ہے؟ پس وہی جملہ جو عبارت کے اول میں ہے۔ "فَبِحَقِّ مَنِ اخْتَصَّکُمْ بِاَمْرِہ" یہ امر کیا چیز ہے۔ امر کی دو قسمیں ہیں

اول امر تکوینی: جسے سورہ یس کے آخر میں اللہ تعالی فرماتا ہے۔

"اَنَّمَا اَمْرُہُ اِذَا اَرَادَ شَیْئاً اَنْ یَقُولَ لَہُ کُنْ فَیَکُونُ". (۳)

۳۔ اس کا امر یہ ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اس سے کہتا ہے ہو جائے وہ ہو جاتی ہے

"سُبْحَانَ الَّذی خَزَائِنُهُ بَیْنَ کَافٍ وَ نُون".

یہاں کچھ مطالب ہیں جن کے ذریعے ہم پہلا پردہ تھوڑا سا سرکا سکتے ہیں اور پہلے کلمے کو کچھ سمجھ سکتے ہیں یعنی پاک ہے وہ ذات جس کے خزانے کاف اور نون کے درمیان ہیں۔

"اَنْ مِنْ شَیْءٍ اِلاّ عِنْدَنَا خَزَائِنُهُ وَ مَا تُنَزِّلُهُ اِلاّ بِقَدَرٍ مَعْلُومٍ". (۴)

خزائن سے مراد محمد و آل محمد علیہم السلام ہیں اور یہی خزائن الٰہی کاف اور نون کے درمیان ہیں۔

" اَرَادَةُ الرَّبِّ فِی مَقَادِیرِ اُمُورِهِ تَهْبِطُ اِلَیْکُمْ وَ تَصْدُرُ مِنْ بُیُوتِکُمْ". (۵)۔

ان تمام مطالب کا اگر مجموعی طور پر جائزہ لیا جائے تو ایک بہت ہی کمزور سی جھلک کا مطالب کی ابتداء ہی سے اس بات کی طرف اشارہ محسوس ہوتا ہے یہی بزرگوار وہ ہستیاں ہیں جو اس امر سے مختص ہیں۔

خود حضرت امام رضا علیہ السلام نے اپنے ان بیانات میں کہ 'امام کی شناخت کس طرح ہوتی ہے فرماتے ہیں۔ امام کو دو چیزوں کے ذریعے پہچانا جا سکتا ہے۔ ایک علم کے ساتھ اور دوسرے قبولیت دعا کے ساتھ اور وہ قبولیت دعا دوسرے لفظوں میں کن فیکون کی منزل ہوتی ہے۔

۴۔ یعنی کوئی شئی ایسی نہیں ہے کہ جس کے خزانے ہمارے پاس نہ ہوں اور ہم اس کو ایک محکوم اندازے سے نازل نہ کرتے ہوں۔

۵۔ زیارت مطلقہ امام حسین علیہ السلام

مَنِ اختَصَّکُم بِاَمرِہِ : یہ معاملہ انہیں کے ساتھ خاص ہے۔ایک ایساارادہ کہ جس سے مراد موٴخر نہیں ہوتی۔ان کا ٹھکانا اس دل میں ہے کہ آج ان کی ولادت باسعادت کی رات ہے اور وہ ایسی شخصیت ہیں کہ جن کا مقام بیان سے بالاتر ہے۔ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے خدا سے خواہش کریں کہ اُن کے وسیلے سے ایک نظر عنایت ہم پر فرمائے۔ایسی نظر کہ جس کے اسباب خود فراہم فرمائے۔کہ آنحضرت کی معرفت نصیب ہو اور ہم ان کے مورد عنایت قرار پائیں۔

دوسرا امر تشریح ہے۔اس جملہ مَنِ اختَصَّکُم بِاَمرِہِ ۔میں ایک اور اہم مطلب پوشیدہ جس کا تعلق امر تکوین سے بھی تعلق ہے اور امر تشریح سے بھی۔یعنی وہ مفروض الطاعۃ ہیں کہ ان کی اطاعت فرض ہے۔جس کی طرف اس آیہ شریفہ کے اِس جملے کا اشارہ ہے۔ مَلکاً عَظِیماً۔کہ آل ابراہیم کو ملک عظیم دیا گیا ہے۔(٦)

(مرحوم حاج شیخ عباس قمی رضوان اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب مفاتیح الجنان میں) کی پہلی زیارت مطلقہ ہے اور اس جملے کا ترجمہ اس طرح ہے۔خداوند متعال کا اپنے امور میں اندازہ آپ (خانوادہ عصمت و طہارت) کی طرف موقوف ہوتا ہے۔اور تمہارے گھر سے لوگوں کی طرف صادر ہوتا ہے۔

٦۔ ”سورۂ نساء ، آیۂ ۵۴ : اَم یَحسُدُونَ النّاسَ عَلیٰ مَا اٰتٰیھُمُ اللّٰہُ مِن فَضلِہِ فَقَد آتَینَا آلَ اِبرَاھِیمَ الکِتَابَ وَ الحِکمَۃَ وَ آتَینَاھُم مُلکاً عظیماً“ یعنی وہ لوگوں سے حسد کرتے ہیں کہ خداوند متعال نے جو انہیں اپنے فضل سے عطا فرمائی ہے۔پس یقیناً ہم نے آل ابراہیم کو کتاب وحکمت عطا فرمائی اور انہیں ملک عظیم عطا فرمایا۔

ملک عظیم کی تفسیر طاعت مفروضہ سے کی گئی ہے۔(۷) اور وہ اطاعت مفروضہ جو ان بزرگواران کو عطا ہوئی ہے وہی ولایت امر ہے۔لذا ضروریات مذہب کے اجماع کے مطابق اور علماء شیعہ "اَطیعُوا اللّٰهَ الرَّسُولَ وَ اُولی الْاَمْرِ مِنکُمْ".(۸) کا مصداق

۷۔ آئمہ معصومین علیھم السلام سے وارد ہونے والی اخبار و احادیث میں اس ملک عظیم کی تفسیر طاعت مفروضہ سے کی گئی ہے۔جن میں سے تفسیر برہان کی جلد اول کے حوالے سے دو نمونے آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔

۱۔ "عَنْ اَبی جَعْفَر عَلَیْهِ السَّلامُ فی قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ (وَ آتَیْناهُمْ مُلْکاً عظیماً) قالَ: الطّاعَةُ الْمَفْرُوضَة".

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے خداوند ذوالجلال کے اس فرمان کے بارے میں کہ (اور ہم نے انہیں ملک عظیم عطا فرمایا) فرمایا ملک عظیم سے مراد طاعت مفروضہ ہے۔

۲۔ "عَنْ اَبی بَصیر عَنْ اَبی عَبْدِ اللّٰهِ عَلَیْهِ السَّلامُ قالَ قُلْتُ لَهُ قَوْلاللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ (فَقَدْ آتَیْنا آلَ اِبْراهیمَ الْکِتابَ وَالْحِکْمَةَ وَ آتَیْناهُم مُلْکاً عَظیماً) قالَ: قالَ تعْلَم مُلْکاً عظیماً ما هُوَ؟ قُلْتُ: اَنْتَ اَعْلَمُ' جَعَلَنِیَ اللّٰهُ فِداکَ' قالَ: طاعَةُ الْإمامِ مَفْرُوضَة".

جناب ابو بصیر حضرت امام صادق علیہ السلام سے نقل فرماتے ہیں۔میں نے آنحضرت سے اللہ تعالی کے اس فرمان: ہم نے آل ابراہیم کو کتاب اور حکمت دی اور انہیں ملک عظیم عطا فرمایا۔ کے بارے سوال کیا تو آپ نے فرمایا کیا تجھے معلوم ہے کہ ملک عظیم سے کیا مراد ہے۔میں نے عرض کیا آپ پر قربان جاؤں آپ بہتر جانتے ہیں، آنحضرت نے فرمایا اس سے مراد امام کی اطاعت اور ان کی فرمانبرداری ہے جو سب پر لازم اور واجب ہے۔

۸۔یعنی اطاعت کرو خدا کی اور اطاعت کرو پیغمبر کی اور اپنے سے صاحبان امر کی۔(سورہ نساء آیہ ۵۹)۔

فقط معصومین میں منحصر ہے۔ اور غیر معصوم ولی امر نہیں ہوتا۔ یہ بات مذہب شیعہ کے ضروریات سے شمار ہوتی ہے کیونکہ خالق ومخلوق کے درمیان فرق واضح کرنے کے لیے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کلمہ اطیعوا کا تکرار کیا گیا ہے۔ لیکن اطاعت رسول کا وجوب وجوب عقلی ہے اسی لیے اس جگہ اطیعوا کا امر امر مولوی نہیں ہے اور رسول اور اولی الامر کے درمیان کلمہ اطیعوا کا تکرار نہیں ہے بلکہ واوٴ کے ساتھ عطف کیا گیا ہے اور اس عطف کا مطلب یہ ہے کہ رسول اور اولی الامر کی اطاعت ایک اطاعت ہے۔ اور پیغمبر اکرم اور اولی الامر کی اطاعت کا ایک ہونا صرف اسی صورت ممکن ہے جب ولی امر معصوم ہوں۔

فخر رازی متوجہ کیوں نہیں اور مطلب کو کیوں نہیں سمجھ رہے آیہ مبارکہ ،، وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِينَ وَ يَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ“. (۹) خود قرآن کریم ہی ولی امر کے معصوم ہونے کو ثابت کرنے کے لیے کافی ہے۔ اطیعوا کے ارشادی مفہوم میں واوٴ عاطفہ کے ساتھ اطیعوا الرسول پر عطف اس بات کی عمدہ دلیل ہے۔

علاوہ ازیں مطلقاً اطاعت کے وجوب کا حکم جبکہ مطاع کے بارے ہوی پرستی اور خطا کا احتمال ہو تو خداوند متعال کی مخالفت کو لازم ہے اور اس طرح آیہ مبارکہ کی ابتداء اس کے آخر کے مخالف ہو جائیگی جس سے تناقض لازم آئے گا۔

اور اصول کافی میں ایک معتبر روایت اسی مضمون پر مشتمل موجود ہے اوصیاء واجب الطاعۃ اور

۹۔ خداوند متعال ظالموں کو گمراہی نصیب فرماتے ہیں اور خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے (سورہ ابراہیم آیہ ۲۷)

مفروض اطاعۃ ہیں اور وہ وہ ہیں کہ جن کے بارے خداوند متعال فرماتے ہیں۔ "اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ"۔ اور وہی ہیں وہ کہ جن کے بارے ارشاد ہوتا ہے۔ "(اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَ الَّذِیْنَ آمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَ یُؤْتُوْنَ الزَّکَاۃَ وَ ھُمْ رَاکِعُوْنَ)"۔ (۱۰)

۱۰۔ درس کے بعد جب میں جناب استاد کی خدمت میں شرفیاب ہوا تو اِن مطالب کی وضاحت فرماتے ہوئے فرمایا اس مسلمہ حقیقت پر بہت ساری روایات دلالت کرتی ہیں اور پھر نمونہ کے طور پر کافی کی دو روایات جو مرحوم کلینی اعلی اللہ مقامہ نے نقل فرمائی نقل فرمائیں۔

۱۔ معتبرہ ابی صباح کنانی "اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِی عُمَیْرٍ عَنْ سَیْفِ بْنِ عَمِیْرَۃَ عَنْ اَبِی الصَّبَاحِ الْکِنَانِیِّ قَالَ: قَالَ اَبُوعَبْدِ اللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ: نَحْنُ قَوْمٌ فَرَضَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ طَاعَتَنَا ، لَنَا الْاَنْفَالُ وَلَنَا صَفْوُا لْمَالِ وَنَحْنُ الرَّاسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ وَنَحْنُ الْمَحْسُوْدُوْنَ الَّذِیْنَ قَالَ اللّٰہُ: (اَمْ یَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰی مَا آتَاھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ)"۔

ہم ہیں جن کی اطاعت اللہ تبارک وتعالی نے واجب قرار دی ہے۔ انفال ہمارا حق ہے۔ اور منتخب اموال ہمارے ساتھ خاص ہیں ہم راسخون فی العلم ہیں اور ہمارے ساتھ حسد کیا جاتا ہے جن کے بارے خداوند متعال کا فرمان ہے۔ کیا لوگوں سے اس لیے حسد کرتے ہیں کہ خداوند متعال نے اپنے فضل سے جو انہیں عطا فرمایا ہے کیونکر ہے۔

۲۔ معتبرہ حسین ابن ابی العلاء

"اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَلِیِّ بْنِ الْحَکَمِ عَنِ الْحُسَیْنِ بْنِ اَبِی الْعَلَاءِ قَالَ: ذَکَرْتُ لِاَبِی عَبْدِ اللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَوْلَنَا فِي الْاَوْصِیَاءِ اَنَّ طَاعَتَھُمْ مُفْتَرَضَۃٌ ، قَالَ: فَقَالَ: نَعَمْ ھُمُ الَّذِیْنَ قَالَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ(اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَ الَّذِیْنَ آمَنُوا)"۔

نتیجہ یہ ہے کہ خداوند متعال نے امام معصوم کے حکم کو رسول اکرمؐ کا حکم قرار دیا ہے، اور پیغمبر کا حکم خدا کا حکم ہوتا ہے۔ پس فبحق من اختصکم بامرہ سے مراد امر خداوندی کا اختصاص ہے۔ پس معلوم ہوا کہ تکوینی طور پر مقام کن فیکون پر فائز ہیں اور تشریعی طور پر بھی انہیں مقام فرض اطاعت حاصل ہے۔ دوسرے لفظوں میں گویا عالم وجود میں عقلاً اور نقلاً مولا بالذات فقط ذات مقدس الٰہی ہے۔ اور

۱۔ حسین ابن العلاء کہتے ہیں میں نے اوصیاء کے بارے کہ جن کی اطاعت واجب ہے والی گفتگو حضرت امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں پیش کی آپ نے فرمایا۔ ہاں وہ ہیں وہی کہ جن کے بارے میں خداوند متعال فرماتے ہیں اطاعت کرو خدا کی اور اس کے رسول کی اور اپنے سے صاحبان امر کی۔ اور وہ وہی ہیں جن کے بارے خدا فرماتا ہے۔ تمہارا ولی فقط اللہ ہے اور اس کے رسول ہیں اور وہ جو ایمان لائے ہیں۔

مرحوم مجلسی رضوان اللہ تعالیٰ علیہ نے اس روایت کو حسن مثل صحیح قرار دیا ہے کیونکہ اس کے راوی حسین بن علاء ہیں۔ جن کی قدر و منزلت جناب شیخ طوسی کی اس کلام سے واضح ہوتی ہے ان کے بارے فرماتے ہیں کہ لہ کتاب یعد فی الاصول۔ ان کی ایک کتاب ہے جو اصول سے شمار ہوتی ہے اور جناب نجاشی ان کے بارے فرماتے ہیں۔ وکان الحسین اوجھھم - کہ حسین ان سب (راویوں) سے زیادہ باعظمت ہیں۔ ابن قولویہ نے بھی ان کو ثقہ شمار کیا ہے اور کامل الزیارات کی روایات بھی انہیں سے نقل کی ہیں۔ اور عمدہ بات یہ کہ محمد ابن ابی عمیر اور صفوان بن یحیی ان کی کتاب کے راوی ہیں۔ اور ایسے راویوں سے ہیں کہ جنہیں جناب شیخ کا عدہ کا قول شامل ہے۔ یہ دو حدیثیں ہم صرف نمونہ کے طور پر لائے ہیں ورنہ ہمارے مدعا پر سنت قطعیہ قائم ہے۔

بنا بر ایں۔ اجمالاً کہا جا سکتا ہے کہ کتاب و سنت اور عقل و اجماع کی روشنی میں اولی الامر

ایک ذات مولا بالعرض ہیں جو کہ اس زمانہ میں ولی عصر حضرت حجۃ ابن الحسن ارواحنا فداہ ہیں۔ جب ان باتوں کا بغور جائزہ لیں تو معلوم ہوتا ہے اور اس راز سے آگاہی ہوتی ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام کیونکر آپ کی اقتداء کریں گے۔ جب حضرت بقیۃ اللہ ارواحنا فداہ ظاہر ہوں گے تو پورے کا پورا دین ظاہر ہو جائے گا اور اس کے اثرات ظاہر ہو جائیں گے یہ حضرت عیسی کی اقتداء کا مسئلہ ایسا مسئلہ ہے کہ جس پر تمام علماء اہل سنت کا اتفاق ہے کہ حضرت مہدی سلام اللہ علیہ کا ظہور ہوگا اور حضرت عیسی بھی نازل ہوں گے تو حضرت عیسی حضرت مہدی سلام اللہ علیہ کی اقتداء کریں گے اس سے پہلے باہمی گفتگو بھی ہوگی اور اسی گفتگو سے مطلب واضح ہو جاتا ہے۔

حضرت حجت علیہ السلام حضرت عیسی علیہ السلام سے فرمائیں گے آگے کھڑے ہوں لیکن حضرت عیسیؑ فرمائیں گے آپ کو آگے کھڑا ہونا چاہیے کیونکہ آپ افضل ہیں۔ اور افضل پیش نماز ہونا چاہیے جبکہ میں آپ کے سامنے مفضول ہوں۔ (۱۱)

حضرت عیسیؑ کا امام زمانہ کے پیچھے کھڑے ہونا کوئی مٹھی بھر گوشت و ہڈیوں کا کھڑا ہونا نہیں ہے بلکہ یہ تو ایک مردوں کو زندہ کرنے والے کا کھڑا ہونا ہے۔ جذام زدہ کے ٹھیک کر دینے والے کا کھڑا ہونا ہے۔ برص کے بیماروں کے صحیح کرنے والے کا کھڑا ہونا ہے۔

صاحب طاعت مفروضہ اور معصوم ہیں جن کی فکر خطا سے پاکیزہ اور دل ہوس سے منزہ ہوتا ہے۔ اور آج کل یہ منصب خاتم المعصومین حضرت حجۃ ابن العسکری ارواحنا فداہ کے ساتھ خاص ہے۔

۱۱۔

پرندوں کے مجسمہ میں روح بھر دینے والے کا کھڑا ہونا ہے کہ ارشاد ہوتا ہے۔ "تَخْلُقُ مِنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيرِ بِإِذْنِي فَتَنْفُخُ فِيهَا فَتَكُونُ طَيْراً بِإِذْنِي وَ تُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَ الْاَبْرَصَ بِاِذْنِي وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِي". (۱۲)۔

دور حاضر کے لیے امام زمانؑ کی یہ فضیلت ہے اور اس آنے والے دن کے لیے ذخیرہ بھی۔ البتہ اس تشریف آوری میں غوغا ہوگا۔ اس جگہ قابل ذکر بات یہ ہے کہ یہ بات سابقہ باتوں سے ہٹ کر ہے۔ اسی لیے اگر آپ روایات کی طرف مراجعہ فرئیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ بعض پیغمبر بھی غائب رہے ہیں لیکن کسی کی غیبت بھی اس قسم کی غیبت نہ تھی اور اس غیبت میں لوگوں کا امتحان اس قدر ہے کہ ارشاد ہوتا ہے۔ "اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُتْرَكُوا اَنْ يَقُولُوا آمَنَّا وَ هُمْ لَا يُفْتَنُونَ". (۱۳)

اس آیہ مبارکہ کے متعلق وارد ہونے والی روایات میں حضرت ولی عصر ارواحنا فداہ کی غیبت کے بارے ذکر ہے اور یہ کہ اس آزمائش سے مراد حضرت ولی عصر (عج) کے زمانہ غیبت کی آزمائش ہے۔ (۱۴)

۱۲۔ یعنی جب آپ مٹی سے ایک پرندے کا مجسمہ بناتے تھے اور پھر اس میں میری اجازت سے پھونک مارتے تھے اور وہ پرندہ ہو جاتا تھا میری اجازت سے۔ اور مادر زاد اندھے اور جذام زدہ لوگوں کا علاج کرتے تھے وہ میرے اذن سے ٹھیک ہو جاتے تھے اور جب آپ مردوں کو میرے اذن سے زندہ کر دیتے تھے۔ (سورہ مائدہ۔ آیہ ۱۱۰)۔

۱۳۔ کیا لوگوں نے یہ خیال کیا ہے کہ ان کو چھوڑ دیا جائے کہ وہ یہی کہیں کہ ہم ایمان لائے اور ان کو آزمایا نہیں جائے گا اور امتحان نہیں ہوگا۔ (سورہ عنکبوت۔ آیہ ۲)۔

اگر اس آزمائش میں ہم کامیاب ہوں اور ہمارا نام اہل ایمان کے دفتر میں باقی رہے تو بڑی بات ہے اور ان تمام باتوں سے بڑی بات سب کے لیے کامیابی کی کوشش کرنا ہے کہ اس امتحان میں کامیاب ہوں۔ آپ سب کی بھاری ذمہ داری ہے اور بہت زیادہ خطرہ بھی ہے۔ خداوند متعال نے ہر کسی کا امتحان لینا ہے۔ اور اس امتحان میں حضرت حجت کے اکثر معتقدین اس عقیدہ سے انحراف کا شکار ہو جائیں گے۔ (۱۵)۔

۱۴۔ ان روایات سے ایک حدیث نمونہ کے طور پر نقل کرتے ہیں جسے صاحب تفسیر نور الثقلین نے اپنی کتاب کی جلد چہارم کے ص ۱۵۰ پر نقل فرمایا ہے۔

"الفضل بن شاذان عن احمد بن محمد بن ابی نصر عن ابی الحسن الرضا علیہ السلام قال: لا یکون ما تمدون الیہ اعناقکم حتی تمیزوا و تمحصوا و لا یبقی منکم الا القلیل، ثم قرء: الم احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا آمنا وھم لا یفتنون".

حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ جس طرح آپ اپنی گردنیں لمبی کر کے دیکھتے ہیں (اور اُن کا انتظار کر رہے ہیں یعنی قائم آل محمد کا ظہور) وہ واقع نہیں ہوگا مگر یہ کہ اچھے اور برے کو جدا جدا کر دیا جائے اور تمہارا امتحان ہو۔ اس امتحان میں تم میں سے تھوڑے ہی لوگ ثابت قدم رہیں گے پھر حضرت امام رضا علیہ السلام نے اس آیہ کی تلاوت فرمائی۔ کیا لوگوں کا خیال ہے کہ انہیں چھوڑ دیا جائے گا کہ وہ کہیں ہم ایمان لائے ہیں اور ان کی آزمائش نہیں ہوگی۔

۱۵۔ روایات فراوانی کے ساتھ اس بات پر دلالت کرتی ہیں۔ حضرت ولی عصرؑ کے ظہور سے قبل اکثر مسلمان دین حق سے خارج ہو جائیں گے اور آپ کے اکثر معتقدین اور آپ کی امامت و عصمت کے قائلین اس عقیدہ سے انحراف کا شکار ہو جائیں گے اور آپ کے وجود کا انکار کر دیں گے ہم اس بارے میں نمونہ کے طور پر دو حدیثیں نقل کرتے ہیں۔

یہ امتحان اس قدر سخت ہوگا کہ چھٹے امام فرماتے ہیں۔ آخری زمانہ میں ٹوٹ جاؤ گے

۱۔ محدث بزرگوار مرحوم شیخ صدوق اعلی اللہ مقامہ اپنی کتاب کمال الدین کی دوسری جلد کے صفحہ ۳۷۸ پر سفر ابن ابی دلف کی سند سے نقل فرماتے ہیں۔ " سَمِعْتُ اَبَا جَعْفَر مُحَمَّد بْن عَلِيِّ الرِّضَا عَلَيْهِمَا السَّلَامُ يَقُولُ: اِنَّ الْاِمَامَ بَعْدِی اِبْنِی عَلِی ، اَمْرُهُ اَمْرِی وَ قَوْلُهُ قَوْلِی وَ طَاعَتُهُ طَاعَتِی ، وَالْاِمَام بَعْدَهُ اِبْنُهُ الْحَسَن ، اَمْرُهُ اَمْرُ اَبِيهِ وَ قَوْلُهُ قَوْلُ اَبِيهِ وَ طَاعَتُهُ طَاعَةُ اَبِيهِ ، ثُمَّ سَكَتَ . فَقُلْتُ لَهُ: يَا ابْنَ رَسُولِ اللّٰهِ فَمَنِ الْاِمَامُ بَعْدِ الْحَسَنِ؟ فَبَكٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ بُكَاءً شَدِيداً ، ثُمَّ قَالَ: اِنَّ مِنْ بَعْدِ الْحَسَنِ ابْنُهُ الْقَائِمُ بِالْحَقِّ الْمُنْتَظَرُ ، فَقُلْتُ لَهُ: يَا ابْنَ رَسُولِ اللّٰهِ لِمَ سُمِّيَ الْقَائِمُ؟ قَالَ: لِاَنَّهُ يَقُومُ بَعْدَ مَوْتِ ذِكْرِهِ وَارْتِدَادِ اَكْثَرِ الْقَائِلِينَ بِاِمَامَتِهِ ، فَقُلْتُ لَهُ: وَ لِمَ سُمِّيَ الْمُنْتَظَرُ؟ قَالَ: لِاَنَّ لَهُ غَيْبَةً يَكْثُرُ اَيَّامُهَا وَ يَطُولُ اَمَدُهَا ، فَيَنْتَظِرُ خُرُوجَهُ الْمُخْلِصُونَ وَ يُنْكِرُهُ الْمُرْتَابُونَ وَ يَسْتَهْزِئُ بِذِكْرِهِ الْجَاحِدُونَ وَ يَكْذِبُ فِيهَا الْوَقَّاتُونَ ، وَيَهْلِكُ فِيهَا الْمُسْتَعْجِلُونَ وَيَنْجُو فِيهَا الْمُسْلِمُونَ".

ترجمہ:۔ میں نے حضرت ابو جعفر محمد ابن علی رضا علیہما السلام سے سنا فرما رہے تھے میرے بعد میرا بیٹا علی امام ہیں ان کا فرمان میرا فرمان۔ اُن کی بات میری بات۔ اور ان کی اطاعت میری اطاعت ہوگی اور اُن کے بعد اُن کے فرزند حسن (علیہ السلام) امام ہوں گے اُن کا فرمان ان کے باپ کا فرمان۔ اور ان کی بات ان کے باپ کی بات۔ اور ان سے اطاعت ان کے باپ سے اطاعت ہوگی۔ پھر حضرت امام جواد علیہ السلام چپ ہو گئے۔ میں نے عرض کیا اے فرزند رسولؐ۔ حضرت حسن کے بعد امام کون ہوں گے آپ رو پڑے اور بہت سخت گریہ فرمایا۔ اور پھر فرمایا، یقیناً ان کے بعد ان کے فرزند ہوں گے جو قائم بحق اور منتظر ہوں گے۔ میں نے پوچھا۔ اے فرزند رسول۔ ان کا نام قائم کیوں ہے، فرمایا۔ اس لئے کہ جب وہ قیام کریں گے تو اُن کا ذکر مر چکا ہوگا ان کی امامت کے معتقدین کی اکثریت مرتد ہو چکی ہوگی اور آپ

البتہ کس طرح ٹوٹنا۔ کبھی شیشہ ٹوٹتا ہے۔ تو کبھی ٹھیکری ٹوٹتی ہے۔ اگر شیشہ ٹوٹے تو اسے دوبارہ جوڑا جا سکتا ہے اسے پگھلا کر دوبارہ اسی سابقہ صورت میں لایا جا سکتا ہے، لیکن آخر

کے بارے عقیدہ سے منحرف ہو چکے ہوں گے میں نے پوچھا:۔ پس منتظر کیونکر ہیں۔ فرمایا۔ کیوں کہ ان کی غیبت کے ایام زیادہ اور لمبی مدت کے لیے ہوں گے آپ کے مخلص اور آپ کے ظہور کا انتظار کریں گے اور تردید کا شکار ہو جائیں گے اور دودل لوگ آپ کا انکار کر دیں گے اور منکرین آپ کے تذکرہ کا مذاق اڑائیں گے، اور آپ کے ظہور کا وقت مقرر کرنے والے دروغگوئی کریں گے، اور جلد بازی کرنے والے ہلاک ہوں گے اور سر تسلیم خم کرنے والے نجات پائیں گے۔

حدیث دوم:

علامہ مجلسی رضوان اللہ علیہ نے بحار الانوار کی جلد ۵۱ کے صفحہ ۲۲۰ پر امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک مفصل حدیث نقل فرمائی ہے جس کا کچھ حصہ ہم یہاں نقل کرتے ہیں جس میں حضرت بقیۃ اللہ اروحنا فداہ کی حضرت عیسیٰؑ سے غیبت کے بارے شباہت بیان کی گئی ہے۔

"وَ اَمَّا غَیْبَةُ عیسیٰ عَلَیْهِ السَّلاٰمُ فَاِنَّ الْیَهُوْدَ وَ النَّصٰارٰی اِتَّفَقَتْ عَلٰی اَنَّهُ قُتِلَ وَ کَذَّبَهُمُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ بِقَوْلِهِ: (وَ مٰا قَتَلُوهُ وَ مٰا صَلَبُوهُ وَلٰکِنْ شُبِّهَ لَهُمْ) ، کَذٰلِکَ غَیْبَةُ الْقٰائِمِ عَلَیْهِ السَّلاٰمُ فَاِنَّ الْاُمَّةَ تُنْکِرُهٰا (لِطُولِهٰا) فَمِنْ قٰائِلٍ بِغَیْرِ هُدیً بِاَنَّهُ لَمْ یُولَدْ ، وَ قٰائِلٍ یَقُولُ اِنَّهُ وُلِدَ وَمٰاتَ ، وَ قٰائِلٍ یَکْفُرُ بِقَوْلِهِ اَنَّ حٰادی عَشَرَ نٰا کٰانَ عَقیماً ، وَ قٰائِلٍ یمرقُ بِقَوْلِهِ اِنَّهُ یتعدّی اِلٰی ثٰالث عَشَرَ فَصٰاعِداً ، وَ قٰائِلٍ یَعْصی اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ بِقَوْلِهِ: اِنَّ رُوحَ الْقٰائِمِ عَلَیْهِ السَّلاٰمُ یَنْطِقُ فی هَیْکَلِ غَیْرِه".

ترجمہ:۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی غیبت کے بارے یہود اور نصاری کا ایک نظریہ ہے، کہ وہ قتل ہو گئے ہیں لیکن خداوند متعال نے انہیں اس بات سے جھٹلایا ہے۔ اور فرمایا ہے۔ اُنہوں نے انہیں نہ ہی قتل کیا

زمان میں تم ٹھیکری کی مانند ٹوٹو گے۔یعنی پھر تم واپس ہی نہیں آ ؤ گے (۱۶)۔ خطرناک یہ قیام ہے کیا ہم باقی رہیں گے یا باقی نہیں رہیں گے مشکل اسی جگہ ہے۔

ایک اور عجیب سی روایت ہے۔اس حدیث میں آیا ہے۔اسی طرح امتحان کروں گا

ہے،اور نہ ہی پھانسی لگایا ہے بلکہ اُن پر معاملہ مشتبہ ہوا ہے،حضرت قائم علیہ السلام کی غیبت بھی اسی طرح ہے کہ بالاخر یہ امت اُن کا انکار کر دے گی کیونکہ وہ غیبت بہت لمبی ہوگی بعض ہدایت سے دور اس بات کے قائل ہو جائیں گے کہ آپ کی ولادت ہی نہیں ہوئی اور دوسرا گروہ کہے گا کہ ولادت تو ہوئی ہے لیکن آپ کی وفات ہو چکی ہے۔اور ایک گروہ کافر ہو جائیں گے اور کہیں گے کہ ہمارا گیارھواں بانجھ تھا اور بے اولاد۔اور ایک گروہ سرکش ہوگا جو سلسلہ امامت کو تیرہ یا اس سے بھی بڑھا دے گا اور بعض خداوند متعال کی نافرمانی کریں گے اور کہیں گے کہ امام زمانہ کی روح کسی اور شخص کے بدن میں ڈال دی گئی ہے اور اسی سے بولتی ہے۔

۱۶۔ مرحوم علامہ مجلسی قدس سرہ نے بحار الانوار کی جلد باون ص ۱۰۱ پر حضرت امام صادق علیہ السلام سے نقل فرمایا ہے۔"وَ اللّٰهِ لَتُكَسَّرُنَّ كَسْرَ الزُّجَاجِ وَ انَّ الزُّجَاجَ يُعَادُ فَيَعُودُ كَمَا كَانَ ، وَ اللّٰهِ لَتُكَسَّرُنَّ كَسْرَ الْفَخَّارِ وَ انَّ الفَخَّارَ لاٰ يَعُودُ كَمَا كَانَ ، وَ اللّٰهِ لَتُمَحَّصُنَّ وَ اللّٰهِ لَتُغَرْبَلُنَّ كَمَا يُغَرْبَلُ الزُّوَانُ مِنَ الْقَمْحِ"۔

بخدا قسم تو ٹوٹو گے۔شیشہ کی طرح ٹوٹنا۔اور شیشے کو تو ٹوٹنے کے بعد پگھلایا جا سکتا ہے اور وہ پھر سے اپنی پہلی حالت پر لوٹ آتا ہے۔بخدا قسم تم ٹوٹو گے ٹھیکری کا سا ٹوٹنا اور ٹھیکری کسی صورت بھی اپنی پہلی حالت پر نہیں لوٹتی۔بخدا قسم تمہارا حتماً امتحان ہوگا۔بخدا قسم تم ضرور بالضرور چھانی کیے جاؤ گے اسی طرح جس طرح تلخ دانے کو گندم سے چھانی کیا جاتا ہے اور جدا کر دیا جاتا ہے۔

ایسے لوگ بھی جو بال کی کھال اتارنے والے ہونگے اس آزمائش میں کامیاب نہیں ہوں گے۔ (۱۷) شدت امتحان اس قدر ہوگی کہ اپنے ایک صحابی سے فرمایا۔ کیا تو نے کبھی قتاد پر ہاتھ پھیرا۔ یعنی خاردار درخت پر جس پر اوپر سے نیچے کی طرف ہاتھ کھینچا ہو۔ آخر زمان میں دین پر باقی رہنا اسی طرح دشوار ہوگا۔ (جس طرح خاردار پر ہاتھ پھیرنا)۔ (۱۸)۔

۱۷۔ شیخ عالی مقام محمد ابن ابراہیم نعمانی رحمۃ اللہ علیہ کتاب الغیبۃ کے ص ۲۰۲ پر اپنی سند کے ساتھ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ "اَنَّ حَدیثَکُمْ هٰذا لَتَشْمَئِزُّ مِنْهُ قُلُوبُ الرِّجالِ فَانْبُذُوه اِلَیْهِمْ نَبْذاً فَمَنْ اَقَرَّبِهِ فزیدُوه، وَمَنْ اَنْکَرَ فَذَرُوه، اِنَّهُ لاٰ بُدَّ مِنْ اَنْ تَکُونَ فِتْنَة یَسْقُطُ فیهٰا کُلُّ بِطٰانَةٍ وَ وَلیجَةٍ حَتّی یَسْقُطَ فیهٰا مَنْ یَشُقُّ الْشَعْرَةَ بِشَعْرَتَیْنِ، حَتّی لاٰ یَبْقٰی اِلاّ نَحْنُ وَ شیعَتنٰا"۔

اس مرحلہ میں تم (یعنی غیبت حضرت قائم آل محمد علیہ السلام) میں لوگوں کے دل پھسلیں گے اور بکھریں گے تم اس بات کو ان کے ساتھ چلایا کرو جو اس بات کو مان لے اور اقرار کرے اسے زیادہ سے زیادہ سناؤ اور جو انکار کرے اسے چھوڑ دیا کرو کیونکہ ضرور ایک امتحان پیش آنا ہے کہ جس میں بہت سارے محرم راز اور سیانے لوگ گر جائیں گے حتی وہ بھی کہ جو کمال دقت میں مہارت رکھتے ہوں گے کہ جس سے بال کو چیر دیتے ہوں گے ناکام ہوں گے۔ اور صرف ہم اور ہمارے شیعہ اس میں محفوظ رہیں گے۔

۱۸۔ فقیہ بزرگ جناب شیخ طوسی اعلی اللہ مقامہ کتاب الغیبۃ کے ص ۵۷ پر اپنی سند کے ساتھ حضرت امام صادق علیہ السلام سے نقل فرماتے ہیں۔ "اَنَّ لِصٰاحِبِ هٰذَا الْاَمْرِ غَیْبَةً اَلْمُتَمَسِّکُ فیهٰا بِدینِهِ کَالْخٰارِطِ لِلْقَتٰادِ بِیَدَیْهِ (ثُمَّ قٰالَ) هٰکَذٰا بِیَدِهِ فَاَیُّکُمْ یُمْسِکُ شَوْکَ الْقَتٰادِ بِیَدِهِ؟ (ثُمَّ قٰالَ) اِنَّ لِصٰاحِبِ هٰذَا الْاَمْرِ غَیْبَةً، فَلْیَتَّقِ اللّٰهَ عَبْدٌ وَلْیَتَمَسَّکْ بِدینِهِ"۔

ترجمہ:۔ یقیناً صاحب الامر کی ایک غیبت ہے جو شخص اس زمانہ میں اپنے دین وایمان کی حفاظت کرلے تو

یہ امتحان سب کے لیے ہے اور ہر طبقے کے لوگوں کے لیے ہے، جس قدر جس طبقے کی بلندی ہوتی ہے اسی قدر ان کا امتحان شدید ہوتا ہے۔ اور پھر اسی حساب سے لغزش بھی سنگین تر شمار ہوتی ہے۔ موجودہ زمانے میں آپ اور میرے لیے خطرات بہت زیادہ اور سنگین ہیں اور زیادہ خطرہ اس بات کا ہے کہ کہیں ہمارا ہاتھ اپنے مولا کے دامن سے چھوٹ نہ جائے۔ کیا اس دامن پر برکت تک ہاتھ پہنچانے کے لیے علم ذریعہ قرار پا سکتا ہے، ہمیں تو ان علوم پر بھروسہ ہی نہیں ہے۔ تو کیا اعمال ذریعہ قرار پا سکتا ہے، ہمیں اعمال کا بھی کوئی بھروسہ نہیں۔

ہمیں ذرا اپنی زندگی کے ایک شب و روز کا حساب کرنا چاہیے کہ اس دن رات میں ہم نے کیا کیا اعمال انجام دیئے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ یہی کہ درس و بحث میں مشغول رہے ہوں گے۔ لیکن سوال پیدا ہوتا ہے کہ درس کیوں پڑھا۔ کیا اس لئے کہ عالم بن جائیں۔ آیا اس لیے کہ ہمارا معاشرہ میں مقام ہو اور مرتبہ حاصل ہو اور لوگ ہمارے اردگرد گھومتے نظر آئیں لیکن یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔ البتہ اگر اپنے خیالات کی غرض سے درس پڑھے ہوں تو یہ بت پرستی شمار ہو گی۔ نہ کہ خدا پرستی تو گویا کہ ہماری عمر کا ایک کافی حصہ گزر گیا ہے کہ ہم بت پرست ہی کر رہے ہیں تو ہم نے درس پڑھا کہ

اسی طرح ہے کہ جیسے کوئی شخص خاردار درخت پر ہاتھ پھیرے پھر فرمایا۔ یہ اس طرح (پھر اپنے دست مبارک کو اوپر سے نیچے لا کر مثال دی) تم میں سے کس میں یہ طاقت ہے کہ اس درخت کے کانٹوں کو اپنے ہاتھ میں رکھے رہے۔ پھر فرمایا۔ صاحب الامر کی ایک ایسی غیبت ہے چاہیے کہ ہر شخص اپنے خدا سے ڈرے اور تقوی اختیار کرے اور اپنے دین کے ساتھ تمسک رکھے۔

عالم بنیں اور بس یہی کچھ مقصد رہا۔ یا یہ کہ عالم بنیں کیونکہ خدا عالم کو پسند فرماتا ہے۔ یہ مرحلہ بہت دشوار ہے کیونکہ اس کا مطلب یہ ہوا میں درس پڑھتا ہوں کہ یہ خدا کو پسند ہے۔ اور یہی میرا مقصد ہے اور اسی کی دوستی ہی میرا ہدف ہے، پس اگر میرے دور میں اس کی دوستی مشکل ترین شغل ہوتی ہوتو پھر باقی تمام مشاغل سے روگردانی کرلوں اور اسی دوستی خدا کا پابند ہو جاؤں کیا ایسا کر رہا ہوں؟ اسی لیے تو کہہ رہا ہوں کہ اس خطرناک مرحلے سے گزرنا بہت مشکل ہے۔ اور اس مشکل سے گزرنے کا واحد راستہ یہ ہے کہ چند ایک کاموں کو فراموش نہ کریں۔

۱۔ خدا کا ذکر زیادہ کریں اور ہمیشہ اسے یاد رکھیں۔ خدا کا ذکر بہت ہی ضروری ہے، جو کہ یقیناً مشکل بھی ہے، لیکن اگر شروع کر دیا جائے تو آہستہ آہستہ قدم بقدم انسان کو اپنے خدا کی طرف متوجہ کر دیتا ہے اور اگر یاد خدا برقرار رکھنا چاہو تو اس طرح اسے یاد کرو جس طرح اس کے قرآن میں رہنمائی ہوئی ہے۔ اس طرح دو کام ہو جائیں۔ تلاوت قرآن بھی اور ذکر خدا بھی۔ ایسی آیات کی تلاوت کریں کہ جو خود ذکر خدا ہوں۔

"قُلِ اللّٰھُمَّ مٰالِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِي الْمُلْکَ مَنْ تَشٰآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشٰآءُ و تُعِزُّ مَنْ تَشٰآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشٰآءُ بِیَدِکَ الْخَیْرُ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیرٌ. تُولِجُ الَّیْلَ فِي النَّھارِ و تُولِجُ النَّھٰارَ فِی اللَّیْلِ و تُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ و تُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَ تَرْزُقُ مَنْ تَشٰآءُ بِغَیْرِ حِسٰابٍ". (۱۹)۔

۱۹۔ کہو۔ اے خدایا۔ اے مملکت کے صاحب اختیار تو جسے چاہے ملک وسلطنت عطا فرماتا ہے۔

ان آیات کی تلاوت کریں اور ہر جملہ میں مفہوم پر اچھی طرح غور کریں۔ قل اللھم ملک الملک دیکھیں وہ مالک ملک ہے۔انسان بعض اوقات ایک معمولی سی اونگھ میں چلا جاتا ہے۔آنکھ کھولتا ہے تو سب کچھ ختم پاتا ہے۔ہماری ایک اونگھ سے سب کچھ ختم پوری دنیا کا یہی حال ہے۔ان آیات کی تلاوت کریں اور بار بار پڑھیں۔اور ہمیشہ توجہ فرمائیں۔ ذکر خدا بھی ہے، تلاوت قرآن بھی ہے۔خدا تک رسائی کا یہ ایک بنیادی راستہ ہے۔

۲۔ خدا تک پہنچ پانے کا راستہ بہت مشکل ہے۔اور ہماری گناہوں سے آلودہ زندگی کی وجہ سے اور زیادہ مشکل۔مگر یہ کہ حضرت حجۃ علیہ السلام ہماری مدد فرمائیں، لیکن خود حضرت ولی عصرؑ تک رسائی بھی تو بہت دشوار ہے اور آپ تک پہنچنا بھی تو کوئی آسان نہیں ہے، ہاں ایک آسان راستہ ہے، اور وہ حضرت حسین علیہ السلام ہیں۔یعنی حضرت بقیۃ اللہ کی درگاہ تک رسائی کے لیے روزانہ بلکہ آج ہی سے بلا ناغہ زیارت عاشورا پڑھا کریں، البتہ چونکہ آپ لوگ اہل علم ہیں تو سو بار لعنت، یا سو بار سلام ضرور نہیں بلکہ ایک بار لعنت اور ایک بار سلام آپ سے قبول ہے۔کیونکہ مقصد تحصیل علم ہے۔

اور جس سے چاہے واپس لے لیتا ہے۔اور تو جس کو چاہے عزت عطا فرماتا ہے اور جسے چاہے ذلیل و خوار کرتا ہے۔ہر چیز تیرے دست قدرت میں ہے۔یقیناً تیری ہر شئی پر قدرت ہے۔رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل فرماتا ہے۔زندہ کو مردہ سے خلق فرماتا ہے اور مردہ کو زندہ سے اور تو جسے چاہے بے حساب روزی عطا فرماتا ہے۔(سورہ آل عمران۔آیہ ۲۶، ۲۷)۔

زیارت عاشورا پڑھیں اور حضرت امام زمانہؑ کی مادر گرامی حضرت زہرا سلام اللہ علیہا کی روح مقدس کو ہدیہ کر دیں اور اس راستے سے خداوند متعال کی رحمت واسعہ اور امت مسلمہ کے باب نجات اور اس ذات کے حضور کہ جن کی جانب خود امام زمانہ کا دل مائل و متوجہ ہے اور وہ ان کے خون کے وارث حضرت حجۃ ارواحنا فداہ کے حضور حاضری حاصل کریں اور ان کی توجہات کے مستحق بنیں۔

"وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوماً فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهِ سُلْطَاناً". وہ جو ولی خون (حسینؑ) ہیں انہیں ہمیشہ اس خون کا خیال ہے۔ زیارت عاشورا پڑھیں اور کوشش کریں کہ آپ پر رقت طاری ہو۔ اگر چہ اس قدر کہ تھوڑے سے آنسو نکل آئیں۔ آنکھ تر ہو اور دل دکھی ہو۔

زیارت عاشورا کے ان کلمات کو پڑھیں اور ان پر غور کریں اور جب یہ جملہ پڑھیں۔ "يَا اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ لَقَدْ عَظُمَتِ الرَّزِيَّةُ وَ جَلَّتْ وَ عَظُمَتِ الْمُصِيبَةُ بِكَ عَلَيْنَا وَ عَلٰى جَمِيعِ اَهْلِ الْاِسْلَامِ وَ جَلَّتْ وَ عَظُمَتْ مُصِيبَتُكَ فِي السَّمٰوَاتِ عَلٰى جَمِيعِ اَهْلِ السَّمٰوَاتِ". (۲۱)۔

دو تین مطالب آپ کے زیر نظر ہوں گے تو حالت گریہ پیدا ہو گی اس لحظہ کو ہرگز نہ بھلائیں کہ جب جناب زینبؑ سلام اللہ علیہا۔

۲۰۔ یعنی جب کوئی مظلوم قتل ہو تو یقیناً اس کے وارث کو قاتل پر ہم نے سلطنت اور قدرت دی ہے۔

۲۱۔ اے ابا عبد اللہ یقیناً بہت بڑی تعزیت اور بڑی مصیبت اس دنیا میں ہم شیعہ اور سارے اہل اسلام پر بہت ہی ناگوار ہے۔ اور بہت ہی مشکل اور سنگین ہے یہ مصیبت آسمانوں پر تمام اہل آسمان کے لیے ہے۔ (اقتباس از زیارت عاشورا)

حضرت سیدالشہداءؑ کے بدن مبارک کے نزدیک آئیں اور فرمایا۔ بِأَبِی الْمَهْمُوم حَتّٰی قَضٰی ، بِأَبِی الْعَطْشَان حَتّٰی مَضٰی"۔(۲۲)

۲۲۔ مرحوم علامہ مجلسی نے اپنی کتاب بحارالانوار کی پینتالیسویں جلد کے ص ۵۸۔۵۹ پر نقل فرمایا ہے۔ راوی کہتا ہے۔

فَوَ اللّٰهِ لَا أَنسىٰ زَيْنَبَ بِنْتَ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ هِيَ تَندُبُ الْحُسَيْنَ وَ تُنَادِي بِصَوْتٍ حَزِينٍ وَ قَلْبٍ كَئِيبٍ : وَا مُحَمَّدَاهُ ، صَلّٰى عَلَيْكَ مَلِيكُ السَّمَاءِ ، هٰذَا حُسَيْنٌ مُرَمَّلٌ بِالدِّمَآءِ ، مُقَطَّعُ الْأَعْضَاءِ ، وَ بَنَاتُكَ سَبَايَا ، إِلَى اللّٰهِ الْمُشْتَكىٰ وَ إِلىٰ مُحَمَّدٍ الْمُصْطَفىٰ وَ إِلىٰ عَلِيٍّ الْمُرْتَضىٰ وَ إِلىٰ حَمْزَةَ سَيِّدِ الشُّهَدَاءِ ، وَا مُحَمَّدَاهُ ، هٰذَا حُسَيْنٌ بِالْعَرَاءِ ، يَسْفِي عَلَيْهِ الصَّبَا ، قَتِيلُ أَوْلَادِ الْبَغَايَا ، يَا حُزْنَاهُ يَا كُرْبَاهُ ، أَلْيَوْمَ مَاتَ جَدِّي رَسُولُ اللّٰهِ ، يَا أَصْحَابَ مُحَمَّدَاهُ ، هٰؤُلَاءِ ذُرِّيَّةُ الْمُصْطَفىٰ يُسَاقُونَ سَوْقَ السَّبَايَا.

وَ فِي بَعْضِ الرِّوَايَاتِ : يَا مُحَمَّدَاهُ ، بَنَاتُكَ سَبَايَا ، وَ ذُرِّيَّتُكَ مُقَتَّلَةٌ ، تَسْفِي عَلَيْهِمْ رِيحُ الصَّبَا ، وَ هٰذَا حُسَيْنٌ مَجْزُورُ الرَّأْسِ مِنَ الْقَفَا ، مَسْلُوبُ الْعِمَامَةِ وَ الرِّدَاءِ ، بِأَبِي مَنْ عَسْكَرُهُ فِي يَوْمِ الْإِثْنَيْنِ نُهْباً ، بِأَبِي مَنْ فُسْطَاطُهُ مُقَطَّعُ الْعُرىٰ ، بِأَبِي مَنْ لَا هُوَ غَائِبٌ فَيُرْتَجىٰ ، وَ لَا جَرِيحٌ فَيُدَاوىٰ ، بِأَبِي مَنْ نَفْسِي لَهُ الْفِدَاءُ ، بِأَبِي الْمَهْمُومُ حَتّٰى قَضىٰ ، بِأَبِي الْعَطْشَانُ حَتّٰى مَضىٰ ، بِأَبِي مَنْ شَيْبَتُهُ تَقْطُرُ بِالدِّمَآءِ ، بِأَبِي مَنْ جَدُّهُ رَسُولُ إِلٰهِ السَّمَاءِ ، بِأَبِي مَنْ هُوَ سِبْطُ نَبِيِّ الْهُدىٰ ، بِأَبِي مُحَمَّدٌ الْمُصْطَفىٰ ، بِأَبِي خَدِيجَةُ الْكُبْرىٰ ، بِأَبِي عَلِيٌّ الْمُرْتَضىٰ ، بِأَبِي فَاطِمَةُ الزَّهْرَاءُ سَيِّدَةُ النِّسَاءِ ، بِأَبِي مَنْ رُدَّتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ حَتّٰى صَلّٰى ، فَأَبْكَتْ وَ اللّٰهِ كُلَّ عَدُوٍّ وَ صَدِيقٍ".

یعنی بخدا قسم مجھے ہرگز نہیں بھولتی وہ حالت کہ جب زینب بنت علیؑ وہ دل سوز بین کر رہی تھیں۔ اور اپنے

بھائی حسینؑ کے غم میں نالہ وفریاد کر رہی تھی اور دکھی دل اور غمناک لہجہ سے بلند آواز سے کہہ رہی تھی وامحمداہ اے اہل آسمان کے سلطان۔ خداوند عالم نے آپ پر درود بھیجا ہے۔ اور یہ تیرے حسینؑ کا لاشہ ہے جو خون میں غلطاں ہے۔ جس کے اعضاء ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے ہیں۔ یہ تیری بیٹیاں قیدی بنالی گئی ہیں (اس جانگداز مصیبت پر) خدا ورسول خدا محمد مصطفیٰؐ اور علی مرتضیٰؑ اور جناب حمزہ سید الشہداءؑ کے حضور شکایت کرتی ہوں۔ اے محمد مصطفےٰ یہ تیرا حسین ہے کہ جس کا بدن خاک پر ہے، اور باد صبا اس پر خاک ڈال رہی ہے اور وہ زنا زادہ اور ظالموں کی اولاد نے اسے قتل کر دیا ہے۔

اے غم۔ اے مصیبت گویا آج میرا نانا محمد مصطفےٰ فوت ہوئے ہیں۔ اے اصحاب پیغمبرؐ یہ فرزندان مصطفےٰ اور ذریت پیغمبرؐ ہیں کہ جنہیں قیدی بنا کر لے جا رہے ہیں اور بعض روایات میں وارد ہوا ہے کہ جناب زینب سلام اللہ علیہا گریہ فرما رہی تھیں اور کہہ رہی تھیں۔ یا محمداہ۔ آپ کی بیٹیاں اسیر ہو گئی ہیں اور آپ کے بیٹے قتل ہو گئے ہیں۔ باد صبا ان کے بدن پر خاک اڑا رہی ہے۔ یہ تیرا حسین ہے کہ جس کے سر کو پس گردن کاٹ دیا گیا ہے۔ اس کا عمامہ اور ردا لوٹ لی گئی ہے میرا باپ قربان اس پر کہ جس کے لشکر کو سوموار کے دن لوٹ لیا گیا۔ میرا باپ قربان اس پر کہ جس کے خیمہ اور اس کے حریم کو تباہ کر دیا گیا۔ میرا باپ اس مسافر پر قربان کہ جو ایسا مسافر نہ تھا کہ جس کے لوٹنے کی امید ہو۔ اور ایسا زخمی نہ تھا کہ جس کے صحت مند ہونے کی امید ہو۔

میرا باپ قربان اس پر جس پر میری جان قربان ہے، میرا باپ قربان اس پر کہ سینہ غم واندوہ سے بھرا ہوا تھا اور دکھی اس دنیا سے رخصت ہوئے میرا باپ قربان اس پر کہ جنہیں یہاں شہید کیا گیا۔ میرا باپ قربان اس پر کہ جن کی ریش مبارک سے خون ٹپک رہا تھا، میرا باپ قربان اس پر کہ جس کا نانا آسمان کے معبود کا نبی تھا میرا باپ قربان اس پر کہ جو نبی ہادی کا فرزند ہے۔ میرا باپ قربان ان پر کہ جو

اور پھر پورے خلوص کے ساتھ پڑھیں۔

" اَلسلامُ عَلَیْکَ یا اَبا عَبدِ اللّٰهِ وَ عَلَی الْاَرْواحِ الَّتی حَلَّتْ بِفِنائِکَ عَلَیْکَ مِنّی سَلامُ اللّٰهِ اَبداً ما بَقِیتُ وَبِقی اللَّیْلُ وَ النَّهارُ ولا جَعَلَهُ اللّٰهُ آخرَ العَهْدِ مِنّی لِزِیارَتِکُمْ اَلسَّلامُ عَلَی الحُسَیْنِ وَ عَلٰی عَلِیِّ بْنِ الْحُسَیْنِ وَ عَلٰی اَوْلادِ الْحُسَیْنِ وَ عَلٰی اَصْحابِ الحُسَیْنِ۔" (۲۳)۔ہم یہی کچھ کر سکتے ہیں میں نے جو کچھ عرض کیا ہے۔اس کی امیدوار رہیں اور کسی اور شئی سے امید نہ رکھا کریں۔سب اسی زیارت عاشوراء کے امیدوار رہا کریں۔(۲۴)،اس صبح وشب کی گداگری اور دروازہ

جان مصطفےٰ ہیں اور جگر گوشہ خدیجہ الکبریٰ اور علی مرتضیٰ اور فاطمہ سیدۃ النساء کا لعل ہے میرا باپ قربان اس پر جن کے باپ کے لیے سورج لوٹایا گیا اور انہوں نے نماز ادا کی۔راوی کہتا ہے بخدا قسم میں نے دیکھا ہر دوست ودشمن اس کے رونے پر رو رہا تھا۔

۲۳۔ یعنی میرا سلام ہو آپ پر اے اباعبداللہؑ۔اور آپ کے آستانے پر اترنے والی پاکیزہ ارواح پر کہ جو (آپ کے حائر میں دفن ہیں) خدا کا سلام ہو میری طرف سے آپ پر ہمیشہ ہمیشہ ہو۔ہمیشہ جب تک میں ہوں اور جب تک دن رات کا سلسلہ باقی ہے۔اور خداوند متعال میرے لیے آپ کی اس زیارت کو آخری زیارت قرار نہ دے (بلکہ مجھے بار بار آپ کی زیارت کی توفیق بخشے) سلام ہو حضرت امام حسین علیہ السلام پر اور حضرت علی ابن الحسین پر اور اولاد حسین اور اصحاب حسین علیہ السلام پر۔

۲۴۔ زیارت عاشوراء کے بارے بہت زیادہ روایات اور حکایات نقل ہوئی ہیں۔خصوصاً حضرت صاحب الزمانؑ کی طرف سے اس کے پڑھنے کی سفارش کی گئی ہے اور اس کو پابندی سے پڑھنے والے لوگوں کو اس کے عجیب اثرات کا ثمر نصیب ہوا ہے اور انہوں نے گہری روحانی اور معنوی اثرات کا مشاہدہ کیا ہے۔اور بہت ہی سریع طور پر ان کی حاجت روائی ہوئی ہے۔

مرحوم حاج میرزا حسن نوری قدس سرہ نے اپنی کتاب نجم الثاقب کے ص ۴۰۰ کے حکایت نمبر ستر کے تحت حضرت ولی عصرؑ کی ملاقات کا ایک واقعہ نقل فرمایا ہے۔ جس میں زیارت عاشورا کی اہمیت اور عظمت کا بطور خاص تذکرہ ہے۔ اور ہم اس داستان کو معمولی تبدیلی کے ساتھ نقل کرتے ہیں۔ تقریباً سترہ سال قبل زاہد پرہیز گار جناب سید احمد فرزند سید ہاشم بن سید حسن رشتی۔ رشت سے نجف اشرف کی زیارت سے مشرف ہوئے اور وہ حضرت عالم ربانی وفاضل صعدانی شیخ علی رشتی مرحوم کے ہمراہ ہمارے گھر تشریف لائے۔ جناب علامہ رشتی کا تذکرہ آئندہ داستان میں آئے گا۔ انشاءاللہ۔ جب وہ دونوں حضرات ہمارے پاس سے رخصت ہونے لگے۔ تو جناب شیخ نے جناب سید کی پرہیز گاری اور بلند مقامی کے بارے گفتگو فرمائی۔ اور ساتھ ہی فرمایا کہ ان کا ایک عجیب واقعہ بھی ہے۔ لیکن اس وقت اس کے بیان کرنے کا موقعہ نہیں تھا۔ کچھ دن بعد جو پھر سے جناب شیخ کے ساتھ ملاقات کا موقعہ ملا تو معلوم ہوا کہ سید آقا تو چلے گئے۔ لیکن جناب شیخ نے ان کے ساتھ پیش آنے والا واقعہ خلاصہ کے ساتھ بیان فرمایا مجھے خود جناب سید کی زبانی یہ واقعہ سننے کا بہت شوق تھا اور ان سے نہ سن سکنے پر بہت افسوس ہوا۔ اگرچہ مجھے اس بات کا یقین تھا کہ جناب شیخ کے مقام والا سے مجھے اس واقعہ میں ذرا بھر بھی کمی بیشی کی توقع نہیں ہے تاہم خود سید سے سننے کا مزا کچھ اور تھا اسی سال سے لیکر چندہ ماہ قبل تک یہ بات میرے ذہن میں تھی یہاں تک کہ اس سال ماہ جمادی الاخر میں جب میں نجف اشرف سے واپس آیا تو کاظمین میں انہیں سید آقا سے ملاقات ہوگئی جو کہ سامرا سے واپس آئے ہوئے اور عجم روانگی کا ارادہ رکھتے تھے پس میں نے جس طرح سنا ہوا تھا اسی طرح ان سے احوال پرسی کے بعد اس واقعہ کو بیان کرنے کا کہا انہوں نے وہ سارا واقعہ اسی طرح جس طرح جناب شیخ نے بیان فرمایا تھا نقل فرمایا۔ وہ ماجراہ اس طرح تھا کہتے ہیں۔

یہ ۱۲۸۰ھ کا واقعہ ہے کہ میں حج بیت اللہ الحرام کے ارادے سے رشت سے تبریز کی طرف روانہ ہوا وہاں کے ایک مشہور تاجر شیخ صفر علی تبریزی کے گھر مہمان ٹھہرا۔ وہاں پر کسی قافلے کے نہ ہونے پر پریشان تھا۔ اسی دوران حاجی جبار جلو دار سدہی اصفہانی نے طربوذن کی طرف سامان اٹھانے والا کاروان روانہ کیا۔ میں نے ان سے ایک سواری کرایہ پر لی اور ان کے ساتھ چل پڑا۔ جب ہم پہلی منزل پر پہنچے تو حاج صفر علی کے آمادہ کرنے پر تین اور آدمی بھی میرے ہمراہ ہو گئے جن کے نام یہ ہیں۔ حاج ملا باقر تبریزی، حاج سید حسین تاجر تبریزی اور ایک خادم بنام حاج علی، ہم چل پڑے یہاں تک کہ ارزنۃ الروم پہنچے وہاں سے طربوذن کی طرف چل پڑے ان دونوں شہروں کے درمیان دوران سفر حاجی جلو دار ہمارے پاس آئے اور فرمایا کہ اس منزل سے اگلا سفر بہت خطرناک ہے، آپ ذرا تیز چلیں تاکہ قافلہ کے ساتھ مل جائیں، کیونکہ ہم ذرا قافلے سے پیچھے چل رہے تھے، اسی لیے ہم دواڑھائی گھنٹے یا تین گھنٹے معمول سے جلدی چلے اور صبح ہی صبح اکٹھے چل پڑے۔ ابھی ہم آدھا یا ایک چوتھائی فرسخ ہی چلے تھے اندھیرا چھا گیا اور برف باری شروع ہوگئی۔ اس قدر برف باری کہ تمام ساتھیوں نے اپنا اپنا سر ڈھانک لیا میں نے جس قدر ان کے ساتھ مل کر چلنے کی کوشش کی ناکام رہا یہاں تک کہ وہ چلے گئے اور میں پیچھے رہ گیا۔ مجبوراً گھوڑے سے اترا اور راستے کے کنارے بیٹھ گیا اور میرا دل انتہائی پریشان تھا کیونکہ میرے پاس اخراجات سفر کے طور پر چھ سو تومان تھے کافی سوچ بچار کے بعد میں نے پختہ ارادہ کیا کہ صبح سورج طلوع ہونے تک ادھر ہی رہوں اور پھر جس جگہ سے چلے تھے ادھر لوٹ جاؤں گا۔ وہاں سے کچھ حفاظتی ساتھی ساتھ لیکر قافلے سے جاملوں اسی دوران سامنے کے باغ میں مجھے ایک باغبان نظر آیا جس کے ہاتھ میں کسی تھی اور وہ درختوں پر سے اس کے ساتھ برف گرا رہا تھا۔ پھر وہ میرے پاس آیا اور تھوڑے سے فاصلہ پر کھڑا ہو گیا اور فرمایا تو کون ہے؟ میں نے کہا ساتھی چلے گئے اور میں رہ گیا ہوں۔ مجھے راستہ نہیں معلوم راستہ بھول گیا ہوں۔ تو انہوں نے فارسی زبان میں فرمایا۔ نافلہ پڑھو تو راستہ

مل جائے گا۔ میں بلا فاصلہ نماز نافلہ پڑھنے میں مشغول ہو گیا۔ جب میں نماز تہجد سے فارغ ہوا تو وہ پھر آیا اور کہا، نہیں گئے ہو۔ میں نے عرض کیا بخدا مجھے راستہ معلوم نہیں۔ فرمایا۔ جامعہ پڑھو۔ میں زبانی زیارت جامعہ نہیں پڑھ سکتا تھا اور اب بھی زبانی یاد نہیں ہے۔ باوجودیکہ بارہا زیارت مقامات مقدسہ پر مشرف ہوا ہوں۔ لیکن یاد نہیں کر سکا۔ لیکن نامعلوم کس طرح ہوا کہ اس دن جونہی کھڑا ہوا تو زیارت جامعہ ساری کی ساری زبانی پڑھ ڈالی۔ پھر سے وہ باغبان آیا۔ اور پوچھا۔ گئے نہیں ہو۔ ابھی ہو۔ مجھے بے اختیار رونا آ گیا، میں نے کہا اِدھر ہی ہوں مجھے راستہ نہیں معلوم فرمایا۔ اچھا تو زیارت عاشورا پڑھو۔ مجھے زیارت عاشورا بھی یاد نہیں تھی اور ابھی بھی یاد نہیں ہے۔ لیکن اس وقت اٹھا اور زبانی پڑھ ڈالی۔ یہاں تک کہ پورا اسلام اور پوری لعن اور دعای علقمہ کو پڑھ ڈالا۔ میں نے دیکھا وہ پھر آیا اور پوچھا نہیں گئے ہو۔ میں نے کہا نہیں۔ صبح تک ادھر ہی رہوں گا۔ فرمایا۔ اچھا تو اب میں آپ کو قافلہ تک پہنچاتا ہوں۔ پھر گیا اور ایک گدھے پر سوار ہو کر آیا کاندھے پر کسّی تھی۔ فرمایا میرے پیچھے گدھے پر سوار ہو جاؤ میں ان کے پیچھے سوار ہو گیا اور اپنے گدھے کی رسی پکڑ کر ساتھ کھینچا لیکن وہ نہ چلا فرمایا اپنے گدھے کی رسی مجھے دو میں نے رسی انہیں دیدی انہوں نے میری سواری کی رسی بائیں کندھے پر رکھ لی اور دائیں ہاتھ سے اپنی سواری کی رسی کو تھاما اور چل پڑے۔ اس وقت میری سواری نے بھی راہ لیا اور تابع فرمان ہو گئی۔ انہوں نے اپنا ہاتھ میرے زانو پر رکھا اور فرمایا۔ تم نافلہ کیوں نہیں پڑھتے۔ نافلہ۔ نافلہ اور پھر فرمایا۔ تم کیوں زیارت عاشورا نہیں پڑھتے۔ عاشورا۔ عاشورا۔ عاشورا اور پھر فرمایا تم کیوں زیارت جامعہ نہیں پڑھتے۔ جامعہ۔ جامعہ۔ جامعہ اور وہ سفر کرتے وقت گول دائرہ کی شکل میں سفر کرتے تھے اور گول چکر چلتے تھے۔ چلتے چلتے یکدم پیچھے دیکھا اور فرمایا۔ وہ ہیں تیرے ساتھی۔ میں نے دیکھا میرے ساتھی ایک ندی کے کنارے اتر چکے ہیں اور صبح کی نماز کے لیے وضو کرنے میں مشغول ہیں۔ میں اس سوار کے گدھے سے اترا تاکہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو جاؤں لیکن سوار نہ ہو پایا۔ پس وہ خود اترا اور اپنی کسّی کو برف میں

گاڑ دیا اور مجھے میرے گھوڑے پر سوار کر کے میرے گھوڑے کا منہ میرے ساتھیوں کی طرف پھیر دیا۔ مجھے اس وقت خیال آیا کہ یہ کون ہو سکتے ہیں جو فارسی زبان میں بھی بول سکتے ہیں۔ جبکہ اس علاقے کے لوگ غالباً مسیحی ہیں۔ اور ان کی زبان ترکی ہے۔ اور ساتھ ہی یہ خیال بھی دامن گیر ہوا کہ اس شخص نے مجھے کس طرح اتنا جلدی ادھر پہنچا دیا ہے۔ انہی خیالوں میں جونہی میں نے پیچھے کی طرف نظر کی تو کوئی نظر نہ آیا۔ اور اس شخص کا کوئی نشان تک نہ ملا۔ میں اپنے ساتھیوں کی طرف چلا گیا۔

مرحوم علامہ نوری رضوان اللہ علیہ اس واقعہ کے نقل کے بعد نافلہ شب کی فضیلت اور زیارت جامعہ کی اہمیت کے بارے چند سطریں تحریر فرماتے ہیں اور پھر زیارت عاشوراء کے بارے لکھتے ہیں۔ اما زیارت عاشوراء کی فضیلت و مقام کے لیے یہی کافی ہے کہ اگرچہ بظاہر کسی معصوم کی انشاء و املاء سے حاصل نہیں ہوئی (جبکہ ان کے قلوب مطہرہ سے نکلنے والی ہر بات عالم بالا سے ہی وارد ہوئی ہے) بلکہ یہ احادیث قدسیہ سے ہے۔ کیونکہ اسی ترتیب کے ساتھ الفاظ زیارت وسلام ولعنت و دعا خود خداوند متعال اور جناب جبرائیل علیہ السلام سے جناب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچے ہیں۔ تجربات شاہد ہیں کہ اسے چالیس روز تک یا اس سے کم و بیش بلاناغہ پڑھنے سے حصول مقاصد اور قضای حوائج ہو جاتے ہیں اور دفع دشمن کے لیے اکسیر اور بے نظیر ہے۔ تاہم اس کا بہترین فائدہ جو کہ اسے باقاعدہ پابندی سے پڑھنے سے حاصل ہوتا ہے جسے میں نے کتاب دار السلام میں ذکر کیا ہے۔ وہی ہے جس کا خلاصہ یہ کہ ثقہ صالح اور متقی حاج ملا یزدی جو کہ نجف اشرف کے نیک مجاورین اور ہمیشہ عبادت و زیارت میں مشغول رہنے والے اشخاص سے ہیں۔

حاجی محمد علی یزدی سے نقل کرتے ہیں کہ یزد میں ایک فاضل و نیک شخص تھے جنہیں ہمیشہ اپنی آخرت کی اصلاح کی فکر دامن گیر رہتی تھی وہ راتوں کو یزد سے باہر ایک مقبرے میں کہ جہاں پر صالح لوگوں کی قبریں تھیں اور جسے مزار کہتے تھے عبادت کے لیے چلے جاتے تھے۔ ان کا ہمسایہ تھا جو کہ ان کا ہم عمر تھا اور

حضرت حجۃ ابن الحسن علیہ السلام سے امیدواری وابستہ رہے۔تو امید کی جاسکتی ہے کہ ان علوم کا بھی کوئی نہ کوئی ثمرہ اور یہ فائدہ بخش ہوں۔

وہ بچپن میں اکٹھے ایک استاد کے پاس پڑھنے جاتے تھے اور پھر اس نے کسٹم کے محکمہ میں نوکری کر لی اور پھر اس کی وفات ہوگئی تو اسے بھی اسی مقبرہ کے ساتھ دفن کر دیا گیا ایک دن اس مرد صالح نے اس کسٹم آفیسر کی وفات کے ایک ماہ بعد اسے خواب میں دیکھا کہ وہ اچھی حالت میں ہے، اس مرد صالح نے اس کے نزدیک جا کر اسے کہا میں تیری ابتداء وانتہاء کو جانتا ہوں اور مجھے معلوم ہے کہ تیری ظاہری حالت کچھ اتنی اچھی نہ تھی کہ تیرے بارے کسی نیکی وخوبی کا احتمال دیا جائے اور تیرے شغل سے تو عذاب ہی کی توقع کی جاسکتی تھی تیرا کونسا ایسا اچھا عمل تھا کہ تجھے یہ مقام اخروی حاصل ہوا ہے۔اس نے جواب دیا بات تو اسی طرح تھی جس طرح آپ نے فرمایا۔اور میں سخت ترین عذاب میں مبتلا تھا اور یہ سلسلہ میرے مرنے کے دن سے لیکر کل تک تھا۔کل استاد اشرف لوہار کی بیوی فوت ہوئیں اور اسے اس جگہ اور پھر ہاتھ سے اس جگہ کی طرف اشارہ کیا جو اس کی قبر سے سو ہاتھ کے فاصلہ پر تھی۔دفن کیا گیا۔اس کی وفات کی رات حضرت ابا عبداللہ الحسینؑ تین بار اس کی قبر پر تشریف لائے اور تیسری بار فرمایا کہ اس پورے قبرستان سے عذاب اٹھالیا جائے پس ایسا ہی ہوا۔اور ہماری حالت بدل گئی اب ہم نعمت سے بہرور ہیں۔فرماتے ہیں۔پس میری آنکھ کھل گئی اور میں حیراں ہو کر نیند سے اٹھ بیٹا لیکن مجھے اس لوہار اور اس کے محلہ کا پتہ معلوم نہیں تھا۔پس میں نے لوہاروں کے بازار سے اس کے بارے معلوم کرنا شروع کر دیا۔وہ لوہار مجھے مل گیا اس سے پوچھا کہ کیا تمہاری کوئی بیوی تھی اس نے کہا ہاں وہ کل فوت ہوگئی ہیں۔اسے ہم نے فلاں قبرستان میں دفن کیا ہے اس سے میں نے پوچھا۔کیا وہ حضرت ابا عبداللہ الحسین علیہ السلام کی زیارت کے لیے گئی تھی۔اس نے کہا۔نہیں۔ کیا آپ کے مصائب کا تذکرہ کرتی تھی۔اس نے کہا نہیں۔پوچھا کیا امام حسین علیہ السلام کی عزاداری کی مجلس کرواتی تھی۔کہا نہیں۔اور کہا کہ آپ کیا پوچھنا چاہتے

اس درس وتدریس کا فائدہ بھی ظاہر ہوگا اور انہیں زندگی ملیگی ۔اوران اعمال صالحہ کی قیمت بھی ظاہر ہوگی۔خلاصہ یہ کہ ہماری طرف سے جو کچھ بھی ہے وہ لیس ہے۔(یعنی کچھ نہیں) اورادھر سے جو کچھ بھی ہے وہ (ایس) ہے۔یعنی پائیدار ہے۔(۲۵)

ہیں اور کیا معلوم کرنا ہے تو خواب نقل ہوا۔لوہار نے کہاہاں وہ ہمیشہ زیارت عاشوراء پڑھتی تھی۔

۲۵۔ لیس۔ نابودی اور عدم کے معنی میں ہوتا ہے۔اور ایس اس کے مقابل کسی شئی کے ہونے اوراس کے وجود پر دلالت کرتا ہے۔

[illegible]
SBN 5-14-[illegible]-74-[illegible]